وزیر نے بات تمام کی پہلا وزیر آشفتہ ہوا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ زاغ مکر و افسون سے تمھین فریفتہ کر کے خراب کریگا زنہار غفلت نہ کرو اور پنبہ پندار و غفلت گوش ہوش سے نکالڈالو عاقلون کی تاکید ہو کہ کلام دشمن پر کبھی اعتماد نہ چاہیے یہ قاعدہ کلیہ ہو کہ عداوت اصلی دل سے ہرگز محو نہین ہوتی ہو دشمن ہزار رنگ سے دھوکا دینے کے واسطے چاپلوسی سے پیش آئے مگر اسے سراپا دغا اور فریب سمجھا چاہیے طرفہ تر یہ کہ مین سب کو اسکے فریب پر گرویدہ پاتا ہون حال تمھارا اس درودگر کے مانند ہو کہ گفتار زن بدکردار پر فریفتہ ہوا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ شہر سراندیپ مین درودگر تھا کہ خوبی کسب مین حد کمال کو پہونچا تھا اور ایک عورت رکھتا تھا کہ غایت حسن و جمال سے غیرت پری تھی بیت نگارے دلفریبے جانگدازی ۞ پری پیکر بتے عاشق نوازی ۞ درودگر از بس اُسکا مائل تھا لیکن وہ در پردہ درودگر سے کارہ اور غیر دن کے تیر عشق کی گھائل تھی اور ہمسایہ مین اُسکے ایک شخص تھا کہ سرو رعنا ایسے ہی قد کی صفت ہو نظم لمؤلفہ دو نون غدار رشک ہین خورشید و ماہ کے ۞ آہو تمام علیلند ہین چشم سیاہ کے ۞ سب مرغ جان اسیر ہین زلفون کے دام مین ۞ سب مرغ دل شکار ہین تیر نگاہ کے ۞ ایک دن نظر انکی باہم دوچار ہوئی یہ دونون آپس مین فریفتہ ہوے القصہ نامہ و پیام سے کام بعیش و آرام پہونچا اور مدام اسی وتیرے پر داد عیش دیتے تھے وہ لوگ کہ اس کے وصال کی تمنا مین مانند سیماب کے بیقراری کیا کرتے تھے اور شبانہ روز اُس کے ہر حال کی جاسوسی مین رہتے تھے آخر اس قصے سے مشروحاً آگاہ ہوے اور آتش رقابت کا نون سینہ مین شعلہ زن ہوئی لہذا اس حال سے درودگر کو خبردار کیا ہر چند درودگر چنداں غیرت دار نہ تھا مگر اس صدد مین ہوا کہ اس بات کو دریافت کرے عورت سے کہا مجھے ایک منزل پر کچھ ضروری کام ہو ہر چند دور نہین ہو مگر چند روز اُسی جا رہونگا کچھ توشہ پکا دے تو مین جاؤن عورت نے مکاری

سے رو کر کہا کہ مجھے مفارقت ایک دن کی بھی گوارا نہین ہی لیکن ضرورت سے مجبور ہون
چند روٹیان پکا کر حوالے کین درودگر رخصت کے وقت کہنے لگا کہ شب کو دروازہ
خوب بند کرنا اور اسباب بہت محافظت سے رکھنا کہ مبادا میری غیبت مین کوئی چور
دستبرد کرے غرض کہ بعد قیل وقال بسیار درودگر روانہ ہوا اور اُس نے فوراً
یہ مژدہ یار کو بھیجا کہ آج گھر اغیار سے خالی ہی بیت آج اس باغ مین سب گل
ہین کوئی خار نہین + جلد آ یار کہ اب نام کو اغیار نہین + جوان نے کہلا بھیجا کہ پہر رات
کے بعد آؤنگا عورت نے اسباب مہمانی اور سامان عیش و شادمانی مہیا کر رکھا تھا اور منتظر
وقت کی بیٹھی درودگر سر شام گھر کے ایک کونے مین آ چھپا جبکہ وہ جوان آیا دیکھا اُسنے
کہ دونون ہم آغوش ہوے اور بوس وکنار بہزار ناز و نیاز اور کلمات تعشق اور
عہد و پیمان وفاداری بسوگند بیان کرتے ہین جب کہ بعد اختلاط کے دونون
خوابگاہ مین گئے درودگر آہستہ آہستہ اس لیے نزدیک آیا کہ تماشاے
بوس وکنار تو دیکھ چکا اب تماشاے مباشرت معائنہ کرے ناگاہ نظر اس عورت کی
اس درودگر کے پانون پر پڑی سمجھی یہ کہ جانا اسکا محض بہانہ تھا اپنے یار سے کہا کہ
ماجرا یہ ہی اب تو یون کہنا اور مین یون کہونگی اُس نے پوچھا کہ تو مجھے بہت چاہتی ہی یا اپنے
شوہر کو اُس نے کہا کہ ای نادان اگر سچ پوچھتا ہی تو یہ ہی کہ عورتون کو اگر بسبب غلبۂ
شہوت یا بواسطہ لہو و لعب یا بسبب کسی کے ورغلانے کے ایسا اتفاق ہو جاتا ہی
لیکن جب وہ حاجت روا ہو چکتی ہی فی الحال پھر کچھ نسبت اُسے آشنا سے باقی نہین
رہتی اور شوہر بمنزلہ روح بصر کے ہی اور عورتون کو جان و دل سے شوہر زیادہ تر عزیز
ہوتا ہی چنانچہ ایک مین ہون کہ وہ موجود اسجا نہین ہی اور مین جس و صوکے سے اور
جنکے ورغلانے سے تیرے دام مین پھنسی اُنکا خدا برا کرے مین اسکی پاپوش کے برابر تجھے
نہین سمجھتی ہون اور اسوقت کتنی پشیمان ہون کہ مر جانے پر راضی ہون ہر چند اپنی

مین نے عزت برباد نہین کی ہو فقط بناچاری بوس و کنار تو نے کیا ہو لیکن مار سیاہ اگر میری بغل مین ہوتا تو مین راضی ہوتی پر تجھ سے راضی نہین ہون اور اپنے شوہر کے بغیر یہ بستر مجھے آتش سوزان سے بدتر ہے مرد نے کہا کہ حق بجانب تیرے ہو اور تو سچ کہتی ہو لیکن مین تو بدکار نہین ہون فقط تیرے دیدار اور بوس و کنار کا خریدار ہون جس وقت درو دگر بے غیرت و بے عقل نے یہ حکایت عورت کی زبان سے سُنی شفقت اور رفاقت اُس پر غالب آئی اور دل مین کہا کہ نزدیک تھا کہ اس عورت سے بدی کرتا مگر خیر گذری کہ نزدیک اللہ کے گنہگار نہ ہوا یہ کیا گمان بد تھا کہ مین اُسکے حق مین کرتا تھا وہ بیچاری میرے عشق مین زار و بیقرار رہی ہو اور اس محبت و جان نثاری کے ساتھ اگر کوئی خطا بھی اس سے صادر ہوتی تو کیا مضائقہ تھا کہ گھس تو نہ جاتی اور اس کے سوا کون آفریدہ جہان مین خطا و نسیان سے خالی ہو بموجب **مصرع** کسے کجاست کہ دامان او نیالودہ است ٭ مین نے بیہودہ اتنا رنج اُٹھایا اب صلاح یہ ہو کہ عیش اُسکا منغص نہ کرون اور اُسکی آبرو اس شخص کے روبرو خاک مذلت مین نہ ملاؤن کہ یہ عمل اُس سے بناچاری ہوا ہو مجھے چاہیے کہ نظر اُسکے ہنر پر رکھون نہ عیب پر بموجب بیت کے **بیت**

گر ہنری داری و ہفتاد عیب ٭ دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر ٭ یہ دل مین سمجھ کر اُسی تخت کے تلے دم بخود لیٹا رہا جس وقت علم شب تار نگون زار ہوا اور آفتاب عالم افروز نے گوشۂ مشرق سے پیش خیمہ نکالا مرد بیگانہ اپنے گھر گیا اور عورت نے بالاے تخت آپ کو نگونسار سوتے مین ڈالا درودگر باہستگی تخت کے تلے سے نکل کے عورت کے پاس آ بیٹھا اور بلطف تمام غبار ملال اُسکی خاطر سے پاک کرنے لگا نرم نرم اپنے ہاتھ بکمال محبت اس کے بدن پر پھیرتا تھا کہ زن پُر فریب کی آنکھین کھلین اور شوہر کو دیکھ کے جلدی سے اُٹھی اور یہ قطعہ گویا کا بڑھا **قطعہ**

شب فراق مین دم بھر نہ مجکو خواب آیا ٭ لبون پہ آہ تو آنکھون مین خون ناب آیا ٭

عجیب صبح مبارک نے اب کیا ہی طلوع ✤ کہ میرا ماہ بھی ہمراہ آفتاب آیا ✤ پوچھا کہ سلامتی سے کب تشریف لائے کہا کہ جس وقت اُس مرد بیگانے سے تو دست و بغل بھی اور اُسکے بعد معلوم کیا مین نے کہ یہ کام اپنے ارادے سے تو نے نہین کیا بلکہ بہ مجبوری فریب سے لوگون کے واقع ہوا ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تم دونون مین محبت پاک ہی اُس وقت رنج دینا تجھے انصاف و مروت سے دور سمجھا مین اور جب سے کہ شفقت تیری بادل اپنے حال پر پائی اور اپنی دوستی مین تجھے مستغرق دیکھا تب سے بیقین معلوم ہوا کہ تو اپنی زندگانی محض میرے لیے اور بینائی میرے مشاہدہ جمال کے واسطے چاہتی ہی اور یہ حرکت کہ تجھ سے صادر ہوئی محض مکارون کے فریب سے ہوئی اس باعث سے تیرے اور تیرے دوست کے آرام کا لحاظ مجھ پر واجب ہوا تو دل خوش رکھ اور کچھ خوف و ہراس نہ کر اور مجھے معاف کر کہ مین نے اول تیری طرف گمان بد کیا تھا بارے الحمد للہ کہ خیال میرا باطل تھا اور تو ایسی نہ تھی جیسا کہ میرا مظنہ تھا عورت مکارہ نے شرم و حیا سے معذرت اپنی بے اختیاری اور خطا کی چاہی اور اظہار تعشق شوہر کرتی تھی اور نجار اپنی خطا معاف کرواتا تھا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا **بیت** کی تجھ سے بدگمانی مین نے بڑی خطا کی ✤ کر دے معاف اے بت تجھکو قسم خدا کی ✤ یہ مثل اسلیے بیان کیگئی ہی کہ تم درودگر کے مانند کلام فریب آمیز پر اُسکے فریفتہ نہو اور عیوب ظاہر کو ہنر نہ سمجھو تا اس زاغ مکار کے کلام پر تم فریب کھاؤ اور اُسکے مکر و شعبدہ پر بھول نجاؤ کہ اس سے بوے خون مجھے آتی ہی اُسوقت اُسکا فریب تم پر ظاہر ہوگا کہ چارہ کار اختیار سے باہر ہو جائیگا **بیت** بقول خصم بد اندیش غرہ نتوان شد ✤ کسیکہ کرد چنین عاقبت پشیمان شد ✤ اور دشمن دانا جب کہ دوری مسافت مین کچھ قابو نہین پاتا ہی کسی حیلے سے آپ کو نزدیک پہونچاتا ہی اور نفاق دیدار سے محرم راز بنجاتا ہی جس وقت اُنکے راز اور چارہ کار پر مطلع ہوتا ہی فرصت پاکے ایسا

زخم کاری لگاتا ہی کہ صاعقہ آتشبار کے مانند دشمن کے خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی زاغ
نے کہا کہ ای وزیر صائب تدبیر چشم خدا بین سے دیکھ اور خراش نفس سے ایسا ظلم نہ کر
کہ خدا اور مردان خدا پسند نہ کرین اور بھلا انصاف تو کر کوئی عاقل ایسا حیلہ اپنے
حق مین پسند کریگا کہ مرتبۂ وزارت سے قصداً اس ذلت مین پڑے کہ پر و بال نچوا کے
لشکر لعینین قوی مین آپ کو ڈالے اگر بادشاہ رحیم مزاج نہوتا تو اب تک مجھے زندہ سلامت
نہ چھوڑتا اور اس سے مجھے کیا فائدہ تھا کہ دیدہ و دانستہ امر موہوم کے واسطے ایسا
حیلہ کہ پیش جائے یا نہ جائے کرکے اپنی ہلاکت سر دست قبول کرتا اور ایسا ستم اپنے
حق مین روا رکھتا کہ غیر کی آسایش کے واسطے اپنی موت اس ذلت سے قبول کرتا
تو مجھ سے زیادہ کون احمق جہان مین ہوتا بلکہ طفل دہ سالہ تا پیر صد سالہ کوئی ایسے
حیلے کو پسند نہ کرے گا سب زاغ جانتے ہین کہ یہ خواری باختیار مین نے قبول نہین
کی ہی اور کیا بادشاہ کے جاسوسون نے خبر نہ دی ہوگی کہ تمام لشکر میرے واسطے متاسف
اور روتا تھا کیونکہ مین نے عمر بھر کسی کو رنج نہین پہونچایا ہی بلکہ ہمیشہ بادشاہ سے جرائم
مخلوقات کے عفو کروا تا رہا ہون اگر یہ بات عمداً مین کرتا تو تمام لشکر اور میرے اقربا
کاہی کو گریہ و زاری کرتے بلکہ سب کی تشفی ہوتی کہ حکمت عملی کے واسطے یہ امر کیا ہی
ہر چند مین نے اپنے بادشاہ کو خیر خواہی سے نصیحت کی تھی مگر اسپر یہ ثابت ہوا کہ یہ
خیر خواہ بومون کا ہی اور ان سے سازش رکھتا ہی اس لیے میرا یہ حال کیا اور اگر مین
جھوٹا ہوتا تو یہی کہتا کہ مین نے تمھاری خیر خواہی سے کہا تھا اور حاشا کہ مین نے تمھاری
خیر خواہی سے نہین کہا تھا مگر اُسنے یہی جانا کہ اس نوبت کو مجھے پہونچایا بلکہ اور وزرا
کہ میرے دشمن تھے سر عام اُنھون نے یہی مشورہ دیا کہ اُسنے زندہ نہ چھوڑنا چاہیے
بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی کہ تڑپ تڑپ کے اپنے دوستون کے آگے مرے تو اچھا
ہی ای وزیر کچھ تو خوف خدا کر اور انصاف سے نہ گذر اور بموجب اِس رباعی

کے عمل کر **رباعی** گر بر سر نفس خود امیری مردی ٭ ور بر دگرے خرده نگیری مردی ٭ مردی نبود فتاده را پاے زدن ٭ گر دست فتاده بگیری مردی ٭ وزیر نے کہا کہ ای زاغ مکار یہ بات کچھ نئی نہین ہی جو تونے کی ہی آگے بھی لوگون نے ایسے کام بلکہ اس سے بھی زیاده کیے ہین کہ ہلاک دشمن کے واسطے اپنے اوپر بڑی بڑی عقوبتین گوارا کی ہین اس تصور سے کہ ولی نعمت کی کار برآری مین جان بھی جاوے تو مضائقہ نہین ہی کہ ایکدن مرنا ہی بلکہ نام حق گزاری کا تنہا جریدۂ روزگار پر باقی رہیگا جیسا کہ اُس بندر نے آپ کو ہلاک کیا اور انتقام یارون کا لیا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہ گروہ بندرون کا ایک جزیرے مین کہ جہان میوه تر و خشک بہت تھا اور ہواے خوب و مرغوب بھی رہا کرتا تھا ایک دن چند بزرگ اُس قوم کے ایک درخت کے سائے مین باہم بیٹھے حکایت ہر طرح کی کرتے تھے کہ اتفاقاً ایک خرس اُس راہ سے گذرا اپنے دل مین کہا کہ یہ بات روا نہین ہی کہ مین کوه مین زیر سنگ با دل تنگ گذران کرتا ہون اور ہزار محنت سے بیخ گیاه حاصل کرکے شکم پروری کیا کرتا ہون اور بندر اس جزیرے مین ایسی ہواے خوب اور میوه زار مین با دل شادان بسر کرتے ہین اور مین کہ اُن سے قوی تر اور بہتر ہون اس ذلت سے گذران کرتا ہون یہ مروت کے خلاف ہی **بیت** رقیبان در بہار فصل دل بشگفتہ ہمچون گل ٭ چرا من در خزان ہجر بے برگ و نوا باشم ٭ اس فکر کے بعد خرس نے جماعت بوزینہ مین جا کے چاہا کہ سب کو درہم و برہم کرکے اس جزیرے سے بھگا دوے اور ذخیره اُنکا کھالے یہ دیکھتے ہی سب بندر چلائے فوراً ہر طرف سے جوق جوق سب جمع ہوے اور خرس کو یہان تک کاٹا اور نوچا کہ از سر تا پا مجروح اور خون آلوده ہوکر خوار اور پشیمان کوہستان کو بھاگا اور وہان پہونچ کے غوغا کیا خرس سب جمع ہوے اور حال پوچھا خرس نے صورت ماجرا بیان کی خرسون نے کہا کہ واے ناموسی کہ بوزینہ ضعیف الجثہ

حکایت بوزینہ اور خرسون کی

خرس قوی پیکر کو یہ ذلت دین کبھی ایسی ذلت ہماری قوم کو نہین ہوئی تھی یہ
بدنامی قیامت تک اس قوم مین باقی رہیگی آخر خرسون کی رگ حمیت و غرور حرکت
مین آئی اور بعد لاف وگزاف یہی مشورہ ٹھہرایا کہ ہم سب جمع ہوکے ایسا شبخون
ماریں کہ ایک بندر سلامت نہ رہے **بیت** ہین عدو مانند روبہ شیر ہم ٭ ایک حملے
مین کرینگے زیر ہم ٭ جبکہ شب ہوئی لشکر ریچھون کا جزیرہ بوزینہ پر متوجہ ہوا قضارا
بندرون کا بادشاہ اس روز ایک اور صحرا کی طرف شکار کو گیا تھا اور شب کو بھی
اُسی جنگل مین قیام کیا تھا تھوڑے سے بندر اُس جزیرے مین آرام کرتے تھے جبکہ فوج
خرسون کی مانند مور و ملخ کے وہان پہونچی اکثر بندر قتل ہوگئے کچھ تھوڑے سے جو خستہ و
مجروح باقی رہے جا بجا بھاگ گئے ریچھون نے جو جزیرہ دلچسپ اور میوہ دار خالی پایا
اُسی خرس ستم رسیدہ کو اپنا امیر کیا بندرون نے جو میوہ کہ مدت دراز مین جمع کیا تھا
ایک دم مین ریچھون نے کھاڈالا جب صبح ہوئی بادشاہ بندرون کا اس حال سے غافل
متوجہ اپنے جزیرہ کا ہوا بندر خستہ و پریشان جو باقی رہے تھے راہ مین بادشاہ کو ملے اور
دادخواہی کی بادشاہ نے اس ماجرے سے اطلاع پاکے انگشت حیرت دانتون مین دابی
اور کہا کہ ہائے ملک موروثی مفت ہاتھ سے گیا اور افسوس کہ بخت نے برگشتگی کی اور دولت
بے اعتبار نے منھ پھیر لیا سچ کہا ہے کہ فریب آباد دنیا پر اعتماد کرنا نہ چاہیے اور اسی طرح
اور بندر بھی اپنی قوت مال و منال اور اہل و عیال پر گریہ و زاری کرتے تھے اُن بندرون
مین میمون نام ایک بندر تھا کہ فضیلت و حکمت مین نہایت آراستہ اور مرتبۂ کیاست
مین سب گروہ سے برگزیدہ تھا اور بادشاہ ہمیشہ اُسکے مشورے پر کام کرتا تھا **نظم**

امین روشندلے صاحب ضمیری	بہ تدبیر درست اقلیم گیرے
عطارد چاکرش در خامہ رانی	زحل شاگرد او در نکتہ دانی

میمون نے جبکہ بادشاہ کو حیران اور یارون کو سرگردان دیکھا نصیحت کی اور یہ قطعہ پڑھا

قطعہ

قطعه در بلاها جزع مکن که ازان ✤ دو زیان ست گوش کن از من ✤ اولاً دوستان شوند
ملول ✤ ثانیاً شادمان شود دشمن ✤ اور کہا کہ جزع کرنا بندۂ خدا کو صواب اندیشی سے
محروم رکھتا ہی اور بیصبری اور سُبکی کے ساتھ مشہور کرتا ہی اور ایسے موقع مین سوا دو چیز
کے اور کسی مین فائدہ نہین ہی ایک صبر اور دوسرے ثبات کہ صبر و ثبات وہ درخت ہین
کہ میوۂ مراد بار لاتے ہین بحکم الصبر مفتاح الفرج یعنی صبر کلید ہی ابواب نجات کی نظم
کلید در گنج مقصود صبر است ✤ در بستہ آنکس کہ بکشود صبر است ✤ از آئینۂ سینۂ دردمندان
غبار ستم آنکہ ببرد و صبر است ✤ ای بادشاہ راے نیک و تدبیر درست سے ہزار سالہ غم
ایک ساعت مین رفع ہوتا ہی **بیت** توان بہ مرہم تدبیر نیک و راے صواب ✤
جراحتِ دل صد پارہ را دوا کردن ✤ بادشاہ نے پوچھا کہ اس مہم کی تدبیر کیا ہی میمون
نے خلوت چاہی اور اُسکے بعد کہا کہ خرسون نے میرے عزیز اور فرزند سب قتل کیے ہین
اب مجھے اُنکے دیدار کے بغیر زندگی سے لذت اور نہ دولت سے راحت ہی بلکہ یہ زندگی
ہزار درجہ موت سے بدتر ہی آخر اس غم سے گھل گھل کے مر جاؤنگا چاہتا ہون کہ
جتنا جلد تر اس مضیق تعلقات سے مخلصی پاکے راحت عقبیٰ حاصل ہو اُتنا بہتر ہی
اس لیے چاہتا ہون کہ ایسی تدبیر کرون کہ اس گروہ نا خدا ترس سے انتقام دوستون
اور عزیزون کا اس طرح لون کہ یہ نقش میرا جریدۂ روزگار پر تا قیام قیامت باقی
رہے اور اگر اس تدبیر مین مارا بھی جاؤن تو بھی دو راحتون سے خالی نہین ہی ایک
یہ کہ حق نمک بادشاہی سے سبکدوش ہون کہ جان نثاری سے بہتر نمک خوار کے لیے
کوئی عمل نہین ہی اور دوسرے عزیزون اور فرزندون سے جلد ملنا ہوگا بادشاہ
نے کہا کہ ای میمون لذت انتقام کی کام حیات کو البتہ شیرین کرتی ہی
اور ذوق غلبے کا دشمن پر واسطے آسایش زندگانی کے مطلوب ہوتا ہی اگر تو
نہ ہوا تو مجھے ان صورتون سے کیا فائدہ ہی دوسرے تیرے بغیر تمام عالم میری

آنکھون مین تیرہ ہوجائے گا اور بن تیرے ایسا انتقام میرے دل کو ہرگز خوش نہ کرے گا وہ بات سوچ کہ جسمین تجھے مضرت نہ پہونچے اور مین الم ناک ہون میمون نے عرض کیا کہ ای شہریار نامدار یہ حال کہ مین رکھتا ہون اس صورت مین موت کو لاکھ درجہ حیات پر ترجیح ہے کس لیے کہ نور آنکھون کا فرزندون کے تماشاے جمال سے تعلق ہوتا ہی سو انھون نے اپنا مُنھ نقاب تراب مین چھپا لیا اور خرمن جمعیت میرا تندباد فنانے برباد کر دیا اور قوام معیشت کا کہ مال ومنال سے تعلق رکھتا ہی تاراج دشمن مین تلف ہوا سو مال کا بھی اندیشہ کچھ نہ تھا جو فرزند اور عزیز سب سلامت رہتے اب بجز موت کوئی چیز میرے دل کو آرام نہ دے گی اس سے یہ بہتر ہی کہ حق گذاری ولی نعمت کی بجا لاؤن اور سب قوم کہ مجروح دل اور خستہ خاطر ہی مرہم انتقام دشمن سے انکے زخمون کو التیام دون اور نقد جان دے کے متاع نیکنامی خریدون **بیت** بنام نکو گر بمیرم رواست * گرین جملہ مقصود نام نکوست * بادشاہ کو چاہیے کہ میری موت سے دریغ نہ کرے بلکہ جب بزم عیش مین بیٹھے تو میری وفاداری کو یاد فرماوے بادشاہ نے کہا کہ کون حیلہ ٹھہرایا ہی میمون نے کہا کہ انکو ایسے ریگستان مین ڈالون گا کہ باد سموم آتشبار وہان وزان ہوگی اور ایک قطرۂ آب کسی طرح دستیاب نہوگا تڑپ تڑپ کر سب جان دینگے کہ نوع اُنکی از بس حار مزاج ہوتی ہی تاب ادنیٰ حرارت کی نہین لا سکتی ہی چہ جاے کہ وہ گرمی اور لون کا چلنا اور پانی کا نہ ملنا غالب ہی کہ میری راے صواب سے نزدیک ہوا اور تیر تدبیر ہدف مراد پر پورا بیٹھے اب صلاح یہ ہی کہ بادشاہ بندرون کو حکم دے کہ دونون کان میرے نوچ ڈالین اور ہاتھ پانؤن توڑکے اُسے اپنے جزیرے کے قریب پھینکدین اور بادشاہ اس جزیرے کے گرد وپیش سب بندرون کو پریشان کردے کہ مخفی رہین دو روز انتظار کیجیے تیسرے دن بفراغت تمام اپنے مسکن پر متمکن ہوجیے اور اسمین مطلقاً شبہہ اور تردد نہ کیجیے کہ انمین سے ایک بھی زندہ وسلامت نہ رہے گا بادشاہ نے

بموجب صلاح میمون کے حکم دیا وہ سب عمل مین لائے اور بادشاہ بندرون کو منتشر کرکے
آپ ایک گوشے مین چھپ رہا میمون نے تمام شب ایسے نالے جان خراش کیے کہ دل سنگ
اُسکے اضطراب سے آب ہوتا تھا اور کوہ اُسکی صداے المناک سے فریاد کرتا تھا جسوقت
شاہ انجمن نے تکیہ گاہ خاور سے سر پر گردون پر قدم رکھا بادشاہ خرسون کا خواب ناز
سے اُٹھکر دیوان عام مین آیا اور وہ نالۂ زار سُنکے اُسکی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ ایک
بندر خستہ حال ہی پوچھا کہ تو کسکی جفا کا پامال ہی اُس نے احوال اپنا مشروحًا بیان
کیا باوجودیکہ سخت دل تھا اُسپر بھی مہربان ہوا اور بکمال شفقت سے استفسار حال کرکے
تاسف کرنے لگا میمون نے فراست سے پہچانا کہ بادشاہ ریچھون کا یہی ہی دعا اور ثنا شروع
کی بعد اداے مراسم بادشاہی کہ لائق بادشاہان جلیل القدر کے ہوتے ہین عرض کیا
کہ مین وزیر ہون بندرون کے بادشاہ کا اتفاقًا اُس روز مین بھی بادشاہ کے ساتھ
شکار کو گیا تھا اور وہ شب اُسی جنگل مین بسر ہوئی دوسرے دن بقیۃ السیف پہونچے
اُنھون نے حال شبخون کا بیان کیا بادشاہ کو کہ ہمیشہ سے میری تدبیر پر اعتماد تھا
تدبیر اس مہم کی بھی مجھ سے پوچھی مین نے خیر خواہی سے عرض کیا کہ پہلے اس طرف سے خطا
صادر ہوئی کہ اپنے سے بہتر اور مہتر کو ذلیل کیا یہ دور اندیشی سے بہت دور تھا بقول
سعدی علیہ الرحمۃ **بیت** ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ❊ ساعد سیمین خود را رنجہ کرد ❊
اور اُسکی سزا جنگ جو پائی سو حضور کے ملاحظے مین آئی اب صلاح یہ ہی کہ معذرت پیش آؤ
اور کمر خدمتگزاری بصدق و صفا مستحکم باندھو تا تمام عمر آسائش سے بسر کرو جوانمرد عذر
عاجز کا قبول کرتے ہین والا اب بھی اُنکی عداوت سے جانبری نہوگی کہ جہان سراغ تمھارا
پائینگے پھر یہی حال بنائینگے اور تم کسی طرح اُنکے مرد میدان نہوسکوگے بادشاہ سخن
میرا سنتے ہی آشفتہ ہوا اور حضور کی شان مین زبان طعن کھولی کہ وہ کیا چیز ہی
مین نام و نشان اس قوم بے خرد کا صفحۂ ہستی سے مٹا دونگا مین نے دوسری بار

خیر خواہی سے تکرار کی حکم دیا کہ اسکے کان کاٹ کے خستہ اور مجروح ہاتھ پانون توڑ کے اُسی
جزیرے مین پھینکدو کہ جنکا یہ ہوا خواہ ہی وہین جائے ہرچند مین نے عذر کیا کہ اے
بادشاہ مین تیرا ملازم اور خیر خواہ ہون مجھے اُن سے کیا کام ہی محض تیری خیر خواہی سے
اتنا عرض کیا ہی کہا کہ تو مقرر اُنھین کا ہوا خواہ ہی کہ خیر خواہی کے پردے مین میری
فوج کو ہراسان کرتا ہی اب جا اور اُنکو اپنا حامی بنا غرض کہ یہ حال میرا کیا کہ جو مشاہدے
مین شہریار کے آیا غرض کہ عوض خدمتگزاری کا اُس بادشاہ کے نزدیک دل آزاری تھا
سو مین نے حاصل کیا یہ کہا اور گریہ و زاری شروع کیا بادشاہ ریچھون کا اگرچہ
غلیظ القلب تھا لیکن اتنا بر سر ترحم آیا کہ چند قطرے آنسوؤن کے آنکھون سے باہر
لایا بادشاہ نے پوچھا کہ اب لشکر بندرون کا کہان ہی کہا کہ ایک صحرا ہی کہ اُسے مرد آزما
کہتے ہین اُس مین پناہ لی ہی اور ہر طرف سے لشکر جمع کرتے ہین اور ساعت بساعت لشکر
جرار خونخوار زیادہ ہوتا جاتا ہی بادشاہ ریچھون کا یہ سُنکے آشفتہ ہوا اور کہا کہ اے میمون
اب صلاح کیا ہی مبادا اِن مکارون سے آفت میری جماعت پر پہونچے میمون نے کہا کہ البتہ وہ
کوتاہی نہ کرینگے مگر اُنکی تدبیر سہل ہی کیا کرون کہ میرے پانون توڑ ڈالے ہین ورنہ الاعند الغفلت
لشکر عالی کو اُن کے سر پر لیجاتا اور مغز اُن ناحق شناسون کا ایکسآن مین نکلوا ڈالتا خرس نے
کہا کہ مین جانتا ہون کہ اُنکے حال اور مسکن سے تو خوب آگاہ ہی اگر لشکر اُن تک پہونچا دے تو کمال
تیرا احسان اس گروہ پر ہوا اور ہمیشہ تیرے خدمتگذار رہین اور ہمارے فرقہ مین شیوہ بیوفائی
کا نہین ہی اور جتنا تجھے آزار دیا ہی اُسکا انتقام تیرے ہاتھون سے لون تب میرا دل
خوش ہو میمون نے کہا کیا کرون کہ چلنا ان پانون سے متعذر ہی اور حرکت کرنا ان
ہاتھون سے متعسر بادشاہ نے کہا کہ مین تیرے لیے چلنے کی تدبیر کرون گا حکم دیا کہ
امرا اور مقربان درگاہ حاضر ہون جب کہ سب حاضر ہوے صورت حال ظاہر
کر کے کہا کہ آمادہ رہو کہ مین آج کی رات دشمن پر شبخون جاؤن گا آخر شب مین

میمون کو ایک خرس کی پیٹھ پر باندھ کے اُسی کی نشاندہی پر روانہ ہوے تمام شب اُس بیابان ہولناک مین چلے آخر کو وہان لے گیا کہ جہان فرسنگون بجز ریگ روان نام پانی کا نہ تھا کہ کبھی بھولے سے اُس دیار پر ابر نہ گذرا تھا اور کوئی نوعِ حیات اُس وادی مین کبھی وارد نہوا تھا اور موسم گرمی کا تھا اس طرح سے باد گرم چلتی تھی کہ بدن جُھلسے جاتے تھے اور ریگ اُس جگہہ کی آہنگرون کی بھٹی کی طرح شعلہ زن تھی اور کوئی گیاہ اُس زمین شورہ زار مردم خوار مین کبھی روئیدہ نہوئی تھی **مثنوی** بیابان وسیع و پر مخافت[1] ✤ بہر گامی رو و صد گونہ آفت ✤ ہوایش آتش و آبش ہوا بود ✤ زمینش سنگ و سنگ آہن ربا بود ✤ میمون نے کہا کہ آفتاب برآمد نہونے پائے کہ کام بندرون کا تمام کرو خرس جلدی سے اُس میدان مین در آئے جلد جلد آگے کو دوڑے جاتے تھے اور میمون کہتا تھا کہ جلدی کرو اور جلدی پہونچو کہ غفلت مین سب کو مار ڈالین القصہ جبکہ آفتاب نکلا یہ سب وسط میدان مین پہونچے تمام رات کے چلے اور تھکے آخر ماندے ہوکے ایک جگہ بیٹھ گئے اور بندرون کا کچھ سراغ نہ ملا اور میمون افسون اور افسانے مین یہان تک اُنکو لگائے رہا کہ آفتاب بلند ہوا اور ہوا مین ایسی گرمی شروع ہوئی کہ آنکھ اُٹھا کر جو کوئی ہوا کی طرف دیکھتا تھا بینائی جاتی رہتی تھی اور جو کوئی قدم زمین پر رکھتا تھا مانند موم کے پگھل جاتا تھا و سموم[2] سوزندہ نے بڑھنا آغاز کیا اور ہر ایک بیتابی سے سر دُھننے لگا خرسون کے بادشاہ نے میمون سے کہا کہ بندر کہان ہین اور یہ کونسا بیابان ہی کہ اسکی ہیبت سے زہرہ آب ہوا جاتا ہی اور کونسی آتش ہی کہ دمبدم تیز و تند ہوتی جاتی ہی میمون نے کہا کہ ای ستمگار دل آزار یہ میدان اجل ہی اور یہ جو باد تیز و تند آتی ہی پیغام موت لاتی ہی بہت خاطر جمع رکھو کہ اگر ہزار جان رکھتے ہو تو ایک بھی سلامت نہ لیجاؤ گے ابھی کیا دیکھا ہی تم نے اب کوئی دم مین وہ ہوائے گرم آتی ہی کہ سب کو جلا کے خاکستر بناتی ہی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ ایک جھونکا باد سموم کا

[1] مخافت — جای دور از خلق و پُر خطر ۱۲

[2] سموم — بفتح باد گرم کہ ہر جا وزد ہلاک سازد و بالفتح جمع سم ۱۲

ایسا سوزندہ آیا کہ تمام خرسون کو مع میمون اور شاہ اور سپاہ ہلاک کر ڈالا ایک بھی
زندہ وسلامت اُس میدان ہلاک گاہ سے باہر نہ نکلا تیسرے دن جسب لایا ہے میمون
بادشاہ بندرون کا مع لشکر اُس جزیرے مین داخل ہوا اور مسکن اغیار سے خالی اور
مال اور اموال سے بھرا پایا یہ مثل اس لیے لایا ہین تا بادشاہ جانے کہ اہل کینہ نے
انتقام کے واسطے اپنی جان تک دی ہی اور قضیہ اس زاغ کا بھی مجھے اسی طرح پر نظر آتا ہی
اور بیشتر زاغون کی آزمایش ہوئی ہی کہ یہ قوم فراست اور کیاست اور مکر و دغا مین ثانی
اپنا نہین رکھتے ہین اور مین نے جب سے کہ بشرہ اُسکا دیکھا اور تقریر سُنی ہی یقین کامل
ہوا کہ راے اُسکی صواب سے قریب ہی اور خطا سے بعید اور جہان تک کہ گمان کیا جاے
خرد اُسکی اُس سے زیادہ ہی اور اس سے جو کچھ ظہور مین آئے اُسسے تھوڑا جاننا چاہیے
یہ شخص آفت روزگار ہی اس سے ڈرنا لازم ہی بلکہ جلد اسے چاشنی مرگ کی چکھانا ضرور ہی
اور اگر اسکے قتل مین تاخیر کی تو اپنی ہلاکت کے لیے آمادہ ہو بومون کے بادشاہ نے جب
یہ حکایت سُنی چین بجبین ہوا اور کہا کہ یہ کیا بیرحمی ہی کہ ایک فقیر کو ہماری ہوا داری مین
یہ آزار پہونچا ہی اور ہم بھی اُسکے آزار و قتل کی تجویز کرین مگر یہ شعر مترجم کا نہین تو نے
سُنا ہی **بیت** بُرا اسکا ہوا جس نے کسی کا کچھ بُرا چاہا ۞ ہمیشہ دیکھتے رہتے ہین ہم گردش
مین گردون کو ۞ اُسکے بعد حکم دیا کہ اُس زاغ کو بآرام تمام اُٹھا لاؤ وزیر نے عرض کیا کہ ای
شہریار میری بات پر التفات نہ کیا اور نصیحت میری کہ سراپا حکمت اور محض صواب
تھی اُس سے روے قبول پھیر لیا تو نے لیکن اتنا اور عرض کرتا ہون کہ اگر رکھنا اسکا منظور
ہی تو اس سے دشمنون کی طرح زندگانی کرنا چاہیئے اور بغیر آمایش قرار واقعی کے اسکے
مکر سے غافل نہ ہوا چاہیے اور اتنا بہ یقین جانیے کہ یہ نیرنگ لانا اُسکا بومون کے
ضرر سے اور زاغون کی صلاح کار سے خالی نہین ہی اور اگر پرورش ہی منظور
ہی تو بطور نظر بندون کے اپنے سے دور رکھیے اور چند شخص کار آزمودہ مخفی

اِس پر متعین رکھے کہ ہر دم حرکات اور سکنات اسکی سمجھ بوجھ کے حضور اقدس مین
عرض کرتے رہین بادشاہ کو بات مطلق وزیر کی پسند نہ آئی اور وہ جو ہونی تھی
وہی دل مین سمائی یعنی بادشاہ نے کارشناس کو اپنی خدمت مین باکرام تمام مختار
کیا یہ تو ہمہ دان تھا اس طرح سے مراسم خدمتگزاری بجا لایا کہ کسی بوم کو ایسا سلیقہ
نہ تھا پس تھوڑے عرصے مین محرم راز اور مقرب درگاہ ہوا بادشاہ کو ہر بات مین
اپنا خوش کرتا تھا کہ روز بروز مرتبہ اُسکا بلند ہوتا جاتا تھا القصہ یہان تک نوبت
پہونچی کہ وزیر اعظم ہوا اور اُسکی صلاح کے بغیر کوئی کام خانگی اور ملکی جاری
ہوتا تھا آخر کار مشارالیہ سلطنت اور مدار المہام کل ولایت کا ہوا ایکدن سر محفل
بادشاہ سے کہنے لگا کہ زاغون کے بادشاہ نے بموجب آزار دیا ہو جب تک بدلا اُسکا
نہ لونگا اور دست برد معقول اُس گروہ ناحق کوش پر نہ کرونگا زندگی مجھ پر ناگوار
رہیگی اور خواب و خور سے لذت نہ ملے گی مگر مین نے بہت فکر کی کچھ تدبیر نہین بن آتی ہو کہ
کیونکر انتقام لون آخر الامر جانا کہ جب تک مین زاغون کی صورت مین ہون مراد کو نہ
پہونچونگا اور حکیم دانا سے یہ بات سُنی ہو مین نے کہ جسکو ستمگار بیدادگر سے رنج پہونچے اُسوقت
اپنی موت پر راضی ہو اور مرتے وقت جو دعا مانگے سو قبول ہو اگر بادشاہ کی بھی صلاح ہو تو
حکم کرے کہ میرے گرد انبار ہیزم کر کے آگ لگا دین جب کہ گرمی آتش کی مجھے پہونچے اُسوقت
دعا کرین کیا عجب کہ قادر توانا مجھے زاغ سے بشکل بوم کر دے تو اُسکے بعد اُس ظالم
بد انجام سے انتقام قرار واقعی لون اُس وقت وہ وزیر بھی کہ اُسکے مکر و فریب پر یقین
رکھتا تھا موجود تھا اُسنے کہا کہ ای بادشاہ یہ اسکا دوسرا شعبدہ ہو جو شخص کہ خبیث
صورت اور کثیف سیرت ہو اگر آگ مین اُسکو جلائے یا آب سلسبیل سے دھوئے تو
بھی اُسکی سیرت ناپاک اپنے طور پر برقرار رہیگی **بیت** ز بد اصل نیکی مدار ید امید ۝
کہ زنگی نہ گردد بہ شستن سفید ۝ اگر بہ فرض محال اسکی ذات خبیث صفت طاؤسی

پیدا کرے اور عنصر ناپاک اُسکا لباس سمرغی پہنے لیکن یہ اسی طرح زاغون کی صحبت اور
محبت کا مائل رہیگا اُس مادہ موش کی طرح کہ صورت انسانی پائی تو بھی اپنی اصل کی
طرف مائل ہوئی بادشاہ نے کہا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ زاہد
مستجاب الدعوات ایک چشمۂ آب پر بیٹھا تھا ایک چیل ایک چوہیا کو لیے جاتی تھی اتفاقاً اُسکے
پنجہ سے چھٹکر زاہد کے پاس آگری زاہد کو شفقت آئی اُٹھا کے دامن مین لپیٹ لیا اور گھر
کو لایا کہ مان اُسکی پرورش کرے پھر یہ خیال مین گذرا کہ اگر یہ جوان ہوا اور اہلخانہ کو ضرر
پہونچائے تو اچھا نہین ہے اس لیے اللہ سے دعا کی فی الحال وہ لڑکی ہوگئی نہایت
زیب طلعت خوش قامت شگفتہ رو آشفتہ مو **بیت** آنکہ بر سرو زند طعنہ بقامت
انیست * آنکہ بر ماہ کشد خط غرامت انیست * زاہد اُس دختر کو دیکھ کے بہت مسرور
ہوا اور ایک مرید کو سپرد کیا تا مانند فرزندون کے پرورش کرے مرید بموجب اشارہ
پیر اُسکی پرورش مین سرگرم ہوا تھوڑی سی مدت مین حد بلوغ کو پہونچی زاہد نے کہا
کہ اے جان بابا اب جوان ہوئی تو چاہتا ہون مین کہ گوہر پاک رشتۂ ازدواج مین
منسلک کرون یعنی تیرا نکاح تیرے برابر والے سے کرون مگر تیری اجازت کے بغیر
نہین ہوسکتا ہے جسے کہ تو پسند کرے اُسکے سپرد تجھے کرون دختر نے کہا کہ شوہر چاہتی
ہون قادر اور توانا کہ قوت انواع شوکت و قدرت اُسے حاصل ہو اور بزرگی مین درجہ
رفیع اور مرتبہ بلند رکھتا ہو زاہد نے کہا کہ یہ سب صفتین سوائے آفتاب کے اور مین جمع نہین
ہین دختر نے کہا سچ ہے کہ وہ مغلوب کسی مخلوق کا نہین ہے صبح کو جب آفتاب نے
مطلع طلوع سے سر نکالا زاہد نے صورت حال بیان کی کہ یہ دختر نہایت نیک
صورت اور پاک سیرت ہے چاہتا ہون کہ تیرے ساتھ جفت کردون کس لیئے کہ شوہر
توانا اور باشوکت طلب کرتی ہے آفتاب نے کہا کہ مجھ سے قوی تر ابر ہے کہ ایک لحظہ اسکا
مجھے چھپا لیتا ہے **بیت** آفتاب بدین بلندیرا * پارۂ ابر ناپدید کند * زاہد نے ابر سے بھی

سوال کیا ابر نے کہا کہ ای زاہد قوت اور غلبہ میرا ہوا کے آگے کچھ حقیقت نہین رکھتا ہو کہ
اندک اشارے مین جدھر چاہتی ہی مجھے لیجاتی ہی زاہد نے جواب ابر کا مسلم جانا اور ہوا سے بھی
یہی سوال کیا ہوا نے کہا قوت میری کوہ کے آگے کیا وقعت رکھتی ہو کہ اگر ہزار بار میری قوت
ارادہ کرے تو اوسکے وقار کو جنبش نہین دیسکتی زاہد نے کوہ کے نزدیک آکے بعد اظہار ماجرا
خواستگاری کی کوہ نے کہا ای زاہد میری قوت موش کے آگے بیچارہ ہو کہ اوسکے ناخن اور دندان
جگر خراش سے دل اور سینہ میرا مشبک و ریش ہی اور کسی طرح اوسکے دفع پر قادر نہین ہوسکتا ہون
یہ سُن کے دختر نے کہا کہ سچ ہو کہ موش کوہ پر غالب ہو لیکن مجھے آدمی چاہیے کہ مین
فی الحال آدمی ہون کہ متقارن اس حال کے ایک موش پیدا ہوا چونکہ دختر کا سر رشتہ جنسیت
اوس پر منتہی ہوتا تھا اس لیے میل تمام اوس موش کی طرف پیدا ہوا اور زاہد سے کہا کہ مین
مدت سے آرزومند ہمجنس کی ہون اب دعا کیجیے کہ مین آدمی سے پھر موش بنجاؤن تا دست
عشرت آغوش شوہر ہمجنس مین ڈالون زاہد نے جب کہ رغبت موش اور دختر کی باہم درست
پائی دست دعا اوٹھائے فی الحال دعا زاہد کی مستجاب ہوئی اور بحکم کل شئ یرجع الی اصلہ کے
ظہور پکڑا یعنی وہ دختر پھر چوہیا ہوگئی اور زاہد نے موش کے حوالے کی **بیت** جان من
ہر چیز را با اصل خود باشد رجوع + ما چو از خاکیم مارا خاک می باید شدن + فائدہ اس مثل
سے یہ ہی کہ جو کچھ کہ بمقتضاے طینت اصلی ہوتا ہو اگر کسی عارضے سے اوسکا حال مبدل بھی
ہوجاے آخر کو رجوع اپنی حالت اصلی پر کرتا ہی جب کہ وزیر سخندان معنی سنج نے اس
مضمون کو تمام کیا بومون کے بادشاہ نے اوسکی بات حسد پر محمول کی اور نظر عواقب امور
پر نہ فرمائی اور زاغ ہر روز حکایت دلپذیر اور ہر شب افسانے بے نظیر بادشاہ کو سناتا
تھا اور مثلہاے غریب اور نکتہ ہاے عجیب ہر دم تقریر مین لاتا تھا یہان تک نوبت پہونچی کہ
محرم اسرار خاص ہوا ایک دن کارشناس سب کو دھوکا دیکر اپنے بادشاہ کے پاس آیا جبکہ
فیروز نے کارشناس کو دیکھا ہزار جان سے شاد ہوا بعد اداے مراسم محبت پوچھا کہ ای

کارشناس کیا کام کر آیا اُس نے عرض کیا کہ الحمد للہ جس واسطے کہ محنت اختیار کی تھی سو سب درست ہو چکا کہا کچھ اُسکا بیان کر کارشناس نے عرض کیا کہ اُس کوہ مین ایک غار ہی دن کو باد سموم کے سبب سے گروہ بوم شوم کا اُسمین جمع ہوتا ہی اور اُس غار کے نزدیک ہیزم بے شمار خشک و تر جمع ہی بادشاہ فلانے دن دوپہر کے وقت سب زاغون کو حکم دے کہ جلد اُس جگہ پہونچ کے ہیزم خشک اُس غار کے مُنہ پر آہستہ آہستہ جمع کرین اور اصلا کوئی آواز مُنہ سے باہر نہ نکالے جب کہ ہیزم جمع ہو چکے گی مین آگ اُسپر رکھدونگا اُس دم سب زاغ ایک ہی بار اپنے بازوون سے ہوا دین تا وہ آگ بھڑک اُٹھے جب کہ آگ بھڑکے گی جو بوم کہ باہر نکلے گا جلجائیگا اور جو اندر رہیگا دھوئین سے گھٹ کے مرجائیگا بادشاہ کو یہ تدبیر بہت خوش آئی کارشناس پھر جلدی سے بومون سے آملا اور فیروز بروز معین سب زاغون کو لیکر کارشناس کی نشاندہی کے موافق وہی تدبیر عمل مین لایا اور سب کام بومون کا تمام کر کے بافتح و ظفر مع کارشناس کے پھر کر اپنی سلطنت پر متمکن ہوا اسکے بعد احترام اور اکرام کارشناس کا ہر روز ترقی کرنے لگا ایک دن بادشاہ نے کہا کہ ای کارشناس اتنی مدت ساتھ صحبت غیر جنس کے کیونکر بسر کی تو نے مصرع روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم ٭ کارشناس نے عرض کیا کہ یہ سچ ہی کہ دیدار نامناسب بدتر از جہنم ہوتا ہی لیکن اپنے مخدوم کی فراغ خاطر کے واسطے جو محنت کہ پیش آئے عاقل کو لازم ہی کہ اُسپر استقلال کرے اور صاحب ہمت کو چاہیے کہ مشقت اور اندوہ کے وقت دل کو ورطۂ اضطراب مین نڈالے کیونکہ جو کام کہ عواقب اُسکا فتح اور نصرت سے نزدیک ہوا اگر اُسکے مبادی مین کیسا ہی رنج ہو تحمل کرے کہ کوئی گنج بے رنج حاصل نہین ہوتا ہی اور گل بے خار ہاتھ نہین آتا اور نا در اعتبار سے ساقط ہی لمؤلفہ بیت ہوتی ہی غربت مین عزت پر بڑی ایذا کے بعد ٭ رنج اُٹھائے کس قدر یوسفؑ نے کنعان چھوڑ کر ٭ بادشاہ نے کہا کچھ بومون کی دانشمندی کا حال بیان کر وزیر نے کہا کہ کوئی دانا اُنمین نہ دیکھا الا ایک وزیر کہ میرے قتل مین مبالغہ رکھتا تھا اور

حکایت عقلی اور نقلی برجستہ سے رہنمائی کرتا تھا مگر بادشاہ اور سب امرا اور سپاہ
اُس وزیر کی بات بے وزن جانتے تھے اور کہنا اُسکا خبث طینت اور حسد پر محمول کرتے
تھے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ وہ شخص ہی کہ بادشاہ نے جسے سب زاغون مین ممتاز کیا تھا اور
شہرہ اُسکی عقل کا گوش زد سب کے تھا اِس عجب کیا ہی کہ یہ شعبدہ اُسکا مکر سے ہو
احمق نے بلا امتحان مجھے اپنا راز دار کر دیا آخر دیکھا جو کچھ کہ دیکھا اور یہ بات سب عقلا کے
نزدیک مسلم الثبوت ہی کہ کسی کو اور خاص بادشاہ کو چھپانا اسرار کا ضرور ہی خصوصًا دوست
نا امید اور دشمن ہراسان سے واجب ہی قطعہ دوستی کز تو نا امید بود + محرم خود
مساز در ہمہ حال + با عدو نیز کز تو ترسان است + نیست اظہار سر خویش حلال +
بادشاہ نے کہا کہ میری دانست مین بومون کی ہلاکت کا سبب بومون کی ستمگاری ہوئی
ہی کارشناس نے کہا سچ ہی جس بادشاہ نے کہ طرح ظلم کی ڈالی غالب ہی کہ بنیاد اُسکی دولت
کی جلد منہدم ہو جائے کیونکہ بقا سلطنت کی ظلم کے ساتھ جمع نہین ہوتی ہی مثل عرب کی
ہی الملک یبقیٰ مع الکفر ولا یبقیٰ مع الظلم اور حکما کا اکثر اتفاق ہی کہ جو کوئی چار چیز کرے چار چیز
کا اُمیدوار رہے پہلے جو کوئی کہ ستمگاری اختیار کرے اپنی اور اپنی دولت کی ہلاکت کا
اُمیدوار رہے دوسرے جو کہ رنڈیون کی صحبت کا حریص ہو زوال کا آمادہ رہے تیسرے
جو کہ کھانے مین زیادتی کرے بیماری کا منتظر رہے چوتھے جو کوئی کہ مشیران رکیک راے
پر اعتماد کرتا ہی ملک اُسکا جلد قبضہ دشمن مین جاتا ہی اور یہ بھی حکما کا قول ہی کہ چھ شخص چھ
چیز کی طمع نہ رکھین پہلے بادشاہ ظالم اُمید دولت پائدار کی نہ رکھے دوسرے شخص مغرور
نیکنامی اور کسی کے دوست ہونے کی طمع نہ رکھے کہ اُس سے لوگ کبھی بدل دوستی نہ رکھینگے
بلکہ پیچھے اُسے بدی سے یاد کرینگے تیسرے یہ ہی کہ شخص بدخلق کے کمتر دوست ہوتے ہین بلکہ
متنفر رہتے ہین چوتھے خیرہ رو بے ادب مرتبہ جلیل کا اُمیدوار نہ رہے کہ بے ادب ہمیشہ
رئیسون کی نظر مین ذلیل رہتا ہی پانچوین بخیل کو نیک کرداری اور نیکنامی نصیب نہین ہوتی بلکہ

اُسکی ضد کا سزاوار ہوتا ہی چھٹنے حریص گناہ سے کم بچتا ہی کیونکہ حرص انسان کو گناہ اور معصیت کی
طرف لیجاتی ہی جس جگہ کہ حرص نے خیمۂ اقامت برپا کیا امانت اور راستی اُس جگہ سے اُٹھ جاتی ہی
اور بومون کے بادشاہ کو زاغون کے قتل پر بے قصور رغبت تھی اس لیے منہج راستی سے انحراف
کرکے بادیۂ حرمان مین سرگردان ہوا اور جو چاہ کہ اورون کے واسطے کھودا تھا آپ ہی
اُسمین گرا مصداق اس مثل کا ہوا کہ چاہ کن را چاہ درپیش فیروز نے کہا کہ اہی کارشناس
جو کام کہ تجھ سے وقوع مین آیا واقعی یون ہی ہی کہ آج سے بطناً بعد بطنٍ سب زاغون کا
تو محسن ہوا تیرا شکر سب کو لازم ہی کہ تو نے جان اپنی نثار کرکے عزت اور جان و مال اس
قوم کا دشمن قوی سے بچا لیا یہ مصرع تیری شان کے زیبا ہی مصرعہ این کار از تو آید
و مردان چنین کنند * کارشناس نے عرض کیا کہ مرد اُسے کہتے ہین کہ مصیبت کے وقت
ثابت قدم رہے اور اس بندۂ ناچیز کا کیا مقدور تھا کہ ایسے کام کر سکتا یہ محض اقبال
شاہنشاہی سے وقوع مین آیا ہی مگر ثابت قدمی اور رائے درست سے ہمیشہ کام نکلا ہی
جیسا کہ سانپ نے اپنی مصلحت اسمین دیکھی کہ مینڈک کی خدمت مین راضی ہوا بادشاہ
نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ مار کبیر السن پر پیری نے یہانتک
غلبہ کیا کہ شکار کی طاقت نہ رہی آخر بھوک کے مارے ہلاکت کو پہونچا اور اپنے
دل مین کہا کہ اب افسوس جوانی کا اور فکر عود طاقت کرنا گویا آتش سے رفع
تشنگی کی اُمید کرنی ہی اور اس کے سوا اب جو یہ حال پیری کا ہی کاش اسکو بھی قیام
ہوتا سو یہ بھی نہین بلکہ دمبدم رو بہ کمی ہی پس فکر ماضی فعل عبث ہی اب آگے کی کچھ
فکر کرنا چاہیے یعنی عوض فکر جوانی جو کچھ تجربہ اس مدت عمر مین حاصل کیا ہی بموجب
اُس کے کچھ تدبیر ضرور ہی تا قوام بدن اُس سے متصور ہو گو ذلت پیش آئے تو بھی
مضائقہ نہین ہی مگر باقی ایام حیات دیدہ و دانستہ برباد نہ کیا چاہیے پس
اس تصور مین اُس چشمے پر گیا کہ جس مین مینڈک بہت تھے اور ان مین بادشاہ

اور وزیر اور امیر بھی تھے سانپ نے اُس جگہ ہونچ کے سینہ چاک اور اندوہناک بلکہ خاک پر لوٹنا شروع کیا کہ ایک مینڈک اُسکے نزدیک گذرا پوچھا کہ کیون اتنا غمناک ہی سانپ نے کہا کہ آج مجھ سے زیادہ اور کون سزاوار غم و الم کا ہو گا کیونکہ مادہ میری حیات کا شکار مینڈکون کا تھا آج وہ واقعہ پیش آیا کہ اُنکا گوشت مجھ پر حرام ہوا اور اگر قصد بھی شکار کا کرون تو کچھ نہین کر سکتا ہون اُس مینڈک نے جا کے یہ حال اپنے بادشاہ سے بیان کیا بادشاہ سُنکے حال عجیب سے متعجب ہوا اور سانپ کے نزدیک آکے پوچھا کہ کیا حادثہ تجھ پر وارد ہوا اور کس عمل کی مکافات مین مبتلا اس بلا کا ہی سانپ نے یہ بیت پڑھی بیت مجروح مین ہوا نہین قاتل کے ہاتھ سے + جو کچھ ہوا ہی مجھ پہ سو اس دل کے ہاتھ سے + اور کہا کہ ای بادشاہ حرص شوخ چشم نے دام بلا مین مجھے ڈالا اور طمع فتنہ انگیز نے دروازہ محنت و خواری کا میرے مُنھ پر کھولا تفصیل اسکی یہ ہی کہ ایک دن ارادہ ایک مینڈک کے پکڑنے کا کیا مین نے وہ بیچاری خوف جان سے ایک عارف باللہ کے گھر مین جا پہونچی مین گوشت کی طمع مین اُسکے پیچھے لگا چلا گیا قضارا زاہد کا بیٹا ایک مکان تاریک مین سوتا تھا اُسکے پانون کا انگوٹھا میرے مُنھ مین لگا مین سمجھا کہ مینڈک کی یہی ہی بھوک کے غلبے سے کچھ تمیز نہ رہی مین نے اُسپر دانت مارا فی الحال وہ سرد ہو گیا زاہد یہ خبر پا کے مجھ پر دوڑا مین گھر سے نکل کے صحرا کی طرف بھاگا زاہد میرے پیچھے دوڑا آتا تھا اور بد دعا کرتا تھا کہ ای پروردگار اسے خوار بیقدر کر اور اسے مینڈکون کے بادشاہ کا مرکب بناوے اور کبھی مینڈک پکڑنے پر یہ قادر نہو مگر صدقے کے طور سے جو وہ بادشاہ اُسے کچھ دے وہ البتہ کھایا کرے اسی ذلت مین مدت الحیات رہے یہ دعا اُسکی قبول ہوئی اب مین مطلق مینڈک پکڑنے پر قادر نہین ہوتا ہون آج اسی واسطے مین حاضر ہوا کہ بادشاہ مجھپر سوار ہوا کرے اب جو کچھ تقدیر الٰہی سے ہوا مین

اُسپر راضی ہون کروہ بھرنے والی نہین ہو مینڈکون کا بادشاہ اسمین اپنا فخر سمجھا کہ مین
ایسا ہون کہ یکہ پر سوار ہوتا ہون اُسدن سے اُسپر سوار ہونے لگا اور ابنائے جنس مین مباہات
کرتا تھا دو دن کے بعد سانپ نے کہا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہو کھانے کے بغیر زندگانی اور
قوت سواری دینے کی نہین ہوسکتی بادشاہ نے کہا کہ سچ ہو کہ مجھے مرکب سے گزیر نہین اور
مرکب کو بے قوت قوت سواری کی محال ہو اُس دن سے دو مینڈک اُس کا راتب مقرر
کیا سانپ وہ ہی مینڈکون سے رفع گرسنگی کرتا تھا اور بے کوشش روزی پاتا تھا
بقائے حیات کے لیے عار نہ کرتا تھا رباعی دستی کہ ترا زدیدنش ننگ آمد * در وقت
ضرور بوسہ دادن شاید * ہرکار کہ عارست وملال افزاید * در حالت احتیاج بد نماید *
یہ مثل اس لیے لایا ہون مین تا معلوم ہو کہ عار مانند مار کے ہو اس لیے قبول کی مین نے
کہ ہلاکت دشمنون کی اور فلاح دوستون کی اسکے ضمن مین مندرج تھی چنانچہ یہ بیت
میرے حسب حال ہو بیت تلطف کن بہرکارے کہ صعب است * بہ نرمی دشمنان رابستوان
ساخت * اسی واسطے کہا ہو کہ شجاعت سے تدبیر بہتر ہو کیونکہ مرد جنگی کیسا ہی توانا ہوا
ہوا ور اپنے دو چند بلکہ سہ چند سے برابری کرتا ہو تو بھی اُسکے واسطے ایک حد معین ہو
اور مرد دانا ایک تدبیر صائب سے ملک کو پریشان کر دیتا ہو اور لشکر گران کو تھوڑی
فکر مین بگاڑ ڈالتا ہو بموجب اس بیت کے بیت بیک تدبیر نیکو آن توان کرد *
کہ نتوان با سپاہ بیکران کرد * بادشاہ نے کہا کہ کارشناس تونے عجب طرح کی ظفر پائی
ہو اور کار نمایان کیا کہ ذکر اُسکا تا حشر باقی رہیگا وزیر نے کہا کہ اس امر مین میری تدبیر
سے کچھ نہوتا یہ محض فر شاہی نے مددگاری کی کہ مین کامیاب ہوا حکمانے کہا ہو کہ مطلب
ایک ہوا ور بہت شخص ارادہ کرین کہ اس مہم مین ہم جدا جدا کوشش کر کے مطلب
کو حاصل کرین دیکھین کون کامیاب ہوتا ہو سب کا اسپر اتفاق ہو کہ وہ اُنمین
سے مقصد کو پہونچے گا جو مروت مین مخصوص ہو کیونکہ خاصیت مروت کی یہ ہی

کہ کام صاحب مروت کا جلد تر ہوتا ہی اور اگر مروت مین سب برابر ہین تو وہ مطلب
حاصل کرے گا جسکے یار و مددگار زیادہ ہون اور اگر اس باب مین مساوات رکھتے
ہین تو وہ شخص کامیاب ہوگا کہ ان سب ہنرون کے ساتھ بخت و اقبال جسکی مددگاری
کرینگے **قطعہ** کوکب بخت چو طالع شود از اوج مراد ÷ انچہ مقصود بود زود میسر گردد ÷
بد طالع اگر نیست مرنجان خود را ÷ کہ اگر روے سوے بحر نہی بر گردد ÷ فیروز نے کہا کہ
بوم ہمین اس لائق نہ سمجھے تھے کہ یہ ہم سے انتقام لے سکینگے کیونکہ ہمین تھوڑا اور ضعیف
جانتے تھے کارشناس نے کہا کہ چار چیزین ہین کہ جو اُنکے تھوڑے کو بہت نہ سمجھے گا وہ
خراب ہوگا ایک آگ کہ پہلے تھوڑی ہوتی ہی پھر بھڑک کے بہت ہو جاتی ہی دوسرے
قرض کہ تقاضاے قرضخواہ اگرچہ ایک درم کا ہو ہزار کے برابر رنج دیتا ہی تیسرے
بیماری کہ اگر تھوڑی کی احتیاط نہ کرے گا اور بہت کے مانند اُس سے نہ ڈرے گا تو
قریب ہی کہ وہ زیادہ ہو کر مرتبہ ہلاکت کو پہونچا دے چوتھے دشمن اگر کیسا ہی
خوار و ذلیل ہو جب غافل پائیگا کام تمام کریگا اس سے کبھی امین نہ رہے کہ گنجشک
ضعیف الحال نے مار قوی ہیکل سے انتقام اپنا لیا بادشاہ نے کہا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت**
کہتے ہین کہ گنجشک کے جوڑے نے ایک گھر مین گھونسلا لگا کے بچے نکالے تھے دونون دانہ
اور کرم لاتے تھے اور بچون کو بھراتے تھے ایک دن نر کہین گیا تھا رات ہو گئی دوسرے
دن شام کو آکے کیا دیکھتا ہی کہ مادہ فریاد و زاری کر رہی ہی کہا کہ اے جانمن باعث اتنی
فریاد کا کیا ہی کہا **بیت** منخلد در سینہ ام خارے کہ میبارم سرشک ÷ ور دل سوزان غمی دارم
کہ آہے میکشم ÷ کیونکر زاری نہ کرون کہ تیرے جانے کے بعد تھوڑی ہی دیر گذری تھی
کہ ایک مار مہیب کو دیکھا کہ قصد میرے بچون کا کیا ہر چند بمنت کہا مین نے **بیت**
اگرچہ غالبی از دشمن ضعیف بترس ÷ کہ تیر آہ سحر بر نشانہ می آید ÷ مار نے کہا کہ یہ وہ سینہ نہین
ہی کہ تیرا تیر جسمین اثر کرے کہا مین نے جس وقت کہ مین اور باپ ان بچون کا مر اسکے انتقام پر

باندھین گے تو تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا سانپ ہنسا اور کہا کہ مین وہ ہون شیر کا زہرہ
جس سے آب ہوتا ہی بھلا تم ایسون سے کیا جگہ اندیشے کی ہو اُسکے بعد ہر چند چلائی کوئی
میری فریاد کو نہ پہونچا آخر اُس ظالم ستمگار نے بچّون کو کھاکے اِسی آشیانے مین آرام کیا ہی
نر نے یہ ماجرا سُنکے آہ سوزناک کھینچی اور دست تدبیر دامن فریاد مین ڈالا اُسوقت کہ شام تھی
صاحب خانہ چراغ جلانے مین مشغول تھا فتیلے کو جلا کے چراغ ہاتھ پر رکھا تھا کہ کنجشک نر جست
کرکے فتیلے کو لے اڑا اور اپنے آشیانے کے مُنھ پر لاکر دھر دیا صاحب خانہ سمجھا اگر گھونسلا جلا تو سقف خانہ مین
آگ لگ جاوے گی بالاے بام آکے آشیانے کو چوبدستی سے گرانے لگا مار نے خواب غفلت سے
بیدار ہوکر سر باہر نکالا صاحبخانہ نے مار کو وہی چوبدستی کہ ہاتھ مین تھی ماری کہ سر مار کا مانند
حباب کے دو پارا ہوگیا یہ مثل اِس لئے بیان مین آئی کہ سانپ اُنکی دشمنی کو حقیر سمجھا تھا اور اُسکا
نتیجہ یہ ہوا کہ سنگ انتقام سے سر اُس مار کا کچلا گیا **بیت** دشمن اگرچہ خوار بود از طریق حزم اولی
بزرگ دان و غم کار خویش خور بادشاہ نے کہا کہ مین نے ہمیشہ جو کام کیا تیرے مشورے پر کیا بخیر و خوبی
اُس نے سرانجام پایا سچ یون ہی کہ جو کوئی کام اپنا ناصح صواب اندیش کے مشورے پر رکھے گا صورت
ناکامی اُسکے اقبال تک نہ پہونچے گا اور سب ہنرون سے تیرا زیادہ تر یہ ہنر تھا کہ مدت دراز تک
دشمنون مین رہا پر کبھی ایسا کلمہ تیری زبان پر نہ گذرا کہ کوئی خردہ گیری کرتا اور نہ ایسا عمل تجھسے
صادر ہوا کہ باعث اُنکی نفرت و بدگمانی کا ہوتا کار شناس نے عرض کیا کہ یہ سب باعث حضور
کی تربیت کا تھا اگر خانہ زاد کو شرف برادری کا حاصل نہ ہوتا تو راے ضعیف اس غلام کی
اس امر دشوار کی ہرگز عقدہ کشائی نہ کرسکتی للہ الحمد کہ ہمارے بادشاہ جمجاہ سے خوبی راے
اور درستی تدبیر اور شوکت و ہیبت اور شجاعت و جمعیت کے ساتھ کوئی دقیقہ دقائق جہانداری سے
پوشیدہ اور باقی نہین رہا ہی اور تعجیل اور تانّی اور خشم اور رحم اور حلم و حیا اپنے اپنے محل پر
صرف ہوتے ہین خلاف وقت اور موقع کے کوئی کام عمل مین نہین آتا ہی اور کار مین انتہاے
مصلحت ملحوظ رہتی ہی اور کسی وقت مین مرتبہ احتیاط کا ہاتھ سے نہین جاتا ہی اور ناموس سلطنت

پاتے اور رونق ریاست کی اور سیاست مدن کے مراتب مہلا فرو گذاشت نہین ہونے پاتے
ہین پھر جو کوئی کہ ایسے بادشاہ سے دشمنی اختیار کرتا ہی گویا وہ اپنی موت کو ہزار کمند سے
اپنی طرف کھینچتا ہی اور اپنی بیخ زندگانی آپ اپنے ہاتھ سے اُکھیڑتا ہی فیروز نے کہا کہ ای
کارشناس جب سے تو مجھ سے جدا ہوا لذت طعام و شراب اور حلاوت خواب و قرار مطلق
نہین پائی مین نے کارشناس نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا جو کوئی کہ بلاے دشمن قوی دست
مین مبتلا ہوتا ہی جب تک اُس سے چھٹکارا نہین پاتا ہی رات دن مین فرق نہین کرتا ہی اور سرد بار
مین امتیاز نہین کر سکتا ہی اور حکما کا بھی قول یہی ہی کہ جب تک بیمار کو صحت کامل نہو کھانے کا
مزہ نہین ملتا ہی اور حمال جب تک بار گردن سے نہ اُتارے آرام نہین پاتا ہی اور عاشق جبتک
دولت وصال حاصل نہ کرے اضطراب دفع نہین ہوتا ہی اور مرد ہراسان جب تک دشمن غالب سے
امان حاصل نہین کرتا ہی دم آسایش سے نہین لیتا ہی اور بادشاہ غیور جبتک انتقام دشمن سے
نہ لے بستر آرام پر سر نہین رکھتا ہی فیروز نے پوچھا کہ صورت اور تدبیر اُنکے رزم اور بزم کی کس طرح
دیکھی تو نے وزیر نے کہا کہ سب صفات اُنکے عجب و غرور و تن پروری سے متعلق تھے اور اندیشہ صواب
سے کچھ نصیب نہ رکھتے تھے اور راے راست اور فکر خطا مین کچھ تمیز نہ کرتے تھے اور سب کے سب ایک
حال رکھتے تھے الا وہ ایک وزیر کہ میرے قتل مین مبالغہ کرتا تھا حکیم تھا دانا دل اور بیدار مغز خیر خواہ
نے کہا کہ دلائل اُسکے عقل کے کیا ہین وزیر نے کہا اول دلیل یہ ہی کہ میرے قتل کا حکم کرتا تھا اور
الحق یہی مناسب تھا اور راے اُسکی صواب پر تھی اگر اُسکی راے کو قبول کرتے تو کیون اسطرح برباد
ہوتے دوسرے یہ کہ تا دم واپسین اُسنے نصیحت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اور نمک حلالی کے لحاظ سے
ہرگز پاس ادب نہ کیا مگر طریق بے ادبی سے بھی بچاے جاتا تھا اگرچہ جانتا تھا کہ میری بات نہین
سُنتے ہین اور نہ سنینگے تسپر بھی زبان بند نہ کی بادشاہ نے کہا کہ وہ آداب نصیحت شاہی کیا
ہین کہ خیر خواہی کی جگہ ادب بھی نہ کرے اور بے ادبی سے بچتا رہے کہا کہ سخن درشت کو ایسی
نرمی سے اور لطف تقریر سے ادا کرے کہ مطلق ناگوار طبع بادشاہ نہو اور جانب تعظیم کی بھی ہر بات

مین رعایت رکھے بلکہ کسی کام مین گستاخی اور فضول گوئی نہ کرے اور اگر قول و فعل مین مخدوم کے خلل یا زلل مشاہدہ کرے تو اُسکی اطلاع کرنے مین عبارت نیک اور ملائم سے پیش آئے اور تعریضات شیرین اور مثلہائے دلفریب اور دوراندیش سے رہنمائی کرے اور معائب غیرون کے اثنائے حکایت مین جو مناسب اس حال کے ہون اُنھین بآئین بہین تقریر کرے وزیر بوموں کا یہ سب صفتین رکھتا تھا اور کسی بات مین دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا اور بادشاہی وہ مرتبہ عالی ہی کہ کوئی اگر چاہے کہ اپنی کوشش سے پائے تو پا نہین سکتا ہی بلکہ دست آرزو بھی اس پایہ تک نہین پہونچا سکتا ہی مگر دستیاری اور مددگاری بخت سے حاصل ہوتا ہی اور اگر امداد غیبی سے یہ دولت نصیب ہو تو اسے عزیز جانے سرسری نہ سمجھے ضبط قواعد اور حفظ مراسم عدل وداد مین مبالغہ تمام ہروم پیش نظر رکھے نظم

ای آنکہ بملک یافتی دسترسے صد تیغ سیاست آن خرابی نکند		دولت طلبی کم طلب آزار کسے کازردہ مخنتے برآرد نفسے	

لائق شان بادشاہی یہ ہی کہ ہر کام مین غفلت سے اجتناب کرے اور کسی مہم مین سہل انگاری نہ کرے کہ بقائے ملک اور استحکام دولت چار چیزون کے بغیر ممکن نہین ہی ایک یہ کہ ذہن رئیس کا اتنا رسا ہو کہ امر استقبال کا کہ غیر موجود ہی اُسے موجود سے زیادہ تر دیدۂ دل سے مشاہدہ کرے دوسرے ارادہ جس بات کا کرے اُسے ہزار پہلو سے تحقیق کرے جب یقین سمجھے کہ یہ فتور اور قصور سے خالی ہی اُسوقت اُسے عمل مین لائے تیسرے ایسی رائے درست رکھتا ہو کہ خطا اور خلل کی طرف کبھی مائل نہو چوتھے شمشیر ایسی تیز و تند رکھتا ہو کہ مانند برق جہان سوز جب خرمن دشمن پر گرے خس و خاشاک اُسکی ہستی کا برباد و فنا کر دے اگر کوہ پناہ چہرہ کرے تو مانند خیار تر کے اُسپر بھی نہ ہٹے اُسکی مراد یہ ہی کہ بہادر ہو اور حکایت اور غدر اور مکائد دشمن پر اگرچہ کتنا ہی تضرع او تذلل کرے فریفتہ نہ ہو دیکھو کہ ایک زاغ تنہا نے جب کہ دشمن کے دل مین جگہ پائی باوجود تنہائی او ضعف

زلل بالفتحتین لغزیدن در زبان و در سخن و پای در گل و بمعنی نقصان و کجی در ترازو و جز آن نیز آمده ۱۲ منہ

تضرع ... زاری کردن ۱۲

کے بومون سے دشمنان قوی دست کو ایک آن مین ہلاک کر دیا اور اُنھون نے
اپنی رکاکت طبع اور قلت فہم سے ایسی مالش قرار واقعی پائی کہ نام ونشان اُنکا
صفحہ ہستی سے محو ہوگیا اور اگر کچھ بھی اُنمین عاقبت اندیشی ہوتی تو زاغ اس مراد کو
نہ پہونچتے بلکہ چہرہ ظفر کا خواب مین بھی نہ دیکھتے عاقل کو چاہیے کہ اس حال کو چشم عبرت
سے دیکھے اور اس نصیحت گوش خرد سے سُنے کہ دشمن کتنا ہی ضعیف ہو اُسے چشم کم سے
نہ دیکھے اور اگر ہزار لاف دوستی مارے اور آثار دوستی بھی اسمین پائے جائین تو بھی
اعتماد نہ کرے اور کبھی اس سے غافل نہ رہے **نظم** دشمن اگر لاف مروت زند ٭ صاحب
عقلش نشمارند دوست ٭ مار ہمانست بسیرت کہ ہست ٭ گرچہ بصورت بدر آید ز پوست
اور عمدہ فائدہ اس سے یہ ہی کہ دوستان خالص اور ہوا داران عاقل ومخلص کا
خواہان رہے اور اُنکی خبرداری کرے کہ نافع تر اس سے کوئی تجارت نہین ہی سنا تمنے
کہ ایک کارشناس کہ مخلص خالص تھا زاغون کے حق مین اُسکی دوستی اور درست رائی
نے کیا نتیجہ بخشا کہ مہلکہ ہول وہراس سے نکال کے سر منزل امن وامان کو پہونچا دیا بھلا جسکے کہ
دوست بہت ہونگے اُسکو کیا کچھ فائدہ پہونچے گا پس علی ہذا جو کوئی کہ دوست اور ہوا دارون کا
خواہان رہیگا اور مخالفان غدار کے غبار سے دامن اپنا آلودہ نہ کرے گا کمال مراد اور نہایت
آرزو کو مقرر پہونچے گا **بیت** با یار نکو خواہ بعشرت بنشین ٭ وز دشمن بد دامن صحبت برچین

باب پانچوان مضرت مین غفلت کرنے کے اور بسبب اُسکے مطلوب کے ہاتھ سے کھونے مین ہی

راے دابشلیم نے برہمن سے کہا کہ تو نے داستان بیان کی فریب دشمن سے پرہیز کرنے
کی اور اُنکے مکر وزور کی مضرت سے احتراز کرنے کی کہ پردہ دوستی مین دشمنی کرتے ہین
اُس سے بچنا واجب جانے اب التماس یہ ہی کہ بیان فرما اُسکی مثال کہ حصول مدعا

باب پانچوان ۔ سست و ضعیف شدہ ۱۳

مین جہد کرے اور جب مطلب حاصل ہو تو اُسے غفلت سے ضایع کر دے برہمن نے زبان ثنا کھولی اور یہ بیتین مؤلف کی بادشاہ کی دعا مین پڑھین **نظم**

الٰہی تا رہے قائم یہ آسمان و زمین	الٰہی تا کہ رہے آفتاب و ماہ منیر
فلک پہ تا رہین اختر زمین پہ آدم زاد	الٰہی تا کہ رہے برق و رعد و ابر مطیر
مژہ کو تیر کہین اور کمان کو ابرو	ہمیشہ یار کی زلفون کو تا لکھین زنجیر
نگاہ یار ہو یا رب بلاے جان جبتک	سواد چشم پری تا ہو سرمۂ تسخیر
الٰہی شرق سے تا غرب تیرا حکم رہے	کہا کرین تجھے سب آفتاب عالمگیر

خاطر خطیر شاہنشاہی پر کہ مورد فیض نامتناہی ہی پوشیدہ نہین ہی کہ چیز کا حاصل کرنا آسان اور حفاظت اُسکی مشکل ہی کیونکہ بہت شخصون کو مساعدت بخت کی باعث سے بے مشقت و کلفت اور بے سعی و بے رنج گنج مطلوب حاصل ہوا ہی مگر محافظت اُس کی سبب سے سستی راے کے نہین کر سکے جو کوئی کہ پیرایۂ دور اندیشی سے بے نصیب ہی جو چیز کسب سے یا بے کسب حاصل کریگا یقین ہی کہ تھوڑے سے عرصہ مین وہ تلف اور تاراج ہو جاے جیسا کہ سنگ پشت کو بوزینہ سا محب با برکت بے جد و جہد ہاتھ آیا اور بے عقلی کے سبب ہاتھ سے کھو دیا اور پھر جہل و حماقت کی جراحت نے کسی طرح التیام نہ پایا راے نے پوچھا کہ یہ حکایت کس طرح پر ہی برہمن نے کہا حکایت جزیرۂ بحر اخضر مین ایک گروہ بندرون کا تھا اور نام اُنکے بادشاہ کا کاردانا تھا کہ اُسکی بناے ریاست نے سیاست کامل سے استحکام پایا تھا اور بنیاد اُسکی سلطنت کی حلم نافذ اور عدل مناسب سے استوار تھی اور رعایا اُسکے بذل و احسان سے بستر رفاہ پر امن و امان سے آرام کرتی تھی اور اُس دیار کے باشندے اُسکی بخشش کا شکر ہر دم زبان پر رکھتے تھے لمؤلفہ **بیت** سب عالم کی بس اُس سے بہبود تھی ٭ خدا راضی خلق اُس سے خشنود تھی ٭ ایک مدت دراز شادی و کامرانی سے بسر کی اور

بابل بلخ دہی ۔ ملک ... فراہم آمدن ... نہایت ... (handwritten margin notes)

بہار جوانی کو خزان پیری و نا توانی تک پہونچایا اور آثار ضعف کے اعضائے بدن پر ظاہر ہوئے سرور دل سے اور نور آنکھون سے برطرف ہوا اور نہال قوت کہ میوہ مراد دیتا تھا سموم عجز و بیچارگی سے پژمردگی لایا چراغ طرب باد تند آفت تعب سے بجھ گیا اور بساط نشاط ہجوم امراض و عموم اعراض سے منطوی و پیچیدہ ہوئی نظم

نشاط جوانی ز پیران مجوے	کہ آب روان تا نیاید بجوے
چو بر سر نشیند ز پیری غبار	دگر عیش صافی توقع مدار

اور عادت روزگار غدار کی یہی ہی کہ طراوت گلستان جوانی کو خارستان پیری سے مبدل کر دیتا ہی کہ بہروہ راحت دل کبھی حاصل نہین ہوتی ہی اور ہوائے صافی اسکی غبار کدورت پیدا کرتی ہی نظم باشادی زمانہ غم بے شمار ہست * در جام روزگار می خوشگوار نیست * یک کس ہز یر گلشن نیلوفری کہ وید * کز خون دیدہ عارضش و لالہ زار نیست * موافق اس مضمون کے مؤلف نے کہا ہی بیت

فائدہ بھی یہان تو نقصان ہی	سنگ کھاتے ہین باردار درخت

وہ پیرزن شوہر کش کہ دنیا جسکا نام ہی عروسان نوجوان کے لباس مین اہل جہان کے سامنے جلوہ کرتی ہی اور زینت ناپائدار اور زیور بے اعتبار سے دل بیخبرون کے اپنے دام محبت مین کھینچتی ہی بیت بازیچہ الیست طفل فریب این متاع دہر * بے عقل مردمان کہ برو مبتلا شدند * اور اپنی آرایش بے اصل اور جنس کاسد کو بازار خریداری مین سو سو بناوٹ سے لاتی ہی جسنے کہ اسکی خریداری کی اور عقد ازدواج مین کھینچا دست مراد اسکا آغوش آرزو تک نہ پہونچا اور جس نے کہ اسکو حبالۂ وصال مین لیا ایک رات بھی حسب دلخواہ کام اُس سے حاصل نہ کیا بیت جمیلہ الیست عروس جہان ولے میدان * کہ این مخدرہ در عقد کس نمی آید * اور کودک فراج آتنا نہین سمجھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَمَا ہٰذِہِ الحَیٰوۃُ الدُّنیَا اِلَّا لَہوٌ وَّلَعِبٌ خلاصہ یہ ہی کہ کام حیات دنیا کا

بجز لہو و لعب کے اور نہین ہوا اسپر بھی اپنی حماقت سے اُس سراپا آفت کے دام بلا مین عمداً
پڑتے ہین اور اُسکی صورت پر فریب سے دلبستگی کرتے ہین اور اُسکی خبث باطن اور
سُستی عہد اور وناءت طبع اور ناپاکی سیرت سے بے خبر ہوتے ہین اور خردمند کہ دیدہ
دل جنکا کحل الجواہر معرفت سے روشن ہوتا ہو وہ کبھی اُسکے مزخرفات فانی پر التفات
نہین کرتے ہین اور دل کو طلب جاہ بیفائدہ مین پریشان نہین بناتے ہین بلکہ
روے طلب جستجو مین دولت پائدار کی طرف رکھتے ہین آمدم بر سر مطلب یعنی ذکر اُسکی
پیری اور ضعف کا افواہ خلق اللہ مین پڑا اور حشمت اور ہیبت بادشاہی مین نقصان
فاش ظاہر ہوا اور انواع ضعف اور فتور نے ارکان شوکت شہریاری اور سطوت
وجباری مین راہ پائی **بیت** دولت اگر دولت جمشید نیست ۞ موی سپید آیت نومیدیست
اور اس خاندان بادشاہی مین ایک جوان تازہ رو نے کہ سعادت اُسکی پیشانی پر
پیدا اور دولت اُسکی حرکات سے ہویدا تھی نشو و نما پائی ارکان دولت نے استحقاق
رتبۂ شہریاری اور استعداد منزلت جہانداری اُسمین دیکھے اور استقلال اُسکا تقدیم
امور سیاست ظالم گدازی اور تمہید رعایت رعیت نوازی مین حسب بکمال خوبی مشاہدہ کیا
ہر ایک کو اُس سے دوستی پیدا ہونے لگی اور بایکدیگر سب صلاح کرتے تھے اور کہتے تھے کہ
اس جوان کے نہال عمر نے کہ جویبار ادب سے نشو و نما پائی ہو قابلیت اسکی رکھتا ہو کہ گلشن
ملک اُسکی آبیاری عدل سے سرسبز اور سیراب ہو تو بہتر ہو اور وہ جوان بھی میلان سب کا
اپنی طرف سے دیکھے ہر ایک کو امیدوار خلعت و مزید مرتبت کرتا تھا آخر ایک دن
سب خاص و عام نے اتفاق کرکے اُس پیر مرد فرتوت کو کنارے بٹھاکے ملک و مال
اُس جوان کے قبضۂ اختیار مین سونپا **لمؤلفہ بیت** آسمان سے تخت زرینہ مین
ارفع ہو گیا ۞ مہر تابان سے سوا تاج مرصع ہو گیا ۞ بیچارہ کاردانا جب کہ اسطرح سے
معزول ہو گیا اس عار کو گوارا نکر سکا بناچاری جلا وطن اختیار کیا اور ایک جزیرے مین

وناءت بفتح ناکسی و زبون
سطوت بفتح حمله
مزخرفات
فرتوت بفتح پیر

کر چشمہ آب اور میوہ تر و خشک بہت تھا منزوی ہوا کبھی اپنی تنہائی اور بیکسی پر روتا
تھا اور کبھی تسلی دل اس مصرع سے کرتا تھا **مصرع** ہر کہ قانع شد بخشک و تر شہ بحر و بر است
اور اسی بیشہ مین پیشہ قناعت کو اپنا پیشوا کرکے ریاضت و عبادت معبود مین شامل رہا
کرتا تھا اور روز و شب تدارک اوقات مافات کہ غرور سرور سلطنت مین برباد دیا تھا
کیا کرتا تھا اور تدبیر توشہ عقبیٰ توبہ و استغفار سے کرتا تھا اور جو زنگار کہ ظلمت شب
شباب مین آئینہ سینہ پر بیٹھا تھا مصقلہ صبح پیری سے دفع کرتا تھا اور واسطے تنبیہ نفس
غفلت شعار کے یہ شعر گویا کا تکرار کرتا تھا **بیت** سپید ہو گئے موے سیاہ غفلت چھوڑ رہنا
ہوئی ہو صبح کوئی دم چراغ ہستی ہی ✤ ایک دن کا روانا انجیر کے درخت پر بیٹھا ہوا
انجیر کھا رہا تھا کہ ناگاہ ایک انجیر ہاتھ سے چھوٹا اور اُس درخت کے تلے ایک چشمہ پانی
کا تھا اُسمین گرا صدا اُسکی بندر کے کان مین آئی تو اُسے بہت بھائی اس لیے بار بار
انجیر اُس پانی مین چھوڑتا اور اُسکی صدا سے محظوظ ہوتا تھا اتفاقاً ایک سنگ پشت
دریا سے سیر کرتا ہوا اس چشمہ مین دو دن سے وارد تھا اور بوزینہ جو واسطے تلذذ اور سیر
کے انجیر اُسمین گراتا تو سنگ پشت اُسے فتوح غیبی جان کے کھاتا تھا اور حمد خدا کرتا تھا
کہ بے مشقت ایسی نعمت عظمیٰ اللہ نے عنایت فرمائی اور دل مین ممنون ہوتا تھا کہ یہ بندر
مجھے مہمان جانکے یہ انجیر گراتا ہی سبحان اللہ کیا مرد سخی اور مہمان نواز ہی اور یہ خیال کیا
کہ اس شخص نے بے سابقہ معرفت میرے حق مین یہ مرحمت فرمائی ہی اگر واسطہ محبت اور
وسیلہ مودت مستحکم ہو جائے تو کیا کچھ احسان اور مروت نہ کرے گا اور قطع نظر فوائد دنیا
سے مصاحبت ایسے شخص کی کہ محامد اخلاق اور محاسن اشفاق جسکی طینت مین اس
درجہ داخل ہین اور قلم کرم الٰہی نے آیات جوانمردی و فتوت اس کثرت سے اُسکے
صفحہ ہمت پر لکھی ہین ایسا شخص مغتنمات روزگار سے ہی ہر آئینہ اُسکی مصقلہ محبت سے
زنگ ملال باطن آئینہ دل سے محو ہو جائیگا اور ایسے خدا شناس کے نور کے حضور سے

ظلمت شب دیجور حوادث روزگار کو اپنی خاطر سے دور کرنا ضرور ہی مصرعہ از خدا می طلبم صحبت روشن رائے ۞ اسکے بعد عزم محبت بالجزم کرکے زبان تحیت و دعا کھولی اور آرزوے ملازمت بصد التجا عرض کی بوزینہ نے جواب سلام آداب تمام سے دیکر کہا مصرعہ ای آمدنت باعث آبادی ما ۞ اور یہ کہا کہ مین بھی بدل و جان مشتاق تیری صحبت با برکت کا ہون کیونکہ رغبت اختلاط رفیقان کامل اور خواہش صحبت یاران عاقل خصائل پسندیدہ اور صفات برگزیدہ سے ہی اور جو کوئی کہ دوست حقیقی اور برادر دینی رکھتا ہی دونون جہان مین باعث اُسکی سرفرازی کا ہوتا ہی نظم جس نے کہ سعید یار پایا ۞ کونین مین اقتدار پایا ۞ دولت کے حصول کی خوشی کیا ۞ خوش وہ ہی کہ جسنے یار پایا ۞ سنگ پشت نے کہا کہ مین حوصلہ دوستی اور ہمصحبتی کرتا ہون مگر یہ نہین جانتا ہون کہ قابلیت اُسکی رکھتا ہون یا نہین بوزینہ نے کہا کہ حکمانے باب دوستی مین میزان رکھی ہی یعنی لازم ہی کہ کوئی بے دوست نرہے مگر ہر کسی کو دوست بھی نہ جانے پر تین گروہ سے دوستی ضرور ہی ایک فرقہ علما و فقرا کا کہ انکی برکت صحبت سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہی دوسرے اہل کرم اور اخلاق کہ دوستون کی خطا چھپانا اُنکی عادت ہوا اور نیک راہ بتانے مین دریغ نہ کرتے ہون تیسرے وہ لوگ کہ بے غرض اور بے طمع دنیا کے دوست ہون اور بنا اُنکی دوستی کی صدق و صفا اور مروت و وفا پر مستحکم ہوا اور احتراز کرنا تین گروہ کی دوستی سے واجب ہی ایک فاسقون اور فاجرون سے کہ ہمت اُنکی نفس پرستی اور شیطان کی پیروی پر مصروف ہو کہ محبت ایسے لوگون کی دین کی زحمت کا باعث ہوتی ہی اور دوسرے دروغگو اور نمام کہ صحبت اُنکی عذاب الیم اور معاشرت انکی بلاے عظیم لاتی ہی کہ ہمیشہ ایک کی باتین دوسرے سے ساختہ کہتے ہین اور یہ پیغام وحشت انگیز اور فتنہ آمیز اور دون کی طرف سے خلاف راستی کے دوسرے سے ظاہر کرتے ہین تیسرے ابلہ اور بے خرد کہ جلب منفعت اور دفع مضرت مین امتیاز نہین رکھتے ہین اُن پر اعتماد کرنا زنہار نہ چاہیے کسواسطے

که اکثر ہوگا که اُسکی صلاح پر جسکو عین خیر و نفع سمجھا جائیگا وہ محض شر اور ضرر ہوگا اسیواسطے
یہ مثل مشہور ہی که دوست نادان بدتر دشمن سے ہی کیونکہ دشمن غافل دوراندیشی کے
سبب سے جب تک فرصت وقت کی کماحقہ نہ پائیگا قدم آگے نہ بڑھائیگا اور دوست
نادان که دولت دانش سے بے بہرہ ہوتا ہی ہرچند کسی امر مین مددگاری کرے مفید مطلب
نہین ہونے کی اور اگر اُسکی رائے پر کوئی اعتماد کرے تو غالب ہی که اُسکی رائے ناصواب
مضیق خطر مین گرفتار کرے جیسا که بندر کی دوستی پر بادشاہ کشمیر نے اعتماد کیا اور گرداب
ہلاکت مین پڑا اور دزد که دشمن دانا تھا اگر اُسوقت حفاظت نہ کرتا تو تدارک اُس
قضیے کا تدبیر پذیر نہوتا سنگ پشت نے پوچھا که یہ قصہ کس طرح پر تھا حکایت کاروانانے
کہا که ولایت کشمیر مین بادشاہ تھا که ایک بندر کو عزیز رکھتا اور جانتا تھا که آفت کے
وقت یہ میرے کام آئیگا اس لیے اُسکی پرورش مین زیادہ تر مصروف رہتا تھا اور اُسکا
بھی یہ حال تھا که تمام شب کٹار ہاتھ مین لیے سرہانے بادشاہ کے تادم صبح کھڑا رہتا تھا
بلکہ تمام شب پلک سے پلک نہ لگاتا تھا قضارا ایک دزد دانا ولایت دور دست سے اُس
شہر مین وارد ہوا شب کو بلباس عیاری پہن کے شہر مین گشت کرتا تھا که ایک دزد بیخرد
اور کم تجربہ بھی باشندہ اُسی شہر کا اسی فکر سے نکلا تھا اتفاقاً ان دونون مین ملاقات
ہوئی اور بہ سبب جنسیت کے باہم متفق ہوے دزد مسافر نے پوچھا که کس طرف چلنا صلاح
ہی اور کس کے گھر نقب دینا مناسب ہی دزد نادان نے کہا که رئیس شہر کے اصطبل مین ایک
اسپ تیز رفتار باوکردار ہی اور رئیس اُسکو نہایت عزیز رکھتا ہی اس لیے شب کو زنجیر مین
اُسکے پاؤن مین ڈالتے ہین اور چوکیدار بھی متعین رہتے ہین اگر اُس اسپ کو پائین تو شیشہ گر
کی دوکان سے شیشہ گران قیمت چرائین اور اُسپر بار کرکے اور شہر مین لیجائین دزد دانا
اس بات کو سُنکے متحیر ہوا چاہتا تھا که اس حال کو مشروحاً پوچھے اور اعتراض کرے که ناگاہ
کوتوال مع جمعیت سپاہ سامنے سے آیا دزد دانا حیلے سے ایک کنارے ہوگیا دزد بیخرد گرفتار

ہوا کوتوال نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے جواب دیا کہ مین چور ہون اور ارادہ
یہ تھا کہ گھوڑا رئیس کا چُرا کے اور دوکان شیشہ گر کی توڑ کے شیشہ گران قیمت اسپر بار کرکے
گھر کو لیجاؤن کوتوال ہنسا اور کہا کہ اچھا چور ہی تو کہ ایسا عزیز گھوڑا کہ بادشاہ کے چوکیدار
جس پر مقرر رہین اُسے چرالے اور شیشہ کہ دو دانگ کو بکتا ہی اُسپر بار کرے اور آپ کو معرض
ہلاکت مین ڈالے شاید کہ شاعر نے یہ مصرع تیری ہی شان مین کہا ہی مصرع بہ زر نخریدہ جان
را ازان قدرش نمیدانی ✤ اگر ارتکاب ایسے مخاطر یکا خزانہ بادشاہی کے واسطے کرتا تو البتہ
سزاوار تھا یہ کہکر ہاتھ اُسکے باندھے اور زندان کی طرف کھینچا دزد زیرک کو یہ سب حکایت
کوتوال اور چور کی سُنکے تجربہ حاصل ہوا اور دل مین کہا کہ یہ چور نادان تھا اور کوتوال دشمن دانا دو
احمق مجھے ورطہ ہلاک مین ڈالتا تھا اگر یہ دشمن دانا نہوتا تو کام ہاتھ سے جا چکا تھا اب جیسا کہ
کوتوال کہہ گیا ہی ارادہ خزانہ بادشاہی کا مناسب ہی شاید مقصود کلی حاصل ہو اُس کے بعد
آہستہ آہستہ قصر بادشاہی کے نزدیک آیا اور نقب دینا شروع کیا تمام شب امید خزانہ مین
سنگ دیوار کو تیشہ فولاد سے کاٹا گیا ہنوز عیار شب رو آفتاب نے برج مشرق کے تلے نقب
نہین پہونچائی تھی کہ دزد زیرک کی نقب انتہا کو پہونچی اتفاقاً جو مقام کہ بادشاہ کی خوابگاہ
کا تھا اُسی جگہ نقب نکلی دیکھا کہ بادشاہ تخت پر سوتا ہی اور سامان تجمل گران قیمت مسند
شاہی پہ رکھا ہی اور شمعین کافوری روشن ہین چور نے نظر غور سے دیکھا کہ ایک بندر کٹار
ہاتھ مین لیے سرہانے بادشاہ کے ٹہلتا ہی اور چپ و راست بہوشیاری تمام دیکھ رہا ہی چور یہ
حال دیکھکر متحیر ہوا اور کہا کہ یہ سانحہ اور ہی کہ بندر کٹار لیے اس طرح پاسبانی کرتا ہی ہنوز اسی تحیر
مین تھا کہ گچھا چیونٹیون کا چھت سے بادشاہ کے سینے پر گرا بادشاہ نے خواب غفلت مین ہاتھ
اپنے سینے پر مارا بوزینہ دوڑ کے نزدیک آیا دیکھا کہ چونٹیان بادشاہ کے سینے پر پھرتی ہین
نہایت غضبناک ہوا کہ مجھ سا پاسبان مستعد موجود ہی اور یہ چونٹیان ایسی بے ادب
ہین کہ انھون نے بادشاہ کے سینے پر پانون رکھا اس حمیت سے رگ جاہلیت

اسکی حرکت مین آئی چاہتا تھا کہ کٹار چیونٹیون پر مارے پس اس صورت مین کام
بادشاہ کا ضرور تمام ہوجاتا کہ چور چلایا کہ او احمق بیباک ہاتھ کو تھام کہ جہان کو برباد
کیا چاہتا ہی یہ کہکر جست کرکے بندر کا ہاتھ مضبوط پکڑا بادشاہ نعرہ زدہ اور غرش بوزینہ
سے جاگ پڑا اور یہ حال مشاہدہ کیا چور سے پوچھا کہ تو کون ہی چور نے کہا کہ تیرا دشمن دانا
ہون اور واسطے طلب مال کے آیا تھا مین اگر ایک لحظہ بھی تیری حفاظت مین اہمال کرتا
تو اس دوست نادان نے جہان کو خون سے لال کردیا ہوتا بادشاہ نے سجدہ شکر کیا اور
کہا سچ ہی اگر عنایت ایزدی امداد نہ کرتی تو چور کیون مہربان ہوتا اسکے بعد چور کو سرفراز
کرکے اپنا مقرب کیا اور بوزینہ کو زنجیر مین باندھ کے اصطبل کو بھیجدیا اب اسکو قیاس کیا
چاہیے کہ چور تمام شب اس امید پر کمر باندھے رہا کہ اگر قابو پائے تو خزانہ بادشاہی کو
چرائے لیکن قباے دانش اسکی جوہر مین تھی اس لیے تاج دولت اسکے سر پر رکھا گیا اور
بندر کہ محرم اسرار اور باوقار تھا مگر خار نادانی اسکے دامن سے الجھا تھا اس لیے
لباس حرمت اسکے بر سے اتارا گیا فائدہ اس مثل کا یہ ہی کہ ہر دو عاقل کو لازم ہی کہ دوستی
دانشمند سے کرے اور صحبت نادان سے کوسون بھاگے سنگ پشت نے جو یہ حکایت کہ مشتمل
فوائد بیشمار پر ہی سنی تو کہا کہ اے دریاے دانش تو نے میرے کانون کو گوہر شاہوار حکمت سے
زینت بخشی اب یہ فرما کہ دوست کے طرح کے ہوتے ہین کاردانا نے کہا کہ حکما نے تین طرح کے
دوست تحقیق کیے ہین بعضے غذا کے مانند ہین کہ ان سے کسی طرح چھٹکارا نہین ہی اور
بے مشاہدہ انکے جمال کے شمع صحبت روشن نہین ہوتی ہی مصرع چراغ خانۂ دل روے
یار ست ☆ اور بعضے مانند دوا کے ہین کہ انکی احتیاج ہوتی ہی اور بعضے درد کے مانند ہین
کہ رنج ہونچاتے ہین وہ لوگ ہین کہ اہل نفاق اور دورویہ ہین کہ ادھر زبان سے
دوستی کا دعوی کرتے ہین اور کبھی ظاہرداری کے لیے کچھ کام بھی آتے ہین اور مطلب اسی سے
دھوکا دینا اور غافل کرنا ہوتا ہی ادھر تمھارے مخالفون سے راہ و رسم رکھتے ہین

ہر دم ایذا رسانی کی فکر مین رہتے ہین پس وہ عاقل ہی کہ ایسے دشمنون سے کہ ظاہر مین
دوست اور باطن مین دشمن ہین پرہیز و احتیاط تمام کرے اور دوستان خالص اور
رفیقان مخلص کا آرزومند رہے سنگ پشت نے کہا کہ رفیق خالص اور دوست مخلص کو کس طرح
پہچانے بندر نے کہا کہ جسمین یہ چھ خصلتین پائی جائین اُسکی دوستی مین کوئی قصور نہ ہوگا
اوّل یہ کہ تیرا عیب جو دیکھے اُسے کسی سے ظاہر نہ کرے دوسرے یہ کہ اگر تیرے ہنر سے آگاہ ہو
اُسے دو چند کر کے لوگون مین بیان کرے تیسرے یہ کہ اگر کچھ احسان کرے تو اُسے
ظاہر مین زبان پر نہ لائے اور دل مین بھی حساب نہ رکھے چوتھے یہ کہ اگر تجھ سے نفع پائے تو اُسے
فراموش نکرے پانچوین یہ کہ اگر احیاناً کوئی قصور تجھسے صادر ہو اُس پر خشم آلود اور ازجا رفتہ
نہ ہو جائے چھٹے یہ کہ اگر تو عذر کرے اُسے قبول کرے جو کہ ان صفتون کے ساتھ متصف نہو
وہ ہرگز لائق دوستی کے نہین ہی اور اس زمانے مین دوست باصفا حکم کیمیا کا رکھتا ہی
اور محبت بے غرض کی عنقا کے مانند چشم عالم سے نہان ہی سنگ پشت نے کہا کہ اگرچہ اپنی ثنا
اپنے مُنھ سے نازیبا ہی لیکن گمان یہ ہی کہ اگر تو مجھے اپنی دوستی مین سرفراز کرے اور طوق منت
کا میری گردن مین ڈالے تو مادام الحیات مراسم دوستی مین ثابت قدم رہون اور کوئی
نکتہ آداب محبت سے فروگذاشت نہ کرون بندر نے درخت سے نیچے اُتر کر باہم معانقہ کیا
اور عہد و پیمان آشنائی مستحکم باندھا اس کے بعد دونون مسرور ہوے اور وحشت غربت
بندر کے دل سے کم ہوئی اور سنگ پشت بھی خوش ہوا اور ہر روز نہال دوستی نشو و نما کرتا
جاتا تھا اور گلشن یاری دمبدم رونق اور طراوت بصد تازگی پاتا جاتا تھا کہ جب یہانتک
نوبت پہونچی کہ بندر ملک اور بادشاہی کا غم بھول گیا اور سنگ پشت نے اہل و عیال
اور مسکن و دیار اپنا فراموش کیا اور دونون یہ بیت مؤلف کی تکرار کرتے تھے بیت
اب نہین حسرت کوئی جو ملگئے ہم یار سے ٭ کونسی دولت ہی بہتر دولت دیدار سے ٭
جبکہ اس بات کو زیادہ عرصہ ہوا مادہ سنگ پشت کی فراق یار سے بیقرار ہوئی او سمجھی کہ شاید

وہ ہلاک ہو گیا مطلق سراغ نہین پایا جاتا ہی نہایت بیتابی کرتی تھی اور رات دن روتی
تھی آخر یہ حکایت المناک اُسنے ایک ہمقوم سے بیان کی اور کہا معلوم نہین کہ اسپر کیا حادثہ
ہوا اگر زندہ ہوتا تو کیونکر بیٹھ رہتا لیکن اگر خبر مفصل معلوم ہو جاتی تو صبر آتا اُسنے کہا کہ
اے خواہر مہربان اگر مجھے اس امر مین متہم اور رسوا نہ کرے اور غماز نہ جانے تو حال مفصل
تجھ سے کہدون اُسنے کہا کہ اے برادر قول تیرا کبھی تہمت سے آلودہ نہین ہوا ہی اور نقد محبت
وصدق مودت تیرا بارہا محک امتحان پہ آزمایا تو تمامی عیار کامل پایا ہی جو کچھ تو کہے گا
وہ مقرر سچ ہوگا اور راز تیرا کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے گا اُس نے کہا کہ مین نے تحقیق سنا ہی
کہ شوہر تیرا ایک بندر کا یار ہوا ہی اور جان ومال اور اہل وعیال سب اُسکی دوستی پر
قربان کر چکا ہی اب وہ کسی کو اُسکی صحبت کے برابر عزیز نہین رکھتا ہی مادہ سنگ پشت کی
سُنتے ہی اس بات کے آتش غیرت سے جلگئی اور جہان تک زبان نے یاری دی
واویلا اور شکایت روزگار اور گلہ شوہر غدار کا کرتی تھی اُس سنگ پشت نے کہا کہ
گریہ وزاری اور زبان درازی سے کیا حاصل کچھ وہ تدبیر کر کہ جس سے حصول مطلب
متصور ہو آخر بحکم اِنَّ کَیدَکُنَّ عَظِیمٌ کے حیلہ وتدبیرین کوشش کرنے لگی قول فیصل اسپر
قرار پایا کہ جب تک بوزینہ ہلاک نہ کیا جائیگا مقصود ہاتھ نہ آئیگا اُس سنگ پشت کی
صلاح سے مادہ سنگ پشت کی بیمار بنی اور پیغام سنگ پشت کے پاس بھیجا اور یہ کہا **بیت**

یار اگر سر برسیدن بیمار غمم است
گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسی می آید

سنگ پشت نے خبر ناتوانی اور نیمجان مادہ کی سُنکے بوزینہ سے اجازت عیادت کی چاہی
بندر نے کہا کہ اے یار مجبورانہ رخصت دیتا ہون مگر ایسا نہو کہ اپنے فراق سے مجھ ناتوان کو
شربت مرگ چکھائے تو کہ تیری صحبت کے بغیر میری زندگانی دشوار ہی سنگ پشت نے کہا کہ
اے مونس جدائی تیری ایک دم کی عذاب صد سالہ سے مجھپر زیادہ ہی لیکن وہ کمبخت جان بلب
ہی لوگ مجھے مطعون کرینگے کہ مرتے دم بھی اُسے نہ پوچھا البتہ اپنی قوم مین بدنام ہونگا سواب

دو حال سے خالی نہین ہی یا صحت پاتی ہی یا مرتی ہی بعد ان دونون صورتون کے مجھے اپنی خدمت مین پہونچا جان بھلا مین کیا بے تیرے زندگانی بسر کر سکتا ہون یہ کہکر رخصت ہوا جبکہ اپنے مسکن مین پہونچا دوست اقربا جمع ہوے اور بانواع شکایت پیش آئے مادہ کو دیکھا کہ بستر ہلاکت پر پڑی ہی ہرچند دلجوئی کی اور نرمی سے پیش آیا مادہ نے جواب دیا اور آنکھ ملا کر نہ دیکھا وہ سنگ پشت کہ سب تدبیر باندھی ہوئی اُسکی تھی اُس سے اس سنگ پشت نے پوچھا کہ یہ بیمار کیون مُنھ سے نہین بولتی ہی اور مافی الضمیر اپنا مجھ پریشان حال سے کیون نہین کہتی اُس نے آہ سرد کھینچی اور کہا کہ جو بیمار کہ زندگی سے مایوس اور جو دردمند کہ دوا سے نا امید ہو رخصت ایک نفس کی کیونکر دشوار نہو اور کسکی قوت سے سامان گفت و شنود کا درست کرے سنگ پشت نے کہا کہ کونسی دوا ہی کہ اس دیار مین پیدا نہین ہو سکتی جلد بتا کہ مین اُسکی جستجو مین بحر و بر ایک کر کے پیدا کرون بیمار نے جواب دیا کہ یہ درد مخصوص واسطے عورات کے ہی کہ رحم مین حادث ہوتا ہی کوئی دوا اسکی جہان مین نہین ہی الا بندر کا دل سنگ پشت نے کہا کہ یہ کہان سے پیدا ہو مادہ نے کہا کہ مین آپ جانتی ہون کہ نہ یہ پیدا ہوگا اور نہ مین جیونگی کچھ مین نے تجھے علاج کے واسطے نہین بلایا ہی بلکہ دیدار واپسین کی آرزومند تھی کہ امید صحت بالکل منقطع ہی **بیت** بجز خون شربتے در خورد و درد خود نمی بینم ✣ بجز غم راحتی در روزگار خود نمی یابم ✣ اس بات کو سُنکے رنج سنگ پشت کا زیادہ ہوا اور ازبس المناک ہو کر نالہ کیا اور دل مین کہا کہ سواے ہلاکت بوزینہ کے چارہ کار دشوار ہی اور عقل نصیحت کرتی ہی کہ اے سنگ پشت ایسے یار عزیز کو دغا سے ہلاک کرنا مروت اور فتوت سے فرسنگون دور ہی حیف ہی کہ ایک ان خجستہ نفس کے واسطے ایسے نفس شریف کو برباد کرنا خدا کی رحمت سے دور پڑنا ہی اور نفس بد آموز بدراہ کرتا تھا کہ عورت سے آبادی گھر کی اور قوام معیشت اور سر انجام روزگار اور حفاظت نقد اور جنس کی متعلق ہی پس اُس سے ہاتھ اُٹھانا اور ایک آشناے چند روز کے واسطے کہ وہ بھی غیر جنس ہی خانہ بربادی کرنا سخت نادانی ہی **بیت** ـ حق صحبت دیرین کہ خاک یار قدیم ✣ ہزار بار بہ از خون دوستان ندیم

آخرالامر بعد قیل و قال نفس اور عقل کے اسپر قرار پایا کہ شیشہ وفا سنگ غداری سے توڑیے اور پلۂ میزان ہوا داری کو مکر و دغا سے سبک سنگ کریے مگر احمق یہ نہ سمجھا کہ عیب بیوفائی کا وہ شقاوت ہی کہ داغ اُسکا سواے پشیمانی بیدولتون کے اور جگہ نہین دیا جاتا ہی اور عیب پیمان شکنی کا وہ مذلت ہی کہ بجز لوح جبین خاک بیزرون کے اور جگہ لکھا نہین جاتا ہی اور جو کوئی کہ فریب و نفاق سے منسوب ہوا صاحبدل میل اسکی صحبت کا کبھی نہین کرتے ہین اور جس نے کہ بدعہدی اور بیوفائی مین شہرت پائی وہ کبھی عزیز دل اور محل اعتماد نہین ہوتا ہی بلکہ اجتناب اُسکے قول و فعل اور ملاقات سے عاقل لازم سمجھتے ہین **بیت** بیر پیمان شکن ہن کہ زدانش خوش باد ؛ گفت بپرہیز کن از صحبت پیمان شکنان ؛ سنگ پشت نے جبکہ ارادہ بندر کی ہلاکت کا صمیم کیا سمجھا کہ جب تک اُسے اپنے مسکن پر نہ لاؤنگا مدعا حاصل نہوگا اس ارادے پر بندر کے پاس آیا بندر ازبسکہ متمنی اُسکی ملاقات کا تھا دیکھتے ہی خوش ہوا مبالغہ تمناے اشتیاق اپنا بصد زبان بیان کیا اور یہ بیت تکرار کرتا تھا **بیت** جان بلب ہا ہجر مین تھا شکر مرا یار آیا ؛ ہوگئی مجھکو شفا شربت دیدار آیا ؛ اور خبر زن و فرزندان سنگ پشت بار بار پوچھتا تھا سنگ پشت نے جواب دیا کہ تیرا رنج مفارقت ایسا نہ تھا کہ دیدار زن و فرزند سے مجھے فرحت ہوتی اگر گونہ بھی صورت راحت پیش آتی تھی تو فوراً یاد تیری مبدل برنج کمر ڈالتی تھی باعث یہ کہ خیال آتا تھا کہ اے بیمروت تو اس جگہ گلشن فراغت مین مسند عیش پر بیٹھا ہی اور یار دغا دار تیرا خارستان غربت مین خاک پر بستر رکھتا ہی مروت سے کتنا دور ہی اس لیے یہ عرض کرنے کو آیا ہون کہ ایک تو اہل و عیال میرے تیرے قدم دیکھنے کے اشتیاق مین بیقرار ہین دوسرے عورت کی تیمارداری نکرون تو مطعون خویش و اقربا مین ہوتا ہون اور اگر بغیر تیرے وہان رہون تو رہ نہین سکتا ہون پس اگر تو مجھے اور میرے گھر کو اپنا سمجھتا ہی تو اپنے مقدم سے میرا کلبہ[ح] تاریک منور فرما اور عزیز و اقربا میرے کہ حقیقت مین وہ تیرے اقربا

ح کلبہ بفتح خانۂ تنگ و تاریک ۱۲

ہین اُنھین اپنے دیدار سے سرفرازی بخش اور تیرے قدم کی بدولت میری بلکہ میری سب قوم
کی عزت افزائی بھی ہوتی ہی اور میری قبول دعوت سے رتبہ تیرا کچھ کم نہو گا بوزینہ نے کہا
کہ اس تکلفات سے درگذر کر کہ جب سلسلہ محبت کا باہم مستحکم ہوا ہیچ مہمانی اور مراسم میزبانی کا
جیسا کہ اہل رسم کی عادت ہی فضول ہی بدترین دوستون کے وہ ہین کہ جنکی جہت سے تکلف
اور تکلیف کی نوبت پہونچے مصرعہ تکلف گر نباشد خوش توان زیست ÷ اور مین تیرے کو
سرمایہ زندگانی جانتا ہون کہ مکارم اخلاق تیرے مجھے ہزار نعمت سے زیادہ ہین کہ مین وطن
اور مسکن اور عشرت مملکت اور حشم و خدم سے دور پڑا تھا اور وحشت و خواری اور ذلت تنہائی
مین مبتلا تھا جامع المتفرقین نے تیری مین صحبت سے منت تازہ مجھپر رکھی کہ بلاے رنج و محنت سے
رستگاری پا کے تیری انسیت سے فیضیاب ہوا اور سب کربت غربت میرے دل سے محو ہو گئی
بموجب اس بیت کے بیت یار ہو جب پاس ہرگز رنج غربت کا نہین + ہی اگر غربت تو ہو
پر رنج فرقت کا نہین ÷ ان مقدمات کے سبب سے حق تیرا میری گردن پر بہت ہی اور یہ
رسمیات عرفی واسطے اُنکے مقرر ہین جو محبت دلی سے بہرہ نرکھتے ہون بیت بے تکلف دوست
میباید کہ باشد زان دوست + درمیان رسم تکلف گر نباشد گو مباش ÷ سنگ پشت نے کہا
کہ ای دوست میرا غرض اس عرض سے فقط لوازم ضیافت کی رعایت منظور نہین ہی بلکہ مدعای
خاص یہ ہی کہ ویسی صورت قرار پائے کہ اس جگہ خواہ اُس جگہ ہو پر ایکدم کی جدائی آپمین متصور نہو
بیت گھر ہو یا باغ ہو یا کوہ ہو یا صحرا ہو ÷ پر جدا مجھ سے نہ اک آن وہ مہ سیما ہو ÷ بندر نے
کہا کہ راہ محبت مین مرحلۂ قرب و بعد نہین ہی اگر دوستون مین بعد المشرقین کا اتفاق ہو مگر
تسلّی باہمدیگر کی یاد کرنے مین حاصل ہوتی ہی کہ راحت دل ایک کو دوسرے کے تصور خیال سے
ملتی رہتی ہی بس دوری صوری خیالات معنوی کی مانع نہین ہوسکتی ہی بیت قرب روحانی
اگر ہست میان من و دوست ÷ چہ تفاوت کند ار بعد مکانے باشد ÷ سنگ پشت نے تضرع
کرنا شروع کیا کہ ای یار اگر یہ عرض اس جان نثار کی قبول نہ فرمائی تو نے تو غربت میری سب

ابنای جنس کے آگے خاک مین ملجائیگی بندر نے کہا کہ طلب رضاے دوست شریعت مروت مین واجب ہی اور مین خاطر شکنی تیری کسی طرح گوارا نہ کرونگا زیارت اور ملاقات تیرے اقربا کی اس ناتوان کو راحت جان ہی ولیکن گذرنا میرا اس دریاے بیپایان سے کہ مابین اس بیشے کے اور تیرے جزیرے کے حائل ہی بہت عسیر ہے - سنگ پشت نے کہا خاطر جمع رکھ کہ اپنی پشت پر تجھے سوار کرکے بآسانی تمام لیجاؤنگا کہ اصلا کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے گی ناچار بندر نے قبول کیا کہ مین حاضر ہون جس طرح چاہے لیچل سنگ پشت جلدی سے اپنی پشت پر سوار کرکے روانہ ہوا جبکہ وسط دریا مین پہونچا اندیشہ کیا کہ مین ایسے آشناے بیریا سے یہ کیا حرکت کرتا ہون کہ نتیجہ جسکا سوا بدنامی اور روسیاہی کے اور کچھ نہین ہی اور ایک زن ناقص عقل کے واسطے دوست سراپا خرد سے دغا کرنا عادت ابرار سے دور ہی اور شیطان کی خوشنودی کے واسطے سر رشتہ رضاے رحمان ہاتھ سے عمداً چھوڑنا سراپا عقل کا قصور ہی اس فکر مین جا بجا پانی مین کھڑا ہوتا تھا اور عقل سے بحث کرتا تھا اور آثار تردد صاف اُسکے حرکات و سکنات سے ظاہر ہوتے تھے بوزینہ سمجھا کہ یہ حال اسکا بے سبب نہین ہی پوچھا کہ اے دوست باعث تفکر کیا ہی سنگ پشت نے کہا کہ کیونکر سمجھا تو کہ مین متفکر ہون بندر نے کہا کہ دوست تردد حرکات و سکنات اسپر گواہ ہین کہ تجھے اپنے نفس سے کچھ بحث ہی لیکن تو تردد نکر اور اگر میری دوستی پر تجھے اعتماد ہی تو بلا تکلف مجھ سے فرما کہ اگر جان تک کام آئیگی تو بھی قصور نہ کرونگا سنگ پشت نے کہا کہ مجھے تردد یہ ہی کہ جفت کی بیماری کے سبب سے لوازم مہمانداری جیسا کہ چاہیے ادا نہو سکین گے تو کس قدر ندامت اُٹھاؤنگا بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ اگر گناہ بہ بخشند شرمساری ہست ۞ بوزینہ نے کہا کہ اگر مجھے دوست صادق جانتا ہی تو بیگانون کی طرح رسمیات مہمانداری سے درگذر کہ یہ بات طریقہ آشنائی اور اتحاد کے منافی ہی بیت بیگانہ را برسم تکلف کنند دوست ۞ آنجا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست ۞ سنگ پشت اور تھوڑی دور چلا اور پھر کھڑا ہوا اور دل مین کہا کہ عورت مجھکو پیمان شکنی پر آمادہ کرتی ہی اور عورتنا معقول اندیش

اور بیوفا کیش کی بات پر عمل کرنا روش خردمندی سے بہت بعید ہو اور صوابدید زنان
پر راہ نامردی اختیار کرنا مذہب امانت مین اور نزدیک اہل دین و دیانت کے بڑی بدعملی
ہو بیت مبادا کس کہ از زن مہر جوید ✣ کہ از شورہ زمین گلہا نروید ✣ یہ دل مین کہکر پھر
توقف کیا بدگمانی بوزینہ کی اور زیادہ ہوئی اضطراب مین آیا اور دل مین کہا کہ جب دوست
کے دل مین شک پائے تو تدبیر صائب کی پناہ مین جائے یعنی رفق و مدارا سے آپکو محفوظ رکھنا
واجب جانے اگر یہ بدگمانی میری یقین کو پہونچی تو اُسکی بداندیشی سے رو بسلامت لے گیا
اور اگر اس گمان مین خطا پڑی تو احتیاط کی راہ سے کوئی عیب لاحق نہین ہوتا ہو بیت
گرا و یار ست خوش ایمن نشستی ✣ دگر کج باخت از مکرش برستی ✣ اسکے بعد سنگ پشت سے
کہا کہ ای یار سچ بتا کہ یہ کیا ہو کہ ہر ساعت تو توسن خیال کو میدان فکر مین دوڑاتا ہو اور
ہر دم غواص وہم دریاے حیرت مین غوطہ مارتا ہو سنگ پشت نے کہا کہ ای برادر معذور ہون
کہ ناتوانی اور پریشانی نے زن و فرزند کی مجھے متفکر کر رکھا ہو بوزینہ نے کہا کہ تفکر تیرا بجا
ہو کہ بیمار ہونا آسان اور بیمارداری مشکل ہو بھلا یہ کہ کہ بیماری اُسے کیا ہو اور معالجہ اسکا
کس دوا سے قرار پایا ہو کیونکہ ہر درد کے واسطے دوا معین ہو اور واسطے ہر رنج کے وجہ شفا کی
حکیم مطلق نے قرار دی ہو اطباے مسیحا دم سے رجوع کرنا چاہیے جو کچھ وہ ایما کرے اُسکا تدارک
کرنا لازم ہو سنگ پشت نے کہا کہ رجوع طبیب نفس سے ہو اور اسنے دوا بھی بتائی ہو مگر ہاتھ آنا
اُسکا خیلے دشوار ہو بوزینہ نے کہا وہ کونسی دوا ہو کہ عطارون کی دوکان اور دوا فروشون
کے خریطون مین نہین ہو اگر تو بیان کرے اور شاید میری تلاش سے بہم پہونچے تو اچھا ہو
سنگ پشت نے سادہ دلی سے کہا کہ وہ دوا کمیاب ہو کہ جسکے باعث سے مین گرداب تفکر مین
گرفتار ہون یعنی وہ دل بوزینہ کا ہو بس سُننے کے ساتھ ہی ور وسوسا بوزینہ کے دماغ مین
پیدا ہوا اور آنکھون نے تاریکی حال کی نگہ قوت عقل سے پاے استقلال ثابت رکھا
اور اپنے دل سے کہا کہ ای دل دیکھی تو نے شامت غفلت کی کہ کس ورطۂ غمناک

مین پڑا اور سہل انکاری اور بیخبری کی علت سے کس صحراے ہولناک کو پہونچا افسوس
مین وہ غافل ہون کہ فریب منافق بدقوام پر فریفتہ ہوا اور بدنفس صاحب غرض کی
شست فریب سے تیر آفت دل پر کھایا اب بجز تدبیر پیرائی اور عقل آرائی کے رستگاری
نہین اگر جزیرہ سنگ پشت مین گیا پھر بجز موت کے کوئی صورت رہائی کی نہ ہوگی
جو کچھ خطا کی اُسکی سزا کا سزاوار ہوا اُسکے بعد سنگ پشت سے کہا کہ قصہ اُس مستورہ کے علاج
کا سنا ہین نے اسکا تدارک بہت آسان ہی کچھ فکر نہ کر ہماری بھی قوم کی عورتون کو یہ
مرض بیشتر ہوتا ہی اور دل بھی اُنھین نکال دیتے ہین اور اُس سے ہمین کچھ رنج بھی نہین
ہوتا ہی اور یہ بات ہمارے نزدیک آسان ہی کہ دل کو سینے سے باہر نکالنا اور بعد کام
لینے کے پھر سینے مین رکھدینا یہ اکثر ہوا کرتا ہی اور ہماری قوم بے دل بھی زندگانی کر سکتی ہی
یہ ایک شی مختصر ہی تجھ سے دوست سے ہرگز دریغ نہ کرونگا تو نے ناحق آپ کو رنج مین ڈالا
شاید میرے مرنے کا تجھے اندیشہ تھا اُس فکر مین تو اتنا مشوش و المناک تھا یہ بھی نشا
محبت صادق کا ہی اگر مجھے اس سے ضرر پہونچتا تو بھی مین مضائقہ ایسے دوست باصفا سے
نہ کرتا چہ جاے کہ مجھے ضرر بھی نہ پہونچے اور تیرا فائدہ ہو تو اس سے کیا بہتر ہی اور حکمانے کہا ہی
کہ چار طائفے سے چار چیزین دریغ کرنا نہ چاہیے اوّل بادشاہ عادل سے کہ صلاح خاص و عام
کے واسطے کسی سے کوئی چیز طلب کرے تو دریغ اسمین حرام ہی دوسرے جو درویش مستحق خدمت
کچھ حق اللہ مین سے سوال کرے تو اُس سے مُنھ نہ پھیرے تیسرے شاگرد دنیازمند جو استعداد
حصول علم کی رکھتا ہو وہ اگر طلب علم کرے تو استاد کو واجب ہی کہ اُسے رہنمونی کرے
چوتھے دوست یکرنگ کے واسطے جو بات کہ بہتری کی ہو بشرط دسترس اُسمین ہرگز قاصر
نہو اگر اُس جگہہ یہ حال تو نے کہا ہوتا تو مین دلکو ساتھ لیتا آتا ایک عرصہ دراز سے مین نے
اُسے نکال کے علحدہ رکھدیا ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ مین اُس سے از بس تنگ آیا ہون کہ ہرگز
اُسکے جانے مین مجھے رنج نہین ہی بلکہ دو سبب سے راحت ہی ایک یہ کہ تیری زوجہ کو

صحبت اور تیرا آرام دل ہو یہ سراسر راحت میری روح کی ہی دوسرے یہ کہ وہ زیادہ
از حد غم واندوہ سے بھر گیا ہی اس لیے کوئی چیز اُسکی صحبت سے دشوار تر مجھپر نہین ہی
اگر ایسی جگہہ صرف ہو کہ جس سے تجھے راحت اور مجھے رستگاری حاصل ہو تو عین راحت
اور سراپا فراغت ہو سنگ پشت نے کہا کہ دل تیرا کہان ہی اور اپنے ساتھ کیون نہ لایا بوزینہ نے
کہا کہ گھر مین چھوڑ آیا ہون اس لیے کہ ہماری قوم کی رسم ہی کہ جب کسی دوستون کی ملاقات کو جاتے
ہین تو دلکو ساتھ نہین لیجاتے تا اُنپر نحوست وارد نہو اور شگون بد کی شامت مین نہ پڑین
کہ دل اصل مین مجموعہ رنج ومحنت اور منبع مشقت دائمی ہی اور ہر دم خیالات غم ماضی مین
عیش صافی کو مکدر کرتا رہتا ہی اور دل کا نام جو قلب رکھا ہی وجہ یہ ہی کہ انقلاب اُسکی
خلقت مین رکھا ہی ہر ساعت مین میل اسکا خیر سے شر کی طرف اور نفع سے ضرر کی طرف رکھتا
ہی **بیت** دمبدم فکر نئی ذکر نیا دھیان نیا ہر روز کاشانہ خاطر مین ہی مہمان نیا مین نے
جبکہ قصد تیرے فرزند اور اقربا کے دیدار کا کیا دلکو اُسی جگہہ چھوڑ دیا تا بلا دغدغہ زیارت
سب کی حاصل کرون مگر یہ بات بہت بُری ہی کہ مین معلوم کرون کہ تیری اہلیہ کی یہ دوا ہی
اور دلکو مکان پر چھوڑ آؤن اگرچہ تیری جانب سے خاطر جمع ہی کہ تو میری صداقت
محبت کو خوب جانتا ہی لیکن اور لوگ مجھے مقام دوستی مین کتنا نالائق جانینگے اور
کیا کیا ملامت کرینگے اور تیری بھی اُسمین سبکی ہی کہ کیون ایسے خود غرض کو آشنا کیا تھا
بس حیف ہی مجھپر کہ دل کو ساتھ نے کر نہ جاؤن اور کبھی تو لاکہ میری قول کی تصدیق
کریگا تو بھی قوم اعتبار نہ کرے گی بلکہ سب یہی کہینگے کہ دانستہ اُسنے دل چہرایا اور گھر
مین چھوڑ آیا اس رسم مذکور پر زنہار یقین نہ لائین گے اور اتنا شکوہ تجھ سے ہی کہ
تونے جان بوجھ کے تکلف کیا کہ میری چیز کو اپنی نہ سمجھا مگر ایک صورت سے
تو بھی معذور ہی کہ تیری قوم مین اور بلکہ سب قومون مین شاید یہی قاعدہ
ہی کہ اگر دل نہ ہو تو زندہ نہین رہتے ہین پس یہ جان کے تجھے منظور نہ ہوا

کہ میرا دوست ہلاک ہو جائیگا سو ایسا نہین ہی کہ ہماری خلقت خدا نے اس طرح
پر کی ہی کہ دل سے زندگانی کو کچھ علاقہ نہین ہی جیسا کہ خون فاسد بدن ہی مین پیدا
ہوتا ہی اور اُسے نکالڈالتے ہین تو راحت ہوتی ہی اسی طرح دل کہ غم سے بھرا ہوا ہی
اُسکے نکالنے مین ہمین فرحت ہوتی پس ایسی صورت مین مصرعہ چہ خوش بود کہ برآید
بیک کرشمہ دو کار ٭ ایک میرا فراغ خاطر اور دوسرے تیسرے اقربا کی راحت اب مناسب
ہی کہ اتنی تکلیف دوبارہ کا خیال نہ کرا و یہین سے پھر چل کہ تا دل کو ساتھ لیکے چلون
اور شرمندگی سے بچون سنگ پشت فوراً پھرا اور بہت شاد و خرم تھا کہ مراد بھی حاصل
ہوئی اور کوئی بدنامی بھی عاید نہوئی اس خیال سے جلد کنارے دریا کے پہونچا بوزینہ
جست کر کے درخت پر جا بیٹھا اور شکر خدا ہر بار زبان سے ادا کیا ایک ساعت کے بعد سنگ پشت
نے آواز دی کہ اے یار جلد چل کہ وقت تنگ اور عرصہ منزل کا بہت دور ہی بوزینہ نے
خندۂ دندان نما کیا اور کہا کہ مین نے عمر اپنی جہانداری اور شہریاری مین بسر کی ہی اور گرم سرد
زمانہ خوب چکھا ہی ہر چند زمانے نے داد اپنی مجھ سے لی اور آسمان نے جو کچھ مجھے بخشا تھا سو پھیر لیا
اور منکوبون اور اہل فلاکت کے زمرہ مین ڈالدیا لیکن ابتک اتنا از خود رفتہ نہین ہوا ہون
کہ فواید اور نقصان تنہائی کو نہ سمجھون اور وفاق اور نفاق کو نہ پہچانون اب اس
بات سے درگذر اور جوانمردون کی مجلس مین آج سے قدم نہ رکھنا اور پھر کبھی حسن وفاداری
و مروت مین دم نہ مارنا بیت مبر نام وفا در بزم خوبان ٭ کہ بوئے از وفاداری
نداری ٭ اور یون تو جوانمردی اور وفاداری کا ہر کوئی دعوی کرتا ہی لیکن امتحان
کے وقت حال سب کا کھلجاتا ہی بیت خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان ٭ تا سیہ روے
شود ہر کہ درو غش باشد ٭ سنگ پشت نے فریاد کی کہ یہ کیا گمان ہی کہ میری طرف کیا تو نے
حاشا کہ تیری رضا کے خلاف کوئی بات دل مین میرے گذری ہو یا کوئی اور فریب کا
قصد نسبت تیری دل مین آیا ہو اگر صد ہزار سنگ جفا میرے سر پر توڑے گا تو بھی

تیری آشنائی سے گردن تابی نہ کرونگا اور اگر تیغ بے التفاتی سے سینہ میرا چاک کریگا تو بھی
تیری آرزوے وصال سے دل نہ اُٹھاؤنگا بوزینہ نے کہا کہ او احمق مین وہ نہیں ہون
کہ تیرے فریب مین پھر آؤن کیا مضمون حدیث شریف کا نہیں سُنا تو نے کہ صاحب ایمان
ایک سوراخ مین دو بار کاٹا نہیں جاتا معنی اسکے یہ ہین کہ صاحب ایمان احمق نہیں ہوتا
ہی کہ دو بار کسی کا فریب کھائے کیا قصہ روباہ کا نہیں سُنا تو نے کہ کہتی تھی کہ وہ گدھا
گوش و دل نہ رکھتا تھا اُسنے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا **حکایت** بندر نے کہا کہ کہتے ہین
کہ ایک شیر خارش کی علت مین مبتلا ہوا باوجود تپ دائمی کے شدت خارش سے بہت مضطر
تھا اور قوت بالکل ساقط ہو گئی بلکہ شکار کی بھی طاقت نہ رہی اُس شیر کی خدمت مین ایک
روباہ تھی کہ فضلہ اُسکے طعمہ کا چُن کھاتی تھی پس اُسکا قوت تھا جبکہ شیر شکار سے درماندہ
ہوا نوبت روباہ کی اضطراب کو پہونچی ایک دن غلبۂ اشتہا اور تنگی معیشت سے شیر کو
ملامت کرنے لگی کہ اے بادشاہ درندون کے تیری بیماری نے اس بیشے کے جانورون کو
ملول کر رکھا ہی اور ضعف تیرا جمیع رعایا کے دل مین سرایت کر گیا ہی اس بیماری کی دوا
کس لیے نہیں کرتا ہی اور اس درد دلخراش کی فکر سے کیون غافل ہی شیر نے آہ سرد کھینچی اور
کہا مصرع ع مرا خاریست در دل کان بسوزن بر نمی آید ٭ اے روباہ مدت گذری ہی کہ اس
رنج مین خون دل پیتا ہون اور روز بروز کاہیدہ ہوتا جاتا ہون نہیں جانتا ہون کہ
اس درد کی دوا کیا ہی مگر ایک طبیب کہ جسکے قول پر مجھے اعتماد ہی اُسنے یہ کہا ہی کہ گدھے
کے دل اور کان کھانے کے سوا اور کوئی علاج اُسکا نہیں ہی اُسوقت سے مین اس
اندیشے مین ہون کہ کس تدبیر سے گدھا ہاتھ آئے کہ میری دوا ہو روباہ نے عرض کیا
کہ اگر حکم ہو تو یہ ناچیز اسکی تدبیر کرے امید ہی کہ برکت اقبال سلطانی اور سعادت
دولت جاودانی سے مقصود حاصل ہو شیر نے کہا کہ کیا حیلہ کریگی اور فریب و مکر سے
کیا افسون پڑھے گی اور مجھے اُس گدھے کے پاس کس بہانے سے لے چلے گی

باقی نہین رہا ہی یہ صورت بدن پر کوئی بال
روباہ نے کہا کہ اہی بادشاہ تجھکو اس صورت سے باہر آنا نہ چاہیے کہ بدن پر کوئی بال
باقی نہین رہا ہی یہ صورت شکوہ وشہامت بادشاہی کے منافی ہی اور نقصان شاہنشاہی
اُسمین ہی کہ خویش وبیگانہ اس شکل وشمایل سے بادشاہ کو دیکھین تو بہت نامناسب ہی بلکہ
صلاح یہ ہی کہ مین گدھے کو کسی حیلے سے اِس بیشے مین لگا لاؤن اور بادشاہ اُسکا شکار
کرکے جو چاہے اُسمین سے تناول فرماے شیر نے کہا کہان سے اور کیونکر لائیگی روباہ نے
جواب دیا کہ اس جنگل کے قریب ایک چشمہ ہی وہان ہر روز ایک دھوبی کپڑے دھونے کو آتا
ہی اور جو گدھا کہ اُسکا بار بردار ہی وہین چرا کرتا ہی اُسکو کسی فریب سے اس جنگل مین لے آؤنگی
لیکن بادشاہ اُسکا کان و دل کھاکے باقی ہم لوگون کو عنایت کرے بادشاہ نے اُسکی بات
قبول کی اور عہد کیا کہ باقی سب گوشت تم سب کو دونگا روباہ نے اس امید پر کہ بادشاہ
فقط کان اور دل کھائیگا باقی سب ہمین بچ رہیگا اس چشمہ کی طرف روانہ ہوئی جبکہ گدھے
کو دیکھا آداب وتسلیمات بجا لائی اور نہایت ملایمت سے پیش آئی **بیت** بشیرین زبانی
ولطف وخوشی ٭ توانی کہ پیلے بموے کشی ٭ اور بکمال شفقت کہا کہ ای برادر تجھے نزار اور
رنجور پاتی ہون سبب کیا ہی اُسنے کہا کہ یہ گازر ہے مجھے محنت لیتا ہی اور میری خبرگیری مین کوتاہی
کرتا ہی الم سے دانہ وعلف کے جان تلف ہوئی جاتی ہی اور اسے مطلق میرا غم نہین ہی قریب ہی کہ
میرا خرمن عمر برباد وفنا ہو جاے اور یہ ابیات زبان پر لایا **ابیات** بعمر خویش تیمارے
ندیدم ٭ نکاہ وجو ہمین نامے شنیدم ٭ خورم ہر روز خون در زیر این بار ٭ ہمہ شب خاک
می لیسم زدیوار ٭ بکن علیم اگر زار و نزارم ٭ کہ غیر از خاک وخون خورد نے ندارم ٭ روباہ نے کہا
کہ ای سلیم الطبع اگر پاؤن مین طاقت رفتار ہی تو کس لیے مبتلا اس بلا کا رہتا ہی گدھے نے
کہا کہ مین بارکشی مین مشہور ہون پس جہان جاؤنگا یہ بلا میرے واسطے موجود ہوگی اور مین
تنہا اس بلا مین کچھ مخصوص نہین ہون بلکہ سب میرے ابناے جنس اسی آفت مین گرفتار ہین
اسواسطے دل مین سمجھ لیا ہی کہ ہر جگہ یہی جام بلا ہمین نوش کرنا ہی اور جامہ جفا کا ہمارے ہی

واسطے قطع کیا گیا ہی پھر در بدر کے پھرنے سے ایک ہی در پر مصمم رہنا بہتر ہی اور اسمین جو کچھ کہ پیش آئے اُسپر راضی رہنا مناسب ہی روباہ نے کہا کہ غلط سمجھا ہی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اِنَّ ارضی واسعۃ یعنے بالتحقیق کہ زمین میری وسیع ہی اور منشور نے سیروا فی الارض کے مردان جفا کیش کے واسطے نزول پایا ہی گدھے نے کہا ہر چند کوئی تگا پو کرے زیادہ مقدار سے نہ ملیگا پھر حرص کو بڑھانا اور بارشدائد سفر عمداً اپنے اوپر زیادہ کرنا عقل دور اندیش سے دور ہی نظم مولوی معنوی رزق آید پیش ہر کو رزق نیست ۞ رنج کوششہا زبیصبری نیست ۞ جملہ را رزاق روزی میدہد ۞ قسمت ہر یک بپیش می نہد ۞ روباہ نے کہا کہ یہ مرتبہ توکل کا ہی اور طریق اہل توکل جدا ہی پس جو کوئی کہ اس مقام کو نہ پہونچا ہو اُسے چاہیے کہ بموجب حکم الٰہی کے عالم اسباب میں تدبیر غفلت نہ کرے زنہار اور ایک وسیلہ روزی کا ضرور پیدا کرے اسی واسطے اللہ کو مسبب الاسباب کہتے ہیں جو موافق حکم الٰہی کے تدبیر کریگا اُسکا سبب پروردگار درست کرکے کوئی راہ نکال دیگا کیا یہ مصرع تیرے گوش زد نہین ہوا ہی ع بکسب کوش کہ کاسب بود حبیب اللہ اگر تو راضی ہو تو اس مرغزار مین لے چلون کہ زمین اُسکی مانند کلبۂ زہرو فروشان سرسبز اور آبدار ہی اور ہوا اُسکی مانند طبلۂ عطار معطر اور نسیم اُسکی مانند مشک خالص کے معنبر ہی نظم ہوائے خوش میوہ ہائے فراخ درختان بار آور و سبز شاخ ۞ نسیم و گل و لالہ و فاختہ ۞ چو یاران محرم بہم ساختہ ۞ اور اس سے پہلے ایک اور گدھا کہ زیادہ اَز حد نزار تھا اتفاقاً اس چشمے پر اُس سے بھی ملاقات ہوئی تھی دیکھا تو حال اُسکا تجسے بھی زیادہ تر خراب اور قریب ہلاکت تھا مجھے اپنی عادت کے موافق اُسپر بھی رحم آیا اور اُسی مرغزار مین اُسے پہونچا دیا اُسنے جو چند روز بفراغ دل اور خاطر خواہ اپنے کھایا پیا اب دیکھنے کے قابل ہی کہ اپنے ہمجنس مین آج اُسکا ثانی اور نیز فربہ اور مسرور الحال نہو گا تو بھی اگر چلے اور تم دونون باہم بے محنت و رنج اوقات بسری کرو تو اُس سے زیادہ کوئی راحت نہین ہی

گویا زندہ در بہشت ہوتا ہی آگے اختیار ہی اور مجھے بجز شفقت بیریا اور کون کام تجھ سے متعلق ہی القصہ روباہ نے ایسا دمدمہ پر فریب دم کیا کہ خر ناشخص کی نان طمع تنور تزویر مین پختہ ہوئی مگر وہ گدہا اس سے غافل تھا کہ وہ مکارہ تجھے اجل کے در پر لیے جاتی ہی کہا ای دوست بیریا خوب جانتا ہون کہ مجھے سوائے شفقت اور تجھے کیا مطلب ہی پس ایسے دوست بیغرض کی بات نہ ماننا صواب و دوراندیشی کے خلاف ہی ع ہرچہ فرمائی بجان من بندۂ فرمانبرم ✣ القصہ روباہ شیر کے پاس اُسے لے آئی شیر نے فوراً اُسپر چنگل مارا گدہا زخمی ہوکر بھاگا بسبب ضعف و ناتوانی کے شیر سے تھم نہ سکا روباہ نے شیر کی اس قدر ناتوانی پر تعجب اور ملامت آغاز کی کہ حرکت بیفائدہ کیا نتیجہ رکھتی تھی اور تعجیل کرنا اس کام مین کہ جسکی فرصت باقی ہو کیا ضرور تھا بلکہ عقل کے لایق یہ تھا کہ ضبط کرنا اور ثبات بادشاہی کے مناسب تھا کہ عنان تمکین ہاتھ سے نہ دینیا تھا کہ انجام کام کا پشیمانی کو نہ پہونچتا ع از پشیمانی چہ سود اکنون کہ کار از دست رفت ✣ روباہ کی باتین شیر پر گران گذرین اور دل مین کہا کہ اگر کہتا ہون کہ مین نے عمداً اہمال کیا تو بیخردی اور سستی رائے سے منسوب ہوتا ہون اور اگر غلبۂ نفس کا اقرار کرتا ہون تو حریفون اور شکون مین شمار کیا جاتا ہون اور اگر ضعف اور ناتوانی کا عذر درمیان لاتا ہون تو ملازمون کی نظرون مین حقیر ہوتا ہون صلاح یہ ہی کہ جواب روباہ کا غضب اور غصے سے دون اور ایسی گستاخی سے منع کرون اُسکے بعد شیر نے غصے سے کہا کہ ای روباہ بادشاہون کے کام مین ملازم کو دم مارنا اور راز کا پوچھنا بڑی بے ادبی ہی راز بادشاہونکا ہر جا گرہ روشن ہونا نہ چاہیے اور جو بادشاہ سمجھتے ہین اُسے رائے رعایا کی نہین لہو نختی ہی مثل عرب کی ہی لایحمل عطایاہم الامطایاہم خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ بخشش بادشاہون کی کوئی اُٹھا نہین سکتا مگر باربردار بادشاہون کے اسی طرح راز بادشاہون کا رعیت نہین جانتی ہی مگر جو شیر لائق اُسکے ہوتے ہین ای روباہ اس خیال اور قیل و قال سے

در گذرا ور ایسی تدبیر کر کہ گدھا پھر ہاتھ آئے اور اس خدمت سے رسوخ تیرا زیادہ ہو جائے
روباہ دوبارہ گدھے کے نزدیک آئی اور تملق تمام سے رسم سلام بجالائی گدھے نے مُنھ
پھیر لیا اور کہا کہ اے مکار و بدکار اول مجھسے وعدہ آزادی کیا اور بعد اُسکے شیر کے پنجے
مین ڈالدیا تونے روباہ نے کہا کہ اے سلیم دل کیا خیال کیا تونے کہ بمجرد دیکھنے طلسم کے بھاگ
آیا اور ہنوز خار و گل مین تمیز نہ کی تھی کہ تماشاے گلزار سے کنارہ کر آیا یہ جو تونے
دیکھا حکما نے اہل بیشہ کی تفریح کے واسطے طلسم بنایا ہے یہ مرغزار وہ ہے کہ سواے جنت کے اسکا
نظیر عالم مین نہین ہے کہ سراپا میوہ و گل سے شاداب ہے اگر طلسم نہ ہوتا تو جانور سب بیشون
کے اُسمین آبھرتے اور رونق اور لطف اُسکا برباد کر دیتے اسواسطے یہ تدبیر حکما نے کی ہے کہ
سواے محرم کے غیر دخل نہ پائے اور جو کوئی اتفاقاً آجاے سو اس طلسم سے ڈر کے بھاگ جاے
جیسا کہ تو بھاگ آیا بھلا تو نے نہ جانا کہ مین تیرے ساتھ ہون پہلے جو کچھ ہوتا تو مجھ ضعیف پر
ہوتا تو تو مجھ سے قوی ہے اگر شیر ہوتا تو کیونکر مجھے چھوڑتا کہ رات دن مین اپنے بیشے مین
پھرتی ہون اور تو کہان ایسا قوی تھا کہ شیر کے پنجے سے چھوٹ جاتا بلکہ تو نے میری ہنسی
یارون مین کروائی کہ سب کہینگے کہ اپنے دوست کی عقل و فراست کی مدح کرتی تھی کہ پہلے
طلسم کو دیکھ کے ڈر گیا اور ہم اہل بیشہ حقیقت حال اس جگہ کی سواے دوست ولی اور سے ظاہر
نہین کرتے ہین اور جو تو نے دیکھا محض طلسم اور سحر کاری حکما کی ہے مین نے پہلے چاہا تھا کہ تجھے
آگاہ کرون کہ ایسی چیزون کو دیکھ کے خوف نہ کرنا یہ سب طلسم ہے مگر تیرے اختلاط مین فراموش
ہو گیا اب تو تجھے معلوم ہو گیا پھر میرے ساتھ چل کہ تا جو مین نے کہا ہے اُسکا لطف دکھاؤن
اور سب طلسمون سے تجھے جا بجا آگاہ کرتی جاؤن خر بنجر دوبارہ فریب سحر آمیز پر فریفتہ
ہو کر روباہ کے ہمراہ ہوا روباہ نے چند قدم آگے بڑھکے شیر کو اُسکے آنے کا مژدہ دیا اور کہا
کہ مطلق جنبش نہ کرنا اور مانند نقش دیوار کے ساکت رہنا اگر تیرے برابر سے بھی نکلجائے تو
ہرگز جنبش نہ کرنا اور جب تک فرصت وافی اور قوت کافی نہ پانا ارادہ نہ کرنا شیر نے روباہ

کی بات قبول کی اُسکے بعد جبکہ گدھا شیر کے نزدیک آیا روباہ نے کہا دیکھ یہ وہی طلسم
ہی گدھا شیر کے گرد چرتا تھا شیر مطلق حرکت نہ کرتا تھا جبکہ خاطر جمع ہوئی گدھا خوش
بیخوف وخطر گرد اگرد شیر کے پھرنے لگا خر کہ ایک مدت سے بھوکا تھا سبزہ خوار خاطر خواہ پاکے
کشادہ پیشانی اور غفلت تمام سے مشغول چراگاہ ہوا جبکہ خوب شکم سیر ہوا اُسی سبزے پر
بآرام تمام سو رہا شیر نے غافل پاکے جست کی اور پیٹ گدھے کا پھاڑ ڈالا اور روباہ سے کہا
کہ تو اس جگہ بیٹھی رہ کہ مین غسل کر آؤن تو اُسکے کان اور دل کھاؤن کہ حکیم نے یون ہی حکم کیا
ہی شیر غسل کو گیا روباہ نے دل اور کان گدھے کے نوش فرمائے شیر غسل سے فراغت کرکے آیا
ہر چند گوش و دل کو ڈھونڈھا ایک کو بھی نہ پایا روباہ سے کہا کہ دونون عضو کہ میرے علاج
ہین کیا ہوئے روباہ نے کہا کہ بادشاہ کی بقا ہو یہ گدھا نہ دل رکھتا تھا نہ گوش اور دلیل
اسکی یہ ہی کہ اگر دل ہوتا تو دل عقل کی جگہ ہی اگر اُسمین عقل ہوتی تو میرے فریب مین دوبارہ
کیون آتا اور کان ہوتے تو کان سماعت کی جگہ ہی اور یہ صولت اور حملہ بادشاہ کا آنکھ
سے دیکھ چکا تھا پھر میری بات کو نہ سنتا اور اپنے پاؤن سے آپ گور مین نہ آتا بندر نے
سنگ پشت سے کہا کہ اس مثل کا حاصل یہ ہی کہ مین گدھے کی طرح بیدل اور بے گوش نہین
ہون بلکہ تجھ سے کتنون کو مین نے گدھا بنا ڈالا ہی فقط تقاضائے تنہائی تھا کہ دل بہلانے
کے واسطے تجھ سے کمظرف اور بد قوم سے دوستی اختیار کی تھی سو اُسکا عوض پا چکا تھا اگر
پروردگار عالم نے عقل سلیم عطا نہ کی ہوتی تو تو نے ایک زن ناپاک کے واسطے میری ہلاکت مین
کچھ باقی نہ رکھا تھا چنانچہ یہ بیت حسب حال میرے ہی **بیت** دُنیا سے حیف نام محبت مٹا دیا
تو قتل کر چکا تھا خدا نے بچا لیا ✤ اب راہ اپنی لے اور یہ توقع زنہار نہ رکھ کہ مین تیرے
ساتھ چلون یا تجھ سے مین کلام کرون اور یقین جان لے **بیت** گر باہ شوی باآسمان
کم نگرم ✤ ور سرو شوے بہ بوستان کم گذرم ✤ سنگ پشت نے کہا کہ سچ کہا تو نے
انکار اور اقرار میرا یکسان ہی مجھ سے وہ زخم کاری تیرے دل کو پہونچا

ہی کہ جسکا التیام تمام عمر ممکن نہین ہی اور داغ بدکاری اور جفاکاری کا ایسا تیرے دل پر بیٹھا ہی کہ محو ہونا اُسکا حیز امکان مین نہین آتا ہی اب مین نے شربت تلخ فراق کے گھرنٹ پر دل کو راضی کیا اور تن کو تیغ زہر آبدار ہجران کا سپر بنایا یہ کہا اور خجل اور شرمندہ اپنے جزیرے کو پھر گیا اور تمام عمر مفارقت مین ایسے یار وفادار کی روتا رہا یہ ہی داستان اُس شخص کی کہ جو ایسے دوست کو بے محنت و مشقت پا لے اور بسبب نادانی اور غفلت کے ہاتھ سے کھو دے اور ندامت جاوید مین گرفتار رہے اُسکے بعد اگر ہزار بار سنگ سر سے اور سر سنگ سے مارے تو بھی مفید مطلب نہوا اگر اہل خرد ہی تو اس حکایت کے مضمون کو اپنا پیشوا کرے اور اگر کوئی مطلب مرغوب یا کوئی یار صادق ہاتھ آئے تو اُسے عزیز رکھے چنانچہ یہ قطعہ حاصل اس حکایت کا ہی قطعہ مطلوب چون بدست بود مغتنم شمار ✤ وانرا ز کف مدہ کہ پشیمانی آورد ✤ بسیار کس کہ گنج زر آسان دہد بباد ✤ وانگہ ز رنج بے درم غصہ ہا خورد ✤ از دوست رفتہ ہیچ نیاید بہیچ حال ✤ چندانکہ او فغان کند و جامہ ہا درد ✤

باب چھٹا آفت مین تعجیل اور شتاب کاری کے

والشلیم نے رائے پر برہمن روشن ضمیر کے آفرین کی اور کہا بیت زہے ضمیر تو از سر کن فکان واقف ✤ زہے بیان تو اسرار علم را کاشف ✤ بیان فرمائی تو نے داستان اُن لوگون کی کہ اپنی مراد پر قادر ہوے اور اُسکی حفاظت مین تغافل کیا اور قدر اُسکی نجانی اور مطلوب کو ہاتھ سے کھو دیا اور تمام عمر اُسکا تاسف رہا اُسکے بعد حسرت و اندوہ سے کچھ فائدہ مترتب نہوا اب ارشاد فرما اُن لوگون کی مثل کہ جو عزیمت کار مین تعجیل کرتے مین اور فوائد تدبیر اور فکر و تامل سے غافل رہتے مین اُنکا خاتمہ حال کا کس طرح پر ہوتا ہی اور جو کوئی کہ تخم شتاب کاری کو مزرعۂ دل مین بوتا ہی کیا چیز اُس کا پھل پاتا ہی برہمن نے دعا دی اور کہا نظم اے بادشاہ تیرا مطیع آسمان رہے ✤ روے زمین

یہ علم ہمیشہ روان رہے ٭ تیری بہار سلطنت و عدل وجود سے ٭ مثل بہشت باغ جہان بیخزان رہے ٭ جس نے کہ بناے کار اپنی صبر و ثبات پر رکھی اور بنیاد کام کی غلاف وقار اور سکون کے برپا کی انجام اُس کا ملامت اور ندامت کو ضرور پہونچیگا اور خصلت پسندیدہ کہ آدمیون مین خلاق عالم نے مقرر فرمائی ہی اور اُسی کے سبب سے رتبہ تکریم انسان نے پایا ہی وہ علم اور حلم اور ثبات و وقار ہی **بیت** بردباری خزینہ خرد ست ٭ ہر کرا علم نیست دیو و دد ست ٭ یہ نکتہ اسی واسطے مقرر کیا ہوا حکما کا ہی کہ جب حلم کو مقلوب کر دے یعنے اُلٹ ڈالے تو ملح ہوتا ہی اور ملح نمک کو کہتے ہین اور نمک تلخ ہوتا ہی تو جب کوئی شخص برعکس حلم کے کریگا مقرر تلخی مین پڑے گا اگر طعام کیسا ہی خوب ہو جب نمک تلخ اُسمین ڈالے کھانے کے قابل نہ رہیگا اسی طرح انسان کو کیسا ہی ہنر حاصل ہو جبکہ درشت خوئی اور بیہودہ گوئی شعار اپنا کریگا ہر کسی کو اُس سے تنفر ہوگا اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہی ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک باوجود اس کمالات اور خلق کریم کائنات کی نیکیان اور کمال اللہ تعالیٰ نے ذات پاک سید عالم مین جمع کی تھین تسپر خطاب فرماتا ہی کہ اے محمدؐ اگر تو درشت خو اور سخت دل اور خشمگین اور کینہ کیش ہوتا تو ہر آئینہ مواکب کواکب اصحاب کہ مانند ستارگان ثریا تیرے گرد جمع ہین مثل نبات النعش متفرق ہوتے اس سے معلوم ہوا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش خلق اور رحیم دل اور ہنس مکھ تھے اور دوسرے صاحب خلت اور پدر ملت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ و الرحمن کو اس صفت سے ستایش فرماتا ہی ان ابراہیم لاواہ حلیم خلاصہ اس آیت کا یہ ہی بتحقیق کہ ابراہیم حلیم ہی اس واسطے کہ حلیم محبوب قلوب ہوتا ہی اور دل سب خواص و عوام کے اس صفت پر میل کرتے ہین **بیت** ستون خرد بردباری بود ٭ سبک سر ہمیشہ بخواری بود ٭ دانشمند کبھی شتاب کاری نہین کرتے ہین حکیم کامل شتابی کو

ع

[illegible] ... دوست و دل ... اصحاب یعنی گروہ ۱۲

ع ترجمہ بتحقیق ابراہیم نرم دل بردبار ۱۲

حکایت زاہد و شتاب کار

کو وسوسۂ شیطان جانتے ہین التانی من الرحمن والعجلۃ من الشیطان اور اسی مضمون
کو سلک نظم مین مولوی معنوی نے یون پرو دیا ہی مثنوی مکر شیطانست تعجیل و شتاب ٭
لطف رحمانست صبر و اجتناب ٭ با تانی گشت موجود از خدا ٭ تا بشش روز این زمین و
چرخہا ٭ ورنہ قادر بود او کز کاف و نون ٭ صد زمین در یکدم آوردے برون ٭ این
تانی از پی تعلیم تست ٭ صبر کن در کار بر آید درست ٭ جو کوئی کہ باگ اختیار کی
تعجیل کے ہاتھ مین سپرد کریگا ہر آئینہ مرکب اُسکے نفس کا مُنھ زوری کرکے صحراے
ضلالت کی طرح کھینچ لے جائیگا اور خاتمہ اس امر کا حسرت اور تاسف پر ہوگا بیت
ہر کہ بے فکر و تانی عملے گیرد پیش ٭ آخر الامر ازان کردہ پشیمان گردد ٭ مناسب اس بات
کے حکایات بسیار اور روایات بیشمار صحائف اخبار مین مسطور ہین اور اول سب
حکایتون مین سے حکایت اس زاہد کی کہ میدان تعجیل مین بے تامل قدم رکھا اور سرا اپنا
کھویا لایق اس سیاق کے ہی وراشلیم نے پوچھا کہ تفصیل اسکی کیا ہی حکایت برہمن نے
کہا کہ ایک زاہد نے بعد اختیار کمال تجرد چاہا کہ نکاح جو سنت موکدہ اور مشتمل ہی فایدہ ہاے
بسیار پر اُسے اختیار کرے چنانچہ اس بات مین ایک اور زاہد ہمراز سے مشورہ کیا اُسنے کہا
کہ فکر بہت مناسب کی تونے کہ کدخدائی صلاح معیشت اور کمال صلاحیت ہی بہت سے
فواید دینی اُسمین مندرج ہین اور محفوظ رہنا متاع خانہ کا اور حاصل ہونا اولاد کا بقاے
نسل اور ذکر جمیل اُس سے متصور ہی نظم مرد را ہرگز نگیرد چہرہ دولت فروغ ٭ تا بر وزن
نیفروزد چراغ خانمان ٭ عمر در کنج تجرد مگذران دیگر کہ ہست ٭ عشرت آباد تاہل وضع
امن و امان ٭ لاکن کوشش کر کہ رفیق شفیق ہاتھ آئے کہ وہ راحت جان ہی اور مصاحب
ناموافق سے پرہیز کر کہ وہ باعث بربادی عزت اور خرابی مال و جان ہی زاہد نے پوچھا
کہ موافقت کس عورت سے کرنا چاہیے اُسنے جواب دیا کہ پاکدامن ہو شوہر کو دل سے
دوست رکھے صیانت کرے اور خیانت سے پرہیز کرے کہ ایسی عورت جہان جاتی ہی

اُس گھر کی روشنی بڑھ جاتی ہی قطعہ صلاح ہر دو جہان ست صحبت زن نیاب ٭ زہے
سعادت مردی کہ زن چنین دارد ٭ بلند نامی و راحت دلی تواند یافت ٭ کسیکہ طالع
فرخندہ ہمنشین دارد ٭ زاہد نے کہا کہ کن عورتون سے پرہیز کرے دوسرے زاہد نے
جواب دیا کہ اِس قسم کی عورتون سے پرہیز واجب ہی حنانہ و منانہ و انانہ حنانہ اُسے کہتے
ہین کہ جسکا پہلا خاوند مر گیا ہو یعنی بیوہ یا طلاقی ہو اور اُسکی صحبت کا غم رکھتی ہو اور
منانہ وہ ہی کہ تجھ سے مال مین زیادہ ہو کہ اپنے مال سے تجھپر منت رکھے اور انانہ اُسے کہتے
ہین کہ جب شوہر کو دیکھے آواز اپنی ضعیف کرے اور بیمار بنجائے دیدار سے ایسی
عورت کے ہر ساعت تاریکی موت کی نظر آتی ہی بیت زن بد در سرای مرد نکو ٭
ہمدرین عالم ست دوزخ او ٭ دوسری بار پوچھا کہ زن کس سن کی اختیار کرنا چاہیئے کہا
کہ زن جوان و نورسیدہ چاہیئے کہ ہر پیرایہ مین روے راحت کھاتی رہے اور زن عجوزہ طراوت
رخسار لیجاتی ہی اور مباشرت اُسکی ضعف اور سستی لاتی ہی نظم آن زنے را کہ پشت شد چو کمان
نفسش راست ہمچو تیر شود ٭ صحبت دختری کہ جان بخشد ٭ زہر قاتل بود چو پیر شود ٭
اور عورت دس سال سے بیس سال تک موضع امن و امان اور محل امیدواری ہی اور بیس سے
تیس سال تک آرام دل اور لذت جان طالبان ہوتی ہی اور تیس سے چالیس سال تک
صاحب اولاد کہی جاتی ہی اور چالیس سے پچاس سال تک رزق و سالوس کی پابند
رہتی ہی اور جبکہ پچاس سال سے گذری مار سیاہ اور آفت مال و جاہ اور گلشن خزان رسیدہ
اور گرگ باران دیدہ اور چشمہ اپناشتہ اور زمین ناکاشتہ اور اژدہاے بے گنج اور معدن
محنت و رنج اور کالی بلا ہو جاتی ہی کما قال الشیخ ابو علی سینا النساء اذا بلغن الی عشرۃ
فہن لعبۃ للاعبین واذا بلغن الی خمسۃ عشر فہن حور عین واذا بلغن الی عشرین فہن فی اعلی
علیین واذا بلغن الی ثلثین فہن امہات البنات والبنین واذا بلغن الی اربعین
فہن لحم وشحم سجین واذا بلغن الی الخمسین فاقتلہن بالسکین واذا بلغن الی

ستین فلعنۃ اللہ والملائکۃ والناس علیہم اجمعین بیت لمولفہ عورت جہان ہوئی متجاوز پچاس سے ٭ لازم گریز مرد کو ہی اُسکے پاس سے ٭ زاہد نے کہا اس بیان سے حال سن و سال کا معلوم ہوا اگر حسن و جمال اور پارسائی اور خوشخوئی مین کیا کیا چاہیے اُسنے جواب دیا کہ اصل خوبی عورتون کی پارسائی اور خوشخوئی ہو اگر حسن بھی ساتھ اُسکے جمع ہو جائے تو نور علی نور کہا چاہیے بلکہ یہ بیت اُسکے حسب حال ہو لمولفہ بیت گل جو خوش رنگ ہو خوشبو بھی ہو بے خار بھی ہو ٭ زن جو خوش رو ہو تو خوشخو بھی ہو غمخوار بھی ہو ٭ اور اگر نیک صورت بد سیرت ہو تو بلاے جان اور عذاب جاودان ہو اور زن نیک خصلت اگرچہ بد طلعت ہو یار مہربان اور رونق خانمان ہو اس باب مین دو تین بیتین کہ نتایج افکار سعدی علیہ الرحمۃ کی ہین یاد رکھنا چاہیین اور خلاصہ مزاج عورت کا یہ ہو نظم زن خوب و فرمانبر و پارسا ٭ کند مرد درویش را بادشا ٭ ہمہ روز گر غمخوری غم مدار ٭ چو شب غمگسارت بود در کنار ٭ اگر پارسا باشد و خوش سخن ٭ نظر در نکوئی و زشتی مکن ٭ بزندان قاضی گرفتار بہ ٭ چو در خانہ بینی برابر و گرہ ٭ تہی پاے رفتن بہ از کفش تنگ ٭ بلاے سفر بہ کہ در خانہ جنگ ٭ در خرمی بر سراے بہ بند ٭ کہ بانگ زن از وے بر آید بلند ٭ زنا محرمان چشم زن کور باد ٭ چو بیرون شد از خانہ در گور باد ٭ القصہ زاہد کو بعد تفحص فراوان اور تجسس بیپایان مدد بخت بلند اور اعانت طالع ارجمند سے عورت عالی خاندان ہاتھ آئی کہ اُسکا عکس رخسار مطلع صبح کو روشنی بخش تھا اور زلف تابدار اُسکی شب یلدا پر طعنہ مارتی تھی اور دیدۂ آسمان اُسکے عکس رخسار کو بغیر ذریعہ عینک آفتاب مشاہدہ نہ کرتا تھا اور نظر بند خیال اُسکے تمثال ہمایون کو سواے عالم خواب کے دیکھ نہ سکتا تھا باوجود اس خوبی صورت کے حسن سیرت مین بھی گوے سبقت خوبان جہان سے لیگئی تھی زاہد وظیفہ طاعت مین شکر اُس نعمت کا کیا کرتا تھا اور وقت معاشرت اور مباشرت کے دعاے فرزند مانگتا تھا اور جو کوئی

کہ عاقل ہی وہ تزویج سے فقط شہوت مراد نہین رکھتا ہی بلکہ مقصود اصلی اُسکا طلب فرزند صالح ہوتا ہی کہ حکم خیر جاری رکھتا ہی **بیت** غرض ز محنت زن در جفا کشیدن مرد ہمین تفرج فرزند نازنین باشد + جبکہ عرصہ گذرا اور کوئی فرزند نہ ہوا زاہد مایوس ہوا اور روے تضرع خاک نیاز پر رکھکے حضور دل سے دعا مانگنا شروع کیا چونکہ زاہد محو رضاے خدا تھا بحکم امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء کے تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور دروازہ نا اُمیدی کا کلید رحمت سے کھلا یعنے زن زاہد حاملہ ہوئی زاہد اُس مژدے سے شادی کرتا تھا اور تمام روز ندکور فرزند سے دل خرسند رکھا کرتا تھا ایک روز عورت سے کہنے لگا کہ ای یار غمگسار خدا کرے کہ جلد گوہر شاہوار تیرے صدف بطن سے ساحل ظہور پر جلوہ گر ہو تو نام اُسکا بہت نیک رکھون اور تربیت اور پرورش اُسکی بدرجۂ اتم کرون اور تا احکام شریعت اور طریقۂ آداب اور سبیل طریقت وحقیقت بمرتبہ کمال اُسے حاصل نہو سعی سے ہاتھ نہ اُٹھاؤن اُمید خدا سے ہی کہ تھوڑے دنون مین بزرگ عالیمقام اور شیخ صاحب کرامت والہام ہو جائے اور اُسکے بعد ایک کریمہ جمیلہ سے اُسکا عقد نکاح باندھون اور اُس سے اولاد نیک اور صالح حاصل ہو تا میری نسل اُنکی برکت سے قیامت تک باقی رہے **ابیات** نماند نام در دوران کسی را + کہ فرزندے نباشد یادگارش + ازان نام صدف درگوش ماندست + کہ می بنند دُر شاہوارش + عورت نے کہا کہ ای رفیق شفیق اور ای شیخ صاحب طریق یہ باتین لائق سبحہ گردانی اور مناسب سجادہ نشینی کے نہین ہین اول تو وجود فرزند ہنوز خیالی ہی شاید کہ یہ بیماری رجا کی ہو بیماری رجا کی اُسے کہتے ہین کہ ایام عورت کے مانند حاملہ کے بند ہون اور آثار حمل کے سب پائے جائین اور اپنے وقت پر شیر بھی نظر آئے اور جنین کے مانند کوئی چیز حرکت بھی کرے اور روز بروز پیٹ بھی بڑھتا جائے بعد انقضاے ایام حمل یعنے نو مہینے کے بعد گھٹنا پیٹ کا شروع ہو اور خود بخود عورت لاغر اور زرد ہونے لگے اگر ایسی صورت ہو تو وجود فرزند ایک طرف جان بچنا پھر دشوار ہی اور اگر بالفرض حمل ہوا اور پیدا بھی ہو ممکن ہی کہ لڑکا

تفرع عمر ... اندوہ بودن ... کون ... کردن ... کرنا ہی ... حال کی اور دور کردیتا ہی بر حالی ... ۱۲ ۱۲ ۱۲

حکایت پارسا

نهو لڑکی هو اور اگر فرزند بهی هو اور نه جیا تو یه خیالات سب بے سود هین حاصل کلام یه کہ
پایان کار معلوم نهین هی اور تو خیال نادانون کی طرح مرکب تمنا کو میدان آرزو مین دوڑاتا هی
انتہا اس میدان کی اور نشیب و فراز اِس دشت کا مطلق نهین جانتا هی نظم بآرزو و هوس ره
نمیتوان زدفتن + بلاف عربده گاهی نمیتوان پرداخت + هزار کس بتمنای خام سوخته شد +
که روزگار یکی را بکام دل نه نواخت + ای زاهد مزاج تیرا اُس پارسا کے مانند هی که شهد اور روغن
کو اپنے مُنھ اور سر پر گرایا تھا زاهد نے پوچھا که یه قصه کیونکر تھا حکایت کہا کہتے هین که ایک مرد پارسا
ایک تاجر کے همسایه مین رهتا تھا اور تاجر شهد اور روغن کی تجارت کیا کرتا تھا اور اُسکے منافع
سے بخوبی اوقات بسر کرتا تھا اور خدمتگزاری فقرا کی بهی اُسی منافع سے کیا کرتا تھا اور حاصل
توانگری بهی یهی هی که دل درویش کا هاتھ مین لائے مال فانی سے ذخیره باقی فراهم کرے بیت
توانگرا دل درویش را بدست آور + که مخزن زر و گنج و گهر نخواهد ماند + اور وه تاجر اِس خیر کو
غنیمت سمجھ کے جو کچھ بیع و شری سے نفع حاصل کرتا تھا علی قدر حال منجمله اُس مال کے زاهد کو
بهی کچھ دیتا تھا اور زاهد کچھ اُسمین سے خرچ کرتا تھا اور باقی شهد اور روغن جمع کرتا تھوڑے
عرصے مین وه گھڑا که چھینکے پر لٹکا تھا بھر گیا ایکدن زاهد اُس گھڑے کو دیکھتا تھا که کس قدر
روغن اُس ظرف مین جمع هوا هی آخر تخمینا دس من تصور کیا اور کہا که دس درهم کو بیچونگا
اور اُس دس درهم کی پانچ بکریان مول لونگا اور چھٹے مهینے وه دو بچے دینگی سال مین بیس
بچے هونگے اور دو سال مین ایک رمه معقول فراهم هوگا اور مین متاع کثیر کا مالک
هو جاؤنگا اُن مین سے تھوڑی بکریان بیچ کر اسباب معقول فراهم کرونگا اور ایک
عورت خاندان عالی سے نکاح مین لاؤنگا اور نو مهینے کے بعد اُس سے فرزند پیدا
هوگا اور علم و ادب تھوڑی هی عمر مین سیکھ لے گا جبکه اُسکا ضعف طفولیت قوت
شباب سے متبدل هوگا اور وه سرو ناز نین چمن خوبی مین خرام ناز جوانانه کریگا
غالب هی که موافق رد یه اهل زمانه کے میرا فرمانبردار نه هو بلکه سرکشی کرے

اس تقدیر مین اُسکی تادیب لازم پڑیگی تو یہی عصا کہ جو ہاتھ مین ہی اس سے اُسے مارونگا
اس تصور مین ایسا مستغرق تھا کہ پسر گردن کش کو موجود تصور کرکے وہی عصا جو ہاتھ
مین تھا اُس گھڑے پر مارا کہ چور ہو گیا اور شہد اور روغن تمام سر و روے زاہد پر بہ گیا
اور سب بدن اور لباس زاہد کا آلودہ ہو گیا اور سارے خیال ایک دم مین دل سے
جاتے رہے یہ مثل اس لیے بیان کی مین نے کہ تا جانے تو کہ بے یقین صادق خیالات
واہی سے دل خوش کرنا کام بیخبردون کا ہی بلکہ ایسے امور مین فکر کرنا منع ہی اور لہو کہ
اور مگر اور عسی اور لعل پر فریفتہ ہونا نہ چاہیے اور اگر کوئی واہی اگر و مگر کو اپنا جفت کرے
اور اس سے بچہ پیدا ہو تو چاہیے کہ کاشکے نام رکھے **بیت** اگر را با مگر تزویج کردند
وز ایشان بچہ شد کاشکے نام + مرد عاقل کو چاہیے کہ اپنے کام کی بنیاد خیال پر نہ رکھے
اور اندیشۂ خام کو کہ وسوسہ شیطان سے ہی دل مین راہ نہ دے **قطعہ** سالہا اندیشہ
پختم درین دور سپہر + کار ما آخر چنین یا آنچنان خواہد شدن + یا برین منوال گنج سیم و زر
خواہیم یافت + یا ویران اقلیم حکم ما روان خواہد شدن + عاقبت معلوم شد کانہا خیالی
بیش نیست + ہرچہ خواہد حاکم مطلق ہمان خواہد شدن + زاہد نے یہ نصیحت گوش دل
سے سُنی اور ترک خیالات واہی کرکے پھر فضولی کے گرد نہ پھرا جبکہ مدت حمل کی
بسر ہوئی پسر نیک صورت مقبول طلعت وجود مین آیا کہ علامات کرامات اُسکے ناصیہ احوال
سے ساطع و لامع تھے یعنے صبح اُمید زاہد کی مطلع تمنا سے نمایان ہوئی اور سجدۂ شکر
پروردگار عالم بجا لایا اور خوشی سے پیراہن مین نہ سماتا تھا اور یہ اشعار مؤلف
کے پڑھتا تھا **نظم** برج سے نکلا ہی باہر آفتاب + درج سے نکلا ہی یا دُرِ
خوش آب + یا کہ نکلا غنچۂ گل شاخ سے + یا کہ نکلا یوسف اپنے کاخ سے +
زاہد اُس کی پرورش اور تربیت مین رات دن مصروف تھا شفقت پدری
سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا تھا ایک دن عورت حمام کو چلی اور بیٹے

کو زاہد کے سپرد کرکے احتیاط مین مبالغہ کر گئی اور زاہد خود ہی اس باب مین اہتمام
تمام رکھتا تھا تھوڑا عرصہ عورت کے جانے کو ہوا تھا کہ اس دیار کے بادشاہ کا
معتمد زاہد کے پاس نہایت مستعجل آیا کہ توقف اُس مین نہ کر سکتا تھا زاہد بضرورت
گھر سے باہر آیا مگر زاہد نے ایک راسو یعنی نیولا پالا تھا اور اسپر اُسے سدھایا تھا کہ جب گھر سے باہر
جاتا تھا تو گھر اُسے سونپ جاتا تھا وہ نگہبانی مار و موش وغیرہ کی کیا کرتا تھا زاہد اُسوقت
لڑکے کو بھی اُسی راسو کو سونپ کے باہر آیا ادھر زاہد نے قدم گھر سے باہر رکھا
اُدھر ایک اژدہا نکل کے گہوارے کی طرف متوجہ ہوا راسو نے دیکھا کہ مار خونخوار
نے ارادہ لڑکے کا کیا ہی جست کی اور اژدہے کا گلا پکڑ کے چبا ڈالا کہ کام اُسکا
تمام ہوگیا اور لڑکا محفوظ رہا اُسی دم زاہد پھر کے گھر مین آیا اور راسو کو خون
مین آلودہ دیکھکر خیال کیا کہ اسنے لڑکے کو ہلاک کیا ہی اور راسو اس اُمید پر کہ
مجھسے کار نمایان ہوا ہی زاہد کی طرف خوش خوش دُم ہلاتا ہوا دوڑا زاہد کا حال
اپنی بے شعوری سے تباہ اور عالم آنکھون مین سیاہ تھا ایک بیٹا مدت العمر
مین پیدا ہوا تھا اُسے بھی راسو نے ہلاک کیا اس غیظ مین بے تحقیق اور تنقیح اسطرح
سے عصا راسو کی پشت پر مارا کہ سب ہڈیان ریزہ ریزہ ہوگئین پھر جو نزدیک
گہوارے کے آکے دیکھا تو لڑکا آرام تمام سوتا ہی اور ایک مار سیاہ کہ حلقوم اُسکا پارہ
پارہ خونفشان ہی پڑا ہی بمجرد معائنہ اس حال کے دود حسرت زاہد کے دل سے اُٹھا
اور سنگ حسرت سینے پر مارنا شروع کیا اور فریاد و نالہ کرتا تھا اور کہتا تھا افسوس
اس حادثہ کی آتش دلسوز کسی طرح تسکین نہ پائیگی اور اس عمل جانگداز کی خجالت
اور ندامت سے سیری نہوسکے گی یہ کیا نامناسب اور کار نالایق مجھسے سرزد ہوا کاش
یہ فرزند عدم سے وجود مین نہ آتا و یا مجھے اُس سے اُلفت نہ ہوتی تو یہ خون ناحق میرے
ہاتھ سے نہ ہوتا اب جو مین نے اپنے ہمخانہ کو بلا قصور ہلاک کیا اور پاسبان مجلسرا ے

اور نگہبان اپنے محل کو بے سبب و قصور تلف کیا خالق کو کیا جواب دونگا اور خلایق سے
کیا عذر پیش کرونگا ہاے افسوس اُسکا طوق ملامت میری گردن سے کسی طرح نہ اُترے گا
اور داغ بدنامی میرے صفحۂ احوال سے محو نہ ہوویگا زاہد اس بیان دردناک سے زار زار
روتا تھا کہ اُدھر سے زن زاہد حمام سے آئی اور یہ حال راسو کا مشاہدہ کر کے زبان ملامت
زاہد پر کھولی کہ مین تجھے ایسا بیمہر و بیوفا نہ جانتی تھی شاید کہ شکر اس نعمت کا کہ خدا
نے تجھے فرزند دیا اور مار کے گزند سے بچا لیا یہی تھا کہ راسو کو احسان کے عوض ہلاک
کیا زاہد نے کہا کہ ای یار دلنواز یہ باتین نہ کر ع کہ از سوال طویلیم در جواب خجل
بھی جانتا ہون کہ اداے شکر الٰہی مین قصور ہوا مجھسے اور منہج[١٠] شکیبائی سے کہ راہ سالکان
حقیقت ہی انحراف کیا مین نے اب بسبب بیصبری و ناشکری کے نہ جریدۂ[٥٢] صابرون
مین ذکر کیا جاؤنگا اور نہ شاکردن کے دفتر مین نام میرا لکھا جائیگا اور یہ اب ملامت
کرنا تیرا اس حال مین نیش پر نیش مارنا اور جراحت پر نمک چھڑکنا ہی **بیت**
ملامت بر دل صدپارۂ عاشق بدان ماند ٭ کہ باشد زخم شمشیر و بدو زندش بسوزن ہم
عورت نے کہا کہ سچ کہا تو نے کہ اب ملامت سے کچھ فائدہ نہین ہی یہ کام کہ تجھسے صادر
ہوا ہی نتیجہ شتابکاری کا ہی حاصل اسکا سبکی اور پشیمانی ہی اور تعجیل کرنے والا اکثر
حصول مراد سے محروم رہتا ہی **بیت** شتاب و بدی کار آہرمن[٥٣] ست ٭ پشیمانی جان و
رنج تن ست ٭ اور تو تنہا کچھ اس دام فساد مین نہین پڑا ہی بلکہ اس سے پہلے بہت
ایسے واقعات حادث ہوے ہین سُنا ہی کین نے کہ ایک بادشاہ نے اپنا باز بے قصور
مار ڈالا اور برسون شعلہ ندامت سے افروختہ اور آتش حسرت سے سینہ سوختہ رہا
زاہد نے پوچھا یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین ایک
بادشاہ شکاردوست تھا ایک اُسکا باز تھا کہ پروازین سیمرغ کو قلۂ قاف سے
پکڑ لاتا تھا اور اُس کے خوف چنگال سے نسر طائر آشیانۂ سپہر مین چھپا رہتا تھا

اور بادشاہ اُسے بہت عزیز اور ہمیشہ اپنے ہاتھ پر رکھتا تھا اتفاقاً ایکدن بادشاہ اُسے ہاتھ مین لے کے شکار کو چلا ایک آہو سواری کے آگے سے اُٹھا بادشاہ نے اسپ باد پا آہو کے پیچھے ڈالا کئی فرسنگ تنہا نکل گیا لیکن آہو کو نپایا اور حشم و خدم بادشاہ کا سب پیچھے رہ گیا اس حال مین تشنگی بادشاہ پر غالب ہوئی تلاش آب مین ہر طرف گھوڑا دوڑایا آخر نیچے ایک پہاڑ کے پہونچا دیکھا کہ پہاڑ کے اوپر سے پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا ہی بادشاہ نے جام نکال کے وہ قطرات اُسمین لینے شروع کیے جبکہ جام بھر گیا بادشاہ نے چاہا پیے باز نے پر مارا کہ سب پانی گر گیا دوسری بار اُسی طرح پھر جام بھرا باز نے وہی حرکت پھر کی بادشاہ نے تشنگی کے اضطراب مین باز کو زمین پر دے ٹپکا کہ ہلاک ہوگیا اس حال کے مقارن رکابدار بادشاہ کا پہونچا باز کو مردہ اور شاہ کو افسردہ دیکھا فی الحال مشکیزہ فتراک سے کھولا اور جام دھو کے چاہا کہ بادشاہ کو پانی دے بادشاہ نے کہا کہ یہ آب زلال کہ پہاڑ سے ٹپکتا ہی اور اسپر میرا میل خاطر زیادہ ہی وجہ یہ ہی کہ سرد بہت ہوگا اور صبر اتنا نہین رکھتا ہون کہ قطرہ قطرہ آب جمع ہو تو مین پیون اب تو جلد بالاے کوہ جا کے اُسکے منبع سے جام بھر لا رکابدار کوہ پر کہ جہان چشمۂ آب تھا پہونچا دیکھا کہ ایک اژدہا لب پر چشمے کے موا ہوا پڑا ہی اور حرارت آفتاب سے لعاب زہر آمیز اُس کا اُس پانی مین ملکے قطرہ قطرہ ٹپکتا ہی دہشت نے رکابدار پر غلبہ کیا سراسیمہ ہو کے کوہ سے نیچے اُترا اور یہ حال بادشاہ سے عرض کیا اور مشکیزہ سے جام بھر کے بادشاہ کو دیا بادشاہ نے جام لب پر رکھکہ رونا شروع کیا رکابدار نے عرض کیا کہ بادشاہ کی عمر دراز ہو سبب رونے کا کیا ہی بادشاہ نے وہ سب قصہ بیان کیا کہ اس باز کے ہلاک ہو جانے سے سخت متاسف ہون کہ بے تفحص ایسے جانور عزیز اور خیر خواہ کو ہلاک کیا مین نے رکابدار نے عرض کیا کہ واقعی اس باز نے

بلاے عظیم بادشاہ کے سر سے دفع کی بلکہ احسان اُسکا سب اہل سلطنت پر ثابت ہی اور اگر شہریار نے اُسکے ہلاک کرنے مین تعجیل نہ کی ہوتی اور آتش غضب کو آب حلم سے تسکین دی ہوتی اور باگ توسن نفس کی قوت بردباری سے ردکی ہوتی تو خاطر اقدس غبار رنج وملال سے کیون آلودہ ہوتی بادشاہ نے کہا کہ مین اس حرکت نامناسب سے بہی پشیمان ہون لیکن اب پشیمانی کچھ فائدہ نہین کرتی اور زخم اس ملامت کا کسی مرہم سے التیام نہ پائیگا جب تک کہ زندہ ہون یہ داغ حسرت میرے سینے سے نہ مٹیگا اور چہرہ خجالت کا ناخن ملامت سے مدۃ الحیوٰۃ خراشیدہ رہیگا مصرعہ چون کنم خود کردہ ام خود کردہ را تدبیر نیست ٭ اور یہ مثل اس لئے بیان کی ہی تا معلوم ہو کہ ایسی صورتین بہت ہوتی ہین کہ اکثر اشخاص شامت تعجیل سے ورطۂ ندامت مین پڑے ہین بیت ہر کہ بہ تعجیل برآورد دست ٭ سنگ جفا پایۂ قدرش شکست ٭ زاہد نے کہا کہ ای مونس وقت حال بیقراری مین اس حکایت سے تسلی دی تو نے اور اس پیرانہ سالی مین مرہم پند میرے زخم دل پر رکھا تو نے مگر معلوم ہوا کہ اس گناہ اور خیانت مین بہت سے شریک رکھتا ہون جیسا کہ حکایات اُن لوگون کی جریدۂ ایام پر لکھی گئی ہین قضیۂ نامرضیہ میرا بھی لکھا جائیگا اور یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کام مین تعجیل کریگا فائدہ وقار سے بے بہرہ رہیگا یہ ہی داستان اُن لوگون کی کہ بے تامل عزم کسی کام کا کر بیٹھتے ہین اور بغیر دریافت کسی بات پر عمل کرتے ہین خردمند وہ ہی کہ تجربے کو ہر کام کا پیشوا کرے اور آئینہ خرد کو نصیحت عقلا سے صیقل کرتا رہے اور ہر وقت مین جانب ثانی کو نگاہ رکھے اور طریق تعجیل سے انحراف کرتا رہے تا افزونی دولت اور ترقی اقبال ہر دم ہوتی جاے قطعہ زمام دل بکف صبر وہ گرت باید ٭ کہ گوے عیش بچوگان جہد بر پائی ٭ متاز توسن غفلت بہ عرصۂ تعجیل ٭ کہ آخرا فگندت بر زمین رسوائی ٭ شتاب ورخطرے افگند کہ گر صد سالی ٭ تو دست و پاے زنے زان خطر بردن نائی ٭

بکن شتاب واز آئین حلم روے متاب ٭ کہ غیر صبر وسکون نیست رسم دانائی ٭

باب ساتوان ہی اختلاط اور تدبیر کرنے مین بلاے دشمنون سے اور سبب کسی حیلے کے اُس بلا سے نجات پانے مین

راے داؔبشلیم نے کہا سُنی مین نے داستان اُن لوگون کی کہ بے فکر وتامل دریاے حیرت وندامت مین پڑے اور بے صبر وتحمل دام پشیمانی مین گرفتار ہوے اب اُمید وار ہون کہ ساتوین وصیت کا مضمون بہ تفصیل بیان فرما اور داستان اُن لوگون کی کہ دام مین دشمنون کے گرفتار ہوے اور دشمنان قوی دست مین چپ وراست گھر گئے اور سوا اسکے اور خلاف بھی بہت سے واقع ہوے اور وہ غلبہ کرکے سب طرف سے غالب آئے اور جو شخص سمجھے کہ مین ورطۂ ہلاکت مین پڑا اُس وقت یہ تدبیر کرے کہ اُن دشمنون سے بعض کو تملق اور مدارا سے دوست بنائے اور اُنکی شرکت کی برکت سے اُن بلاؤن سے بچ جاے اب اُسکا بیان فرما کہ اُسکو کس طرح سے عمل مین لائے اور جس دشمن کی مدد سے کہ مخلصی پائے اور اُس سے جو عہد وپیمان کیا ہو اُسے کس طرح وفا کرے برہمن نے جواب دیا کہ ہر جگہ دوستی اور دشمنی کے واسطے دوام اور ثبات نہین ہی کیونکہ اگر دشمنی اور دوستی عارضی ہی تو جلد زائل ہو جائیگی اور یہ صورت حکم ابر بہاری کا رکھتی ہی کہ کبھی کبھی برستا ہی اور جلد موقوف ہو جاتا ہی اور اُسکے واسطے دوام اور ثبات نہین ہی اور مہر وکینہ اہل زمانہ کا سب اعتباری حسن وجمال خوبان اور تقرب بادشاہان اور خوش آوازی طفلان اور وفاے زنان اور تلطف دیوانگان اور سخاوت مستان اور عقیدہ حامیان اور فریب دشمنان بے خرد کے مانند ہی کہ ان مین سے ایک بھی اعتماد کے لایق نہین ہی اکثر دوستی دیکھی ہی کہ کمال اتحاد ویگانگی کو پہونچی تہی اور بنیاد خصوص اور خصوصیت

کی اوج سپہر کو پہونچی ہی اور اُسکے بعد تھوڑے سبب سے وہ عین عداوت ہوگئی اور بعض دشمنی دیرینہ اور نزاع موروثی اندک لطف مین موقوف ہوکے صورت دوستی کی پیدا ہوئی ہی اور اسی واسطے خردمند دشمنون سے بھی تلطف اور مدارا فروگذاشت نہین کرتے ہین لازم ہی کہ طمع دوستی دفعۃً منقطع نہ کرڈالے اور نہ کسی کی دوستی پر بغیر امتحان کامل اعتماد کلی کرکے غفلت کرے قطعہ دوستی آنچنان نمیباید + کہ نہ گنجد دران میان موئے + دشمنی ہم بدان صفت خوش نیست + کز یاری نباشدش بوئے + ہر دو جانب نگاہداشت ترا + ہر کراہست معتدل خوئے + جب کہ معلوم ہوا کہ دوستی اہل زمانہ کی بے اعتبار ہوتی ہی تو چاہیے کہ دانا عاقبت اندیش التماس مصلحت آمیز دشمن کو بھی کہ متضمن دفع مضرت اور جلب منفعت ہو فروگذاشت نہ کرے اور جسمین کہ کام سرانجام پاوے اور مصلحت وقت اقتضا کرے عمل مین لاوے کہ دوربینی اور اصلاح اندیشی کلید قفل دولت ہی اور اسکے بعد اگر امداد سے دشمن کی اپنا مطلب برآئے تو اُس سے جو عہد کیا ہو اُسے اِس طرح پر وفا کرے کہ نقض عہد بھی نہ ہوئے اور ایسا تقدم بالحفظ کرے کہ اُسکی مضرت سے بھی محفوظ رہے اور نظیر اُس صورت کا کہ جسکا بیان ہوچکا حکایت موش اور گربہ کی ہی راے نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ صحرا مین ایک درخت کے نیچے ایک چوہے کا سوراخ تھا اور وہ ایسا تیز اور دور اندیش تھا کہ ایک تامل مین ہزار عقدے بالاشکل حل کرتا تھا اور ایک لحظہ مین سو حیلے ایک خیال سے پیدا کرتا تھا بیت فسونگر بود موشش چارہ اندیش + کہ دیدے حیلہ صدسالہ در پیش + اُس درخت کے نزدیک ایک بلی کا مسکن تھا اور اس نواح مین صیاد بھی اکثر شکار کرتے تھے ایک دن صیاد نے دام لگایا اور تھوڑا گوشت اُس دام مین باندھ دیا گربہ حریص دام فریب سے غافل گوشت کے شوق مین بلاتامل دام مین چلی آئی ہنوز دانتہ گوشت تک نہ پہونچا تھا

باب ۴ حلب بالنفع سنہ بدن ۱۲

حکایت موش و گربہ

که بسته دام بلا هوئی نظم حرص ست که جمله را بدام انداز و ٭ و اندر طلب مال حرام
انداز و به حرص ست که جمله خلق را از آسایش ٭ باز آرد و در رنج بدام انداز و ٭ القصه
چوہا بھی طلب مین دانے کے سوراخ سے باہر آکے اور چند قدم چل کے احتیاط سے ہر طرف
آنکھ ڈالتا تھا اور یمین و یسار اور تحت و فوق دیکھتا تھا کہ ناگاہ نگاہ اُسکی بلی پر پڑی
بس دیکھتے ہی بلی کے آنکھ تاریک ہوگئی لیکن جب خوب نگاہ کی تو بلی کو بستہ دام دیکھا
صیاد کو دعا دی اور قید پر بلی کے شکر خدا بجا لایا دوسری جانب جو نگاہ کی تو راسو
یعنی نیولے کو دیکھا کہ کمینگاہ مین قریب سوراخ کے آبیٹھا ہی ارادہ کیا بالاے درخت
پناہ لون دیکھا تو درخت پر ایک کوا ہی کہ وہ اُسکی فکر مین بیٹھا ہی وحشت اور دہشت
نے چوہے پر غلبہ کیا پھر اُسنے اندیشہ کیا کہ اگر آگے جاؤن تو بلی پکڑ لیتی ہی اور اگر چپ و راست
جاؤن تو نیولے سے نہ بچون گا اور اگر درخت پر جاؤن تو کوا پنجے مین لیتا ہی اب ان
بلاؤن مین کیا کرون اور اس آفت کو کس حیلے سے دفع کرون اور یہ حال اپنا کس سے
کہون اور دوا اس درد بے درمان کی سوا حکیم حقیقی کے کس سے مانگون بیت
ندارم ہمدمے کز وے صلاح کار خود پرسم ٭ نہ غمخوارے کز و حال دل افگار خود پرسم ٭
اب دروازہ بلا کا کھلا ہی اور منزل عافیت کی دور ہی اور بہت سی آفتون نے
مُنھ کھولا ہی اور راہ گریز کی مسدود ہی پر دل مین کہا کہ با این ہمہ دل کو قائم
رکھا چاہیئے اور ہمت نہ ہارے کبھی ساقی روزگار شربت مراد پلاتا ہی اور کبھی
زہر ہلاہل شربت راحت مین ملاتا ہی بہر کیف نظر بخدا کر کے پاے ثبات کو
لغزش نہ دیا چاہیئے اگر فیض روح القدس مدد فرمائے گا تو یہ سب آسان
ہو جائیگا اور مرد ثابت قدم وہ ہی کہ اگر خلعت دولت اُسکے دوش پر ڈالین
تو از جا رفتہ ہو کے خندۂ دندان نما نہ کرے اور اگر جرعۂ محنت پلائین تو
دیدۂ اندوہ سے اشکباری نہ کرے بموجب اس بیت کے بیت ز رنج و راحت

گیتی مرنجان دل مشو خرم * که آئین جہان گاہے چنین گاہے چنان باشد اب اتش مالش الم مین کوئی پناہ بعد فضل الٰہی کے سایۂ عقل سے بہتر نہین ہی اور کوئی دستگیر مشفق اُستاد خرد سے زیادہ نہین مناسب راے صائب کے یہ ہی کہ دہشت کو اپنے دل مین راہ نہ دون اور حسرت کو نزدیک دماغ کے نہ چھوڑون کہ خردمندون نے کہا ہی کہ باطن عقلا کا دریا کے مانند ہوتا ہی کہ اندازہ اُسکے ژرف کا حصر مین نہین آتا ہی اور بے غواص فکر عالی اور ذہن رسا اُسکی تھاہ کو کوئی نہین پاتا ہی اور جو کچھ کہ اُسمین گرتا ہی پھر پایا نہین جاتا ہی اور کتنے ہی کوئی دست و پا مارے پانی اُسکا مکدر نہین ہوتا ہی اب وقت تدبیر کا ہی ہراس اور دہشت کرنے مین ہلاکت کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا **نظم**

مرد ثابت قدم آنست کہ از جا نرود	گرچہ سرگشتہ شود گر زمین ہمچو فلک
مثل سیمرغ کہ طوفان نبرد از جایش	نہ چو گنجشک کہ اُفتد بدم از باد تفک

جبکہ اس طرح دلکو سمجھا کے مضبوط کیا باخود کہا اب اِس سے بہتر تدبیر نہین ہی کہ بلی سے صلح کرون کہ اسوقت عین بلا مین وہ میری مدد کی محتاج ہی اور مجھے بھی اسوقت اُسکی امداد مین ان آفتون سے مخلصی متصور ہی اور وہ بھی میری یاری سے نجات پائیگی اگر بلی عاقل ہی تو میری صدق گفتار پر اعتماد کریگی اور نفاق اور حیلے کا گمان نہ کرے گی تو برکت سے راستی اور موافقت کے ہم دونون کو ان بلاؤن سے نجات حاصل ہوگی تو اور دشمن طمع منقطع کرکے اپنی راہ لین گے آخر کار چوہا بلی کے نزدیک آیا اور پوچھا کہ حال کیا ہی بلی نے آواز حزین سے یہ بیت پڑھی - **بیت**

دردمندیم خبر مے دہد از سوز درون	دہن خشک دلب تشنہ وچشم ترما

اور کہا کہ ای برادر تن میرا بستہ بند مشقت اور دل سوختہ آتش رنج و محنت ہی چوہے نے کہا کہ ایک نکتہ رکھتا ہون دل مین مگر وقت تنگ اور مجال سخن کم ہی گربہ نے تملق سے کہا کہ جو خاطر مین گذرے وہ فرما اور توقف جائز نہ رکھ چوہے

[حاشیہ:] ۵۰ ۔ نفاق بضم ۔ بارے نونفانی ۔ تفنگ بالفتح بندوق ۱۲

نے کہا کہ مین نے کبھی جھوٹی بات نہین کہی ہی دروغگو کو فروغ کبھی نہین ہوتا ہی سچ
یہ ہی کہ مین ہمیشہ تیرے غم مین شادی کرتا تھا اور تیری ناکامی کو اپنی شادکامی جانتا
تھا اور آرزو میری یہ تھی کہ تجھے مضرت پہونچے کیونکہ تیری قوم میری قوم کی دشمن ہی
لیکن مین آج اس بلا مین تیرا شریک ہون اور خلاصی تیری اور مخلصی اپنی آپس کی
دوستی مین دیکھتا ہون اور اسی مطلب کے واسطے سلسلۂ دوستی کو جنبش دیتا ہون
اور یہ میری دوستی مشتمل بغرض ہی مگر ایسی غرض کہ اُسمین دونون کا نفع ہی نہ ضرر اور اگر
تو عاقل ہی تو معلوم کیا ہوگا کہ مین نے یہ سچ کہا ہی اور اس بات مین کوئی صورت خیانت
کی اور بداندیشی کی نہین ہی اور اپنے صدق مدعا پر دو گواہ بھی رکھتا ہون ایک نیولا کہ میرے
پیچھے میری کمینگاہ مین بیٹھا ہی اور دوسرا زاغ کہ درخت پر میری ہلاکت کا مترصد ہی اب
جو تجھ سے نزدیک ہوا مین تو طمع اُن دونون کی مجھ سے منقطع ہو جائیگی اگر تو مجھے اپنی
امان مین لے کہ میرا اطمینان ہو تو میرا مطلب بر آتا ہی اور تیری بھی مراد حاصل ہوتی
ہی کہ یہ پھندے جال کے جو تیرے بند بند مین پڑے ہین اُنھین جلد کاٹ ڈالون گا
اور مین بھی راسو اور زاغ سے نجات پاؤنگا جب کہ بلی نے یہ باتین سُنین تو دریاے
اندیشہ مین مستغرق ہوئی چاہا کہ اس حکایت کے اطراف وجوانب کو قدم فکر سے
پیمایش کرے اور یہ اس عیار اندیشہ کو محک تامل پر آزمائے چوہے نے دیکھا کہ وقت
تنگ ہی اور بلی دریاے اندیشہ مین غواصی کرتی ہی کہا کہ ای بلی میری بات کان مین
رکھ اور تاخیر نہ کر کہ ایسے وقت مین عاقل توقف جائز نہین رکھتے ہین جبکہ مین
تیری بقا پر دل خوش کرتا ہون تو تو بھی میری حیات سے شاد ہو کہ چھٹکارا ہم
دونون کا ایک دوسرے کی امداد سے متعلق ہی اور میری اور تیری مثل کشتی
ملاح کے ہی کہ کشتی ملاح کی سعی سے کنارے پر پہونچتی ہی اور کشتیبان کشتی سے کام اپنا کرتا ہی اور
میرا حال بعد آزمایش کے معلوم ہوگا اور میری تعجیل کا سبب یہ ہی کہ فرصت وقت کی

بہت کم ہی اور اتنا تو نے بھی جانا ہوگا کہ کردار میرا گفتار پر ترجیح رکھتا ہی اور جو عہد دوستی
کا مین کرتا ہون اُسمین وفا کرونگا اب جو منظور ہو سو جلد زبان پر لا بیت نوما اشارتے
کرد چشم امیدوار ٭ بر گوشہاے این خم ابرو نہادہ ایم ٭ بلی چوہے کی حکایت سُنکے اور
راستی کا یقین کرکے خرسند ہوئی اور کہا کہ تیری بات سچ معلوم ہوتی ہی اور بہ فحواے کلام
تیرا بوے صدق دیتا ہی اب مین نے اس مصلحت کو قبول کیا اور بحکم اللہ تعالیٰ الا الصلح خیر
ہی گوش جان سے سُنا مین نے اب اس بات سے تجاوز نہ کرونگی اور امید غالب ہی کہ اس
باہم کی دوستی سے مخلصی ہم دونون کی ہو جائیگی اور شکر اس منت کا مادام الحیات
اپنے ذمے لازم کیا مین نے اور امید یہ ہی کہ تو بھی اپنے عہد پر قائم رہیگا اب بتا کہ کیا کیا چاہیے
چوہے نے کہا کہ مین تیرے پاس آتا ہون اور تو اکرام تمام سے میری تعظیم بجا لا تو دشمن قواعد
دوستی سے فیما بین کے واقف ہوکے راہ اپنی لین اور مین بفراغ خاطر تیرے بند کاٹون بلی
نے اس بات کو قبول کیا اور چوہا نزدیک آیا اُسنے اہتمام سے رسم تعظیم ادا کی اور نہایت
ملائمت اور دلجوئی اور نوازش سے مہربانی فرمائی جب کہ راسو اور زاغ نے یہ حال مشاہدہ
کیا شکار موش سے مایوس ہوکے راہ اپنی اپنی کی جبکہ موش نے حمایت سے گربہ کی
ان بلاؤن سے نجات پائی اور سوچا کہ اگر گربہ اس دام سے رہائی پائے اور وفاے
عہد نہ کرے تو تو وہی آش ورکاسہ موجود ہی اس واسطے پھندے دام کے کاٹنے شروع
کیے لیکن موش اندیشۂ دور دراز مین پڑا تھا کہ ان دونون بلاؤن سے اس طرح
نجات پائی بند کاٹنے مین آہستگی کرنے لگا گربہ فراست سے سمجھی کہ موش دور اندیشی
مین پڑا کہا کہ اے موش تو نے میری نزدیکی کے سبب سے دشمنون سے نجات پائی اور اب
حسن وفا مین کاہلی کرتا ہی اور مین تو پہلے ہی جانتی تھی کہ وفا وہ دوا ہی کہ طبلۂ عطار
روزگار مین نہین پائی جاتی ہی اور حسن عہد وہ جوہر ہی کہ خزانۂ زمانہ مین موجود نہین
ہی اور وفا وہ سیمرغ ہی کہ نام کے سوا اُسکا نشان نہین پایا جاتا ہی اور نیک عہد

وہ کیمیا ہو کہ اُسکی حقیقت بجز حکایات کسی نے پائی نہین بیت وفا مجوی ز کس
وز من این سخن بشنو + بہرزہ طالب سیمرغ و کیمیاے مباش + موش نے کہا کہ حاشا مین
اپنا چہرۂ حال داغ بیوفائی سے آلودہ کرون اور نام نیک کہ مدت مدید مین حاصل
کیا ہو جریدۂ بدعہدی پر ثبت کرون اور مین جانتا ہون کہ وفا کمند ارادت ہو اور
توشۂ راہ سعادت اور وہ کیمیا ہو کہ خاک تیرہ کو زر کرتی ہو اور وہ توتیا ہو کہ دیدۂ خرد
کو بینا بناتی ہو اور جسکے مشام جان نے بوے وفا نہین پائی ہو اُسکو ریاحین محاسن
صفات سے کچھ نصیب نہوا اور جسکے دیدۂ دل نے نور وفا نہین دیکھا ہو مشاہدہ انوار
مقام اخلاق سے بے بہرہ رہیگا مصرعہ ای خاک بران سر کہ درو مغز وفانیست +
گربہ نے کہا اگر جانتا ہو تو کہ وفا مشاطۂ عروس کمال اور خال رخسارۂ حسن جمال ہو پھر
تو اپنے رخسارہ کو اِس گلگونہ سے کیون آرایش نہین دیتا ہو اور وہ گلزار کہ جس مین
نہال وفا نہین ہو کوئی مرغ دل اُسکی شاخسار محبت پر ترانہ ساز نہین ہوتا ہو اور
جو رخسارہ کہ خال وفا سے خالی ہو کوئی صاحب نظر التفات اُسپر نہین کرتا ہو اور
اسی واسطے مؤلف نے کہا ہو نظم وہ چہرہ کیا اگر کوئی خال وفا نہین + وہ باغ کیا کہ
جسمین نہال وفا نہین + بہتر وفا سے شی نہین کوئی جہان مین + وہ دل ہو سنگ جسکو
خیال وفا نہین + اور جو کوئی کہ لباس وفا سے عاری ہو گا اور عہد باندھے گا
اُسے ادا نہ کرے گا اُسے وہ پہونچے گا جو اُس زن دہقان کو پہونچا موش نے کہا
کہ یہ کیونکر تھا گربہ نے کہا حکایت لکھا ہو کہ فارس کے ایک قریہ مین ایک
دہقان تھا تجربہ کار اور صاحب فہم جام روزگار سے بہت تلخ و شیرین
چکھا تھا اور نشیب و فراز زمانہ سے دشواری اور آسانی دیکھی تھی بیت
جہان بیمودہ و بسیار دانے + ظریفے زیرکی شیرین زبانی + اور اُس دہقان
کی ایک عورت تھی کہ رخسار اُسکے شمع شبستان حسن پرستان اور

مثل شیر بن شکر ریزی مین نقل ہے پرستان محبت پیر دہقان باوجود اس ہنرمندی کے فقر وفاقہ سے گذران کرتا تھا اور تخم توکل مزرع افوض امری الی اللہ مین بوتا تھا اور دستور روزگار غدار کا اکثر یہی ہی کہ ارباب ہنر کو فوائد دنیوی سے محروم رکھتا ہی اور بیہنران نامستعد کو اوج کامگاری سے سرفرازی دیتا ہی قطعہ گجر وان را دہہند خرمنہا ؛ برگ کاہے براستان ندہہند ؛ نگسا نرا دہند شکر و شہد ؛ ہمایان جُز استخوان ندہند ؛ باوجودیکہ دہقان ہنر زراعت کا بخوبی جانتا تھا چونکہ اسباب اسکا نہ رکھتا تھا اس واسطے بیکاری اور تنگدستی مین گذران کرتا تھا ایکدن عورت نہایت تنگدستی سے عاجز آکے طعنہ دینے لگی کہ گوشۂ کاشانہ مین بیٹھکے عمر عزیز کو کب تک اس ضیق مین بسر کریگا حرکت کہ موجب برکت ہی کیون نہین اختیار کرتا ہی اگرچہ اللہ تعالی نے رزق سب کا معین کر رکھا ہی یعنی دیوانخانۂ کرم سے برات الرزق علی اللہ کی ہر کسی کے واسطے مقرر کردی ہی لیکن طغرا الکاسب حبیب اللہ بھی اُسکے گوشہ پر لکھا گیا ہی لازم ہی کہ کسب کو سبب رزق کا سمجھے اور نزدیک میرے صلاح حال اسی مین ہی کہ طریق کسب کو کسی طرح اجرا کرکہ وہ سبب رزق کا ہو دہقان نے کہا کہ ای یار عزیز جو تونے کہا سچ ہی لیکن مین نے ایک مدت اس قریہ مین سرداری کی ہی اور اکثر دہقان اس قریے کے میرے مزدور رہے ہین درنیولا کہ اسباب زراعت کچھ باقی نرہا اب مزدوری کے سوا چارہ نہین ہی اور مزدوری اُن لوگون کی دل گوارا نہین کرتا ہی اور اگر یہی بات منظور ہی تو اس موضع سے اور طرف چلنا بہتر ہی کہ غیر وطن مین شماتت ہمسائے کی نہین ہی اور دوسرے ملک مین جو کچھ پیش آئیگا اُسے گوارا کرونگا عورت بھی فقر و فاقہ سے تنگ آئی تھی جلاوطن پر راضی ہوئی اور اُس جگہ سے نواح بغداد کی طرف مُنہ کیا ایک دن اثناء راہ مین کوفتہ ہوکے ایک درخت کے سائے مین پناہ لی اور دفع ملال کے واسطے ہر طرح کی باتین کرتی تھی دہقان نے کہا کہ ای یار گرامی محنت غربت کی ہمنے اختیار کی اور اس ولایت کا عزم کیا کہ وہان کوئی ہمین پہچانتا

نہین ہی اور لوگ اُس ولایت کے بہت جابر ہین مبادا کہ افسون و افسانے سے تیرا
ارادہ کرین اور تو بھی غرورِ جوانی اور اُمید کامگاری پر مائل اُنکی ہو کے مجھسے کنارہ
کرے اور اِس پیرانہ سالی مین آتش فراق سے مجھے جلائے عیاذاً باللہ اگر یہ صورت
پیش آئی پھر امکان میری زیست کا نہین ہی **بیت** زمرگ بیم ندارم ولے ازان ترسم ٭
کہ من بمیرم و تو جان دیگران باشی ٭ عورت نے کہا کہ یہ کیا بات ہی کہ تیری زبان پر آئی
اور یہ کیا خطرہ ہی کہ تیری خاطر مین خطور کیا **بیت** کنیزی می کنم تا زندہ باشم ٭ بمیرم
ہم چنانت بندہ باشم ٭ اور اگر یہی خیال ہوتا تو مسافرت اختیار نہ کرتی اور داغ
جدائی وطن اپنے دل کو نہ دیتی جو عہد کہ روزِ اول تجھ سے کیا ہی اُمیدوار خدا سے ہون کہ
زندگی بھر اُسپر ثابت رہون اور اگر اسمین شک ہی تو از سرِ نو تجھ سے پھر عہد کرتی ہون
بیت تا زیست پھر تجھ سے یہی عہدِ وفا ہی جدا ٭ خاک میری بھی نہوگی ترے قدمون سے
جدا ٭ دہقان اس بیت سے خوش ہو کے بخاطرِ جمع تمام سر اُسکے زانو پر رکھ کے سو رہا
مقارن اس حال کے ایک شخص پیدا ہوا مرکب تازی پر سوار اور لباس شاہانہ در بر
با ہزار کر و فر عورت نے نگاہ کی ایک جوان کو دیکھا کہ از سر تا پا شعلۂ نور ہی گویا یہ شعر مؤلف کا
اُسکے حسبِ حال ہی **بیت** چھٹ گئی ہاتھ سے عنانِ شکیب ٭ جب سے اُس شہسوار کو دیکھا ٭
غرضکہ اِن دونون کی آنکھین دوچار ہوتے ہی ایکدوسرے کا فریفتہ ہوا اور وہ جوان
اُس دیار کے بادشاہ کا بیٹا تھا کہ بارادۂ شکار سوار ہوا تھا اور ملازمون سے دور پڑ گیا
تھا جبکہ اُسکی آنکھ اُس آہوے صید افگن شہر آشوب پر پڑی اُسکا تیرِ نگاہ دلدوز
شاہزادے کے سینے پر ایسا بیٹھا کہ یا تو ارادہ شکار کا رکھتا تھا یا خود شکار ہو گیا کہا کہ
ای رشک پری وای قبلۂ بتان آذری تو کون ہی اور کیونکر یہان آئی ہی عورت نے آہ سرد
دلِ پُر درد سے کھینچی اور کہا ای دولتِ بیدار حالِ بختِ خفتہ اور قصۂ دیدۂ بیخواب میرا
طولانی ہی **بیت** سرے دارم کہ سامان نیست او را ٭ بدل دردے کہ درمان نیست او را

ایجان عالم مونس روزگار میرا یہ پیر کہن سال ہی اور دل بیقرار میرا مسکن اندوہ وملال
اور بنیاد دوانست کی یہ ہی کہ دیکھی تونے اور سرانجام کار یہ ہی کہ مشاہدہ کیا تونے اب تک سختی
مین بسر کی ہی اور زندگانی سے کچھ لذت نہین پائی ہی جوان نے کہا کہ اے مراد دل غمزدگان
وائے انیس دل گم گشتگان حیف ہی کہ تجھ سا محبوب اسیر دام کرب و بلاے محنت وغربت ہو
اور یہ بات روا نہین ہی کہ تو اس حسن وجمال پر مصاحبت پیر فرتوت کی اختیار کرے اور
ایسے حسن وسیرت پر فقر وفاقہ سے گذران کرے جلد آ کہ مین تجھے تخت عزت پر بٹھاؤن اور
ملکہ عالم بناؤن جبکہ عورت نے خوشخبری شاہزادے کے وصال کی سُنی عہد تازہ جو دہقان
سے باندھا تھا بھول گئی اور پیمانہ عہد وپیمان کا سنگ بے وفائی سے توڑا جب کہ جوان نے
اُس عورت کو اپنا مائل دیکھا کہا کہ اے جان جہان جلد میرے پاس آ کہ تجھے سوار کرکے لیچلون
اور جب تک کہ دہقان اُٹھے دور تک پہونچون عورت نے سر دہقان کا زانو سے اُتار کے
خاک پر رکھا اور جست کرکے جوان کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوئی کہ اس عرصے مین آنکھ
دہقان کی کھلی دیکھا کہ ایک جوان کے پیچھے گھوڑے پر چڑھکے روانہ ہوئی کہا کہ اے بیوفا
یہ کیا بدعہدی ہی کہ تو عمل مین لائی عورت نے کہا کہ افسانہ بیہودہ نہ کہہ کہ خوبرویون سے
حسن عہد طلب کرنا سہیل کو ثریا کے ساتھ جمع کرنا ہی اور جفا پیشون سے اُمید وفا رکھنا
گویا کہ نہال گل آتش گلخن مین بونا ہی پیر دہقان نے کہا کہ حد انصاف سے پانون باہر
نہ رکھو اور خدا سے ڈرکہ مکافات پیمان شکنی کی اور شامت بدعہدی کی جلد ملتی ہی اور تو بہت
جلد پشیمان ہوگی عورت نے اُسکی بات پر کچھ التفات نہ کیا اور جوان سے کہا کہ اب جلدی کر
کہ صحراے فراق سے مخلصی پاکے سر منزل وصال کو پہونچون بادشاہزادے نے مرکب تیز رفتار
ہامون نورد کو پاشنہ مارا کہ پلک مارنے مین دہقان کی نظر سے غائب ہوگیا بیچارہ باوجود
مذلت غربت اور اذیت مفارقت پیچھے اُنکے روانہ ہوا اور اپنے دل مین کہا کہ عہد وپیمان
عورتون کا مطلق وفا نہین رکھتا ہی مین نے عبث اُسکی بات پر اعتماد کرکے ترک وطن

اختیار کیا اب نہ راہ جانے کی اور نہ روے بازگشت باقی رہا دیکھیے کہ انجام کار ہمراکیا کیا ہوتا ہی یہ کہتا تھا اور زار زار روتا تھا اور ہر دم خداے کریم کو بہ عظمت و جبروت[۵۱] یاد کرتا تھا اب اُنکا حال سُنا چاہیے جبکہ وہ دونون چند فرسنگ راہ طی کر گئے ایک پانی کے چشمہ پر پہونچے کہ گرد اُسکے درخت سایہ دار بشیار تھے یہ عورت اُس سبب سے کہ عادت سواری کی نہ رکھتی تھی تھک گئی اور جوان بھی کوفتہ تھا کہا کہ یہ مقام خوب ہی ایک ساعت یہان آرام کرین اُسکے بعد آگے روانہ ہون گھوڑے سے اُترکے اُسی سایے مین بیٹھے کلام باہم کرتے تھے اور جوان اُسکے حُسن با صفا اور خال و زلف حیرت افزا پر نگاہ کرتا تھا اور متحیر ہوتا تھا عورت نے کہا کہ دل چاہتا ہی کہ مین اِس چشمے مین نہا لون کہ گرد راہ سے بدن خارش کرتا ہی جوان نے اجازت دی وہ بے حیا چشم حیا کے باعث اُس جگہ سے اتنی دور گئی کہ جوان کی نگاہ سے غائب ہوگئی وہان پہونچکے چاہتی تھی کہ تدبیر غسل کرے کہ ایک شیر شرزہ پیدا ہوا اور اُس عورت کو مُنہ مین لیکے جنگل کی طرف روانہ ہوا شاہزادہ آواز شیر کی سُنکے گھوڑے پر سوار ہوا نزدیک جاکے دیکھا کہ محبوبہ شیر کے مُنہ مین ہی جوان نے اُسکی ہیبت سے سراسیمہ ہوکے اور مرکب کو تازیانہ کرکے راہ اپنی لی اُس عورت نے جو تخم بے وفائی کہ مزرع عہد و پیمان مین بویا تھا آخر اُسے کاٹا دہقان کہ اُفتان و خیزان اُنکے پیچھے آتا تھا اُس چشمے پر پہونچا دیکھا کہ اُس بیوفا کو شیر نے کھا لیا ہی اور اُسکا پس خوردہ پڑا ہی سمجھا کہ یہ وہی شومی بیوفائی کی ہی کہ اُسے پہونچی تھوڑی دیر تک بچشم عبرت[۵۲] دیکھتا رہا بعد اُسکے روانہ ہوا یہ مثل اسواسطے بیان کی ہی کہ جو کوئی کہ سررشتہ وفا کا ہاتھ سے چھوڑے گا طوق لعنت بلا مقربہ اُسکی گردن مین پڑیگا بیت بیوفائی ہر کجا رخت افگند * عاقبت آن جان را ویران کند * موش نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ نفاق اور مکر کریمون کے اخلاق اور بزرگون کی عادت سے بہت دور ہی اور منافع مودت کے اور فوائد تیری محبت کے اِسی وقت مجھکو پہونچے اور دشمنون کے ہاتھ سے تیری دوستی

[۵۱] جبروت بزرگی غلبہ [illegible]

[۵۲] عبرت پند گرفتن

کے سبب پناہ بھی ملی اُسکا عوض اب میرے اوپر واجب ہی ضرور بند تیرے کاٹونگا
مگر مجھے ایک اندیشہ ہے جب تک کہ اُسکا وغدغہ رفع نہو گا تب تک سب بند کاٹنے مین
تامل البتہ کرونگا گربہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ میری طرف سے خدشہ باقی ہی اور میرا
حال یہ ہی کہ جو عہد کہ تجھسے کیا ہی اُس مین فرق نہین کیا ہی اور نہ کرونگی مگر تجھے بھی
لازم ہی کہ وحشت قدیم کو دل سے دور کر کہ موافقت جدید نے مخالفت قدیم کو میرے
دل سے اُٹھا لیا ہی اب تو بھی بچشم انصاف دیکھ کہ فائدہ میری دوستی کا تو حاصل
کر چکا پس لازم ہی کہ تو بھی ایفاے وعدہ کر اور اپنا آئینۂ دل غبار بدعہدی سے مکدر
نہ کر کہ جو لوگ نیک سیرت ہین ایک لطف اگر کسی سے دیکھتے ہین تو عالم دوستی اور
شکر گذاری کو اوج آسمان پر پہونچاتے ہین اور تواریخ سے ثابت ہی کہ شامت بے وفائی
اور سوگند دروغ کی نبیاد جان و مال کو برباد کرتی ہی اور وبال خلاف عہدی کا اساس
زندگی کو تھوڑی ہی فرصت مین منہدم کر دیتا ہی لازم ہی کہ تو حق وفاداری فروگذاشت
نہ فرما اور جو عہد کہ کیا ہی اُسے بلا اندیشہ ادا کر موش نے کہا کہ مجھے ایک خلجان باعث
تامل ہی ورنہ جو عہد کہ تجھ سے کیا ہی اُسکی وفا مین زنہار فرق نہ کرونگا تو خاطر جمع رکھ
مین سب بند تیرے کاٹ دونگا گربہ نے کہا کہ مضمون خاطر اپنا صاف صاف بیان
فرما تا مین بھی نظر تحقیق سے اُسے دیکھون اور مایۂ خرد اور اندازۂ دانش تیرا معلوم
کرون موش نے کہا کہ مجھے اندیشہ یہ ہی کہ دوست دو طرح کے ہوتے ہین اوّل
وہ ہین کہ ساتھ صدق کامل اور صفاے باطن اور بے شائبۂ غرض کی دوستی رکھتے
ہین اور دوسرے وہ لوگ ہین کہ وقت اضطرار کے یا بطریق طمع اور غرض کے طرح
محبت کی ڈالتے ہین گروہ اوّل وہی ہر حال مین اعتماد کے لایق ہی اور اُن لوگون
سے جتنا بے غم رہے خلاف عقل نہین ہی قطعہ دوست وہ ہی دوست کے
عیبون کو سمجھے جو ہنر ہو خزف گر دوست کا جانے اُسے دل سے گہر۔ دوست

وہ ہی جو جفاے دوست کو جانے صواب + روے زشت دوست کو سمجھے بہ از شمس وقمر + اور وہ لوگ کہ حمایت دوستی سے اپنا دو نا ضرر کرتے ہین حال اُنکا ایک قرار پر نہین رہتا ہی کبھی بساط انبساط بچھاتے ہین اور کبھی خیال وملال دل مین لاتے ہین گاہے اتحاد کرتے ہین مانند شیر وشکر کے اور کبھی دشمنی کرتے ہین مثل زہر کے اور جو لوگ کہ دانا ہین وہ باگ اختیار کی ایسے لوگون کے ہاتھ مین نہین دیتے ہین اور اُنکے اجراے کار مین تا مصلحت توقف کرتے ہین اور بتدریج سمجھ سمجھ کے ہر کام سرانجام دیتے ہین اور اپنا بچاؤ بھی ہر حال مین مد نظر رکھتے ہین کہ حفاظت اپنی ذات کی واجب ہی اور جو لوگ کہ اس روش پر چلتے ہین وہی صاحب فراست اور دانشمند ہین اور مین نے جو کچھ کہا ہی تجھ سے اِسی پر میرا عمل ہی پر جو کہ تجھ سے وعدہ کیا ہی اُس مین کبھی فرق نہ کرونگا لیکن اپنی مخالفت مین بھی مبالغہ رکھتا ہون کیونکہ تیرا خوف مجھے حد سے زیادہ ہی اور مین بھی اِسی گروہ مین سے ہون کہ دفع ضرر کے واسطے صلح کی ہی اور تیری طرف سے جو ملائمت ہوئی ہی وہ بھی اپنے دفع مضرت کے واسطے ہوئی ہی اس بات مین حال میرا تیرا یکسان ہی اب مجھپر فرض ہی کہ اپنی حفاظت اور تیری خلاصی کرون نظم در استحکام کار خویش مے کوش + مکن قانون حکمت را فراموش + کسی کو کار بے بنیاد سازد + بناے عقل را برباد سازد + گربہ نے کہا کہ اَی موش تو بہت دانا ہی اور تیرا مایۂ خرد مین اس قدر نہ جانتی تھی مجھے ان باتون سے بہرہ مند کیا تو نے اور کلید تجربہ اور ہنر میرے ہاتھ مین دی تو نے اب یہ فرما کہ کونسی صورت ہی کہ بند میرے کٹین اور تو بھی سلامت رہے موش ہنسا اور یہ مصرع پڑھا مصرع ہر کجا در دلیست دانش مقرر کردہ اند + اور کہا کہ خیال مجھے یہ ہی کہ اور سب بند کاٹون مگر ایک بند کہ وہ اصل سب بندون کا ہی اپنی حفاظت جان کے واسطے باقی رکھون جس وقت کہ وہ حالت پیش آئے کہ تجھے اپنے بچانے کی

فکر پڑے اور مجھے رنج نہ پہونچا سکے اس وقت اُسکو بھی کاٹ دون کہ تجھے بند سے اور
مجھے گزند سے نجات ملے گربہ نے جانا کہ موش اپنے کام مین کامل ہی کسی کے فسانہ اور
فریب سے نہ بہکیگا آخر کار موش نے اور سب بند گربہ کے کاٹے اور جو بند کہ سب
مین استوار تھا اُسے برقرار رکھا اور باقی رات افسانے وحکایات مین بسر کی جسوقت
عنقاے سحر نے آشیانۂ مشرق سے بلند پروازی کی اور شب تیرہ دامن اُٹھاکر گوشۂ
مغرب کو بھاگی اور سفیدہ صبح کا چاروانگ عالم مین جلوہ گر ہوا صیاد دور سے
نظر آیا موش نے کہا کہ اب یہ وہی وقت ہی کہ اپنے عُہدۂ عہد کو بجا لاؤن اور جس کا کہ
ضامن ہوا ہون اُسے بکلّی ادا کرون گربہ نے جو صیاد کو دیکھا یقین ہوا کہ میرا قتل
نزدیک ہی مشوش اور مضطر تھی کہ موش نے اُس بند باقی کو بھی کاٹا گربہ ہول جان
سے موش کو چھوڑ کے پاکشان بھاگ کے درخت پر چڑھ گئی اور موش بھی ورطۂ ہلاکت سے
نجات پاکر سوراخ مین در آیا صیاد نے دام ٹوٹا اور پھندے کٹے دیکھے حیرت اُس پر
غالب ہوئی اسباب دام کا اُٹھا کے ناامیدانہ پھرا تھوڑے عرصے کے بعد موش نے سر
سوراخ سے نکال کے گربہ کو دور سے دیکھا اور ڈرا گربہ نے آواز دی اور یہ مصرع پڑھا
مصرع نادیدہ ممکن کہ دیدہ باشی مارا * کیا نہین جانتا ہی تو کہ دوست عزیز کو
ہاتھ مین لانا اپنے اور اپنے اقربا کے واسطے ذخیرۂ نفیس حاصل کرنا ہی اور تونے جو
مروت کہ میرے ساتھ کی ہی شکر اُس اشفاق کا ہزار زبان سے ادا نہین کر سکتی ہون
موش تو گربہ کی مصاحبت سے سخت کارہ تھا یہ قطعہ پڑھا قطعہ روزگاری است کہ
از غایت بیداد درو * نیست ممکن کہ کسے را سر و سامان باشد * چشم میدار کہ داریم بہ
عہدے کہ درو * گر کسے بد نکند غایت احسان باشد * اور کہا کہ اب میری خاطر
مین آتا ہی کہ یہ زمانہ خلوت کا ہی اور روزگار فراغت کا اُس کے بعد اس سے
صحبت اور رسم محبت نہ رکھون گربہ نے کہا اپنا دیدار مجھ سے دریغ نہ رکھ

اور حق دوستی ضایع نہ کر جو شخص کہ بہت محنت سے دوستی پیدا کرتا ہی اور بے موجب دائرہ محبت سے قدم باہر رکھتا ہی نتیجہ یاری سے محروم رہتا ہی اور سب دوست اُس سے ناامید ہو کر ترک محبت کرتے ہین **بیت** بدکسے دان کہ دوست کم دارد * بدتر آن کو گرفت بگذارد * اور مجھ پر تیرا احسان جان بخشی ثابت ہی اور تیری برکت شفقت سے نعمت زندگانی حاصل ہوئی ہی اور جو کچھ عہدہ محبت مین نے تجھ سے باندھا ہی اُسمین مضرت کا اندیشہ زنہار نہ کرنا ؎ توان شمیدن بوے وفاے عہد قدیم * زہر گلے کہ دمد تا قیامت از گل ما * اور جب تک کہ میری عمر باقی ہی حقوق تیرے فراموش نہ کرونگی اور عوض تیرے احسان کا جہان تک میری استطاعت مین ہی بجا لاؤن گی ہر چند گربہ نے اُس طرح کی باتین بہت سی کہین موش نے ایک بھی قبول نہ کی اور جواب دیا کہ جو عداوت عارضی ہوتی ہی تو ایک آمیختگی مین رفع ہو جاتی ہی اور جب کہ دشمنی ذاتی ہو گرچہ ظاہر مین بناے دوستی مضبوط نظر آئے اُس پر اعتماد نہ کرے کہ اُسکی مضرت بہت اور منفعت کم ہی اور مجھ مین تجھ مین نسبت جنسیت کچھ نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تو میری صحبت سے دل اُٹھا لے وہ اس قدر جو ہو چکا محض ضرورت سے تھا اب زنہار اسکی امید نہ رکھنا اور جو کوئی کہ غیر جنس سے آمیزش کریگا اُسے وہ پہونچے گا جو اُس مینڈک کو پہونچا گربہ نے پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہی حکایت کہا کہ ایک موش کنار چشمہ آب ایک درخت کے تلے رہتا تھا اور اُس چشمے مین ایک مینڈک تھا کہ کبھی کبھی کسب ہوا کو باہر آیا کرتا تھا ایک دن لب چشمہ آ کے نغمہ خوش آہنگ سے صدا کر رہا تھا اس وقت موش بھی اپنے سوراخ سے زمزمہ کر رہا تھا جب کہ نعرہ مینڈک کا سُنا متحیر ہو کر باہر آیا اور نغمات مینڈک کے سُنکے ہاتھ پر ہاتھ مارتا تھا اور خوش ہو ہو کے سر ہلاتا تھا مینڈک کو حرکات اور اطوار موش کے خوش آ گئے اس لیے طرح آشنائی کی ڈالی لاکن عقل منع کرتی تھی کہ غیر جنس سے آشنائی کرنا نہ چاہیے اور خواہش وتبع

حکایت موش اور مینڈک

طمع دوستی پر تحریص کرتی تھی آخر کار خواہش طمع غالب آئی اور باہم دوستی پیدا ہوئی کا
اکثر حکایات خوش اور روایات دلکش باہم کیا کرتے تھے موش نے ایک دن مینڈک سے
کہا کہ کسی وقت مجھے کوئی ضرورت ہوتی ہی اور اُسوقت تو پانی مین ہوا کرتا ہی اور مین
خشکی مین یہ بات کیونکر ہے کہ مین ہرچند آواز دیتا ہون تو غوغے سے مینڈکون کے
نہین سُنتا ہی لہذا کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ جب مین چشمے کے کنارے آؤن بے
اسکے کہ مین چلاؤن تو باہر چلا آئے مینڈک نے کہا سچ کہتا ہی تو مین بھی اسی خیال مین
پڑا ہون کہ میرا یار جسوقت لب آب آئے بے پکارے مین آگاہ ہو جایا کرون اور اُسے
انتظار کرنا نہ پڑے اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ مین تیرے سوراخ پر آتا ہون اور تو اور جگہ
گیا ہوتا ہی بہت انتظار کرنا پڑتا ہی بارہا مین نے چاہا کہ اس بات کو تجھ سے بیان کرون
مگر تو نے خود اپنے کشف اور صفائی باطن سے میرا مکنون ضمیر معلوم کیا اب تدبیر اس قضیے
کی تیری رائے عالی پر ہی وہ فکر ہی غور سے ایسی کرے تدبیر کوئی ✦ کہ نہ ہم دونون
مین فرقت سے ہو دلگیر کوئی ✦ موش نے کہا کہ مجھے سررشتہ ہاتھ آیا ہی بہتر یہ ہی کہ ایک رشتہ
دراز پیدا کر کے ایک سرا اُسکا تیرے پانؤن مین باندھون اور ایک اپنے پانؤن مین تاکہ
جب مین لب آب آؤن اس رشتہ کو ہلاؤن بلا تامل تو میرے پاس چلا آئے پکارنا اور
چلانا نہ پڑے اور جس وقت تو میرے سوراخ پر تشریف لائے اور اُس رشتہ کو ہلائے مجھے خبر
ہو جائے دونون نے اس بات کو پسند کیا اور عمل مین لائے اور ہمیشہ باہم اسی طرح کیا کرتے
ایک دن موش لب چشمہ آیا چاہتا تھا کہ مینڈک کو بلائے کہ ناگاہ زاغ کی نگاہ اُس پر پڑی
جست کر کے موش کو منقار مین اُٹھا لیا اور ہوا پر اُڑا وہ رشتہ کہ دونون کے پانؤن مین
بستہ تھا مینڈک بھی پانی سے کھنچا اور لٹکتا ہوا موش کے ساتھ چلا جبکہ لوگون کی نگاہ پڑی
تعجب سے کہا کہ مینڈک شکار زاغ کا نہین ہی یہ کیا تماشا ہی کہ نظر آتا ہی مینڈک نے کہا کہ اب بھی
مینڈک شکار زاغ کا نہین ہی یہ شومی موش کی مصاحبت کی ہی اگر مین غیر جنس سے

مصاحبت نکرتا تو اِس بلا مین نہ پڑتا اور حاصل اِس مثل سے یہ ہی کہ کوئی ناجنس سے دوستی
نہ کرے تا مینڈک کی طرح رشتۂ بلا مین لٹکایا نہ جائے اور مجھے داعیہ یہ ہی کہ اپنی جنس سے بھی
آمیزش نہ کرون اور غیر جنس کا تو کیا دخل ہی گربہ نے کہا کہ پہلے اُس تعلق سے مجھے اپنا فریفتہ کیا اور
جب کہ دام دوستی مین پابند ہوئی تو اب رشتۂ مواصلت قطع کرتا ہی موش نے کہا کہ مجھے جسوقت
تجھسے احتیاج تھی عاقل جسوقت کہ رنج مین پڑے اور اُسکی مخلصی دشمن کی دوستی پر موقوف ہو تو
ضرور ہی کہ اُس سے دوستی پیدا کرے اور بعد رفع حاجت کے اگر ضرر اُس سے متصور ہو تو
اُسکی صحبت سے پرہیز کرے اور یہ بات از روے عداوت اور شقاوت کے نہین ہی جیسا
کہ بچے چارپایون کے شیر کے واسطے اپنی ماؤن کے پیچھے پھرتے ہین اور جب ایام
شیرخوارگی کے نہین رہتے ہین کچھ انس بچون مین اور ماؤن مین نہین رہتا ہی کوئی
عاقل اِسکو عداوت پر حمل نہ کرے گا پس ایسے محل مین جب فائدہ منقطع ہو جائے تو
ترک ملاقات بہتر ہی دوسرے عمدہ سبب یہ ہی کہ تیری اصل تعلقت میری دشمنی پر ہوئی ہی
ایسے مقام مین اگر بضرورت دوستی کی صورت بھی پیدا ہووے تو اعتماد کے لائق نہین ہوتی
ہی جبکہ غرض درمیان سے اُٹھ گئی پھر طبیعت ہر ایک کی اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہی جیسا کہ
پانی جب تک آگ پر ہی گرم رہے گا اور جب آگ سے جدا کرینگے سرد ہو جائیگا اور یہ سب جانتے
ہین کہ کوئی دشمن موش کا گربہ سے زیادہ نہین ہی اور مین تیرے اشتیاق کا کچھ سبب
نہین پاتا ہون سوا اسکے کہ ایکدن مجھے نوش فرمائے اور دلیل ایسی نہین ہی کہ مین تیرا
فریفتہ ہون اور تیری بات کا یقین کرون گربہ نے کہا کہ تو یہ باتین از روے عداوت کرتا ہی
یا نفس الامر مین یا ہزل و مطائبہ سے کہتا ہی موش نے کہا کہ جانبازی عین جگہ بازی کی نہین
ہی یہ بات از روے تحقیق کے کہی مین نے اور اسپر یقین واثق ہی مجھے کہ سلامتی میری اسی مین ہی
کہ تجھ سے زبردست سے پرہیز کرون اور جو شخص کہ عاجز ہو اور دشمن قوی سے پرہیز نکرے
اُسے ایسا زخم پہونچتا ہی کہ کسی مرہم سے التیام نہین پاتا ہی بیت ہر آن کہتر کہ با مہتر ستیزد

نفس الامر — حقیقت و واقعی
ہزل و مطائبہ — ہنسی اور خوش طبعی

چنان افتد کہ ہرگز بہم نخیزد پ مصلحت یہی ہو کہ مین تجھ سے پرہیز کرون اور تو صیاد
سے ڈرتی رہے اور میری تیری ملاقات روحانی اور معرفت خیالی بہتر ہو نہ ظاہری اور
فقط اتنے کے لیے کہ تو نے میرے باعث اور مین نے تیرے سبب سے دشمنون سے نجات پائی عوض
اسکا فقط معرفت دنیا کی کفایت کرتی ہو اور مضمون اس بیت کا کافی ہو بیت غم نہین
ای جان اگر ظاہر مین فرقت ہو مجھے ٭ دیدۂ باطن سے نظارہ کفایت ہو مجھے ٭ اب اسیر
مختصر ہو کہ اجتماع میرا تیرا محال ہو اور نقطہ انفصال کا دائرۂ قیل وقال سے خارج ہو پس
اس کلمہ پر خاتمہ ہوا اور دونون اپنی اپنی منزلگاہ کو روانہ ہوے خردمند روشن راے کو
اس حکایت سے فائدہ یہ ہو کہ دشمن کے ساتھ حاجت کے وقت صورت صلح ضرور سمجھے
اور حصول مدعا کے بعد رعایت اور محافظت جان وتن کی واجب جانے سبحان اللہ
ایک موش کو باین عجز وضعف اتنی آفات محیط ہوئین اور دشمنان غالب نے
گھیر لیا اُن مین سے ایک دشمن کو دوست بنا کے اور اُس کے وسیلہ محبت سے سب دشمنون
سے نجات پائی اور اُسکے بعد عہدۂ وفاداری کو بھی بجا لایا اور گربہ سے اپنی حفاظت
بھی کی اگر ارباب خرد اور فراست اس تجربہ کو اپنا دستور العمل بنائین اور مہم
کے وقت ایسے اشارات کو اپنا مقتدا کار کرین تو کیونکر اُن کے کام استحکام
کو نہ پہونچین اور کس طرح سعادت اور کرامت سے محروم رہین قطعہ

ہر آن کسی کہ کند پیروی اہل خرد بآب تجربہ چون گرد فتنہ بنشاند بنائے رفعت اگر بر اساس خم نہد	بہیچ وجہ بلائے بجال او نرسد غبار نقص بروے کمال او نرسد خلل برتبہ وجاہ وجلال او نرسد

باب آٹھوان ہی احتراز کرنے مین ارباب حقد سے اور اُن کے تملق اور اخلاق پر اعتماد کرنے مین

نقطہ انفصال وہ ہی کہ دائرہ کا طرح ... ہو جاتا ہی

آٹھوان

رائے والبشلیم نے حکیم سے کہا بیت اے چو صبح آفرین سرتا بپا صدق و صفا ؞
وے چو عقل اولین پاتا بسر فضل و ہنر ؞ وہ تقریر کہ عیب سے مبرا اور وہ توجہ کہ
شک و ریب سے معرا تھی بیان فرمائی تو نے اسکے حق مین کہ دشمن جا بجا متوجہ اسکے ہوے اور
کسی طرف سے راہ گریز کی نہ باقی رہی اور انہین سے ایک سے دوستی پیدا کرکے اور راہ صلح
کی نکال کے اور مدد سے اُسکی مصالحت کے اورون کی مضرت سے بچا اور جو عہد کہ اس
دشمن سے اس حادثے مین باندھا تھا اُسے بھی وفا کیا اور اپنی ذات کو بھی اسکے ضرر
سے محفوظ رکھا اور بدولت احتیاط کے گرداب آفات سے ساحل نجات پر پہونچا
اب التماس یہ ہی کہ داستان اہل مکر و عداوت کی بیان کیجیے احتراز اور اجتناب ان سے
بہتر ہو یا انبساط اور اختلاط اور اگر ان مین سے کوئی ارادہ ملائمت اور التفات
کا کرے تو اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرے برہمن نے کہا بیت اے چو وہم اند اقتاح
آزمایش دوربین ؞ وے چو عقل از ابتداے آفرینش کاردان ؞ جس نے کہ فیض
روح القدس سے بہرہ پایا اور عقل کی مدد سے متمسک ہوا ہر آئینہ سب کام مین احتیاط
واجب جانے گا اور موضع خیر و شر اور نفع اور ضرر کو خوب پہچانے گا اور اسپر یہ بات
پوشیدہ نہ رہیگی کہ دوست آزردہ کہ جس نے عنقریب رنج پایا ہو اس سے پہلوتہی کرنا یہ
سلامتی سے نزدیک ہی اور کینہ کوشون کے مکر سے اور جو فروشان گندم نما کے غائلہ غدر سے
پرہیز کرنا باعث ہی امن و امان کا خصوصاً وہ لوگ کہ تغیر جنکے باطن کا اور تفاوت اعتقاد کا
چشم خرد سے معائنہ مین آیا ہو اور حد شر اور دغدغہ انکے دلون کا نظر بصیرت سے مشاہدہ
کیا ہو ان سے اجتناب واجب جانے مثنوی یاد رکھ جو تجھ سے ایذا پائیگا ؞ وہ ضرر اکدن
تجھے پہونچائیگا ؞ اپنے دشمن کو جلا دیگا اگر ؞ تو دھوان بنکر تجھے رلوائیگا ؞ اور جو کوئی
اہل کینہ سے علامت عداوت کی کچھ دیکھے اس کی چرب زبانی اور تلطف پر ہرگز فریفتہ
نہ ہووے اور جانب ہوشیاری اور عاقبت اندیشی کی فروگذاشت نہ کرے اگر

اس سے غفلت کرے گا تو قابو کے وقت تیر اُسکی تدبیر کا اُسکے ہدف جان پر ایسا بیٹھے گا کہ
پھر مدافعہ اُسکا امکان سے باہر ہو جائیگا **بیت** ایمنی از خصم محنتہاے بسیار آوردت
تخم غفلت ہر کہ کارد رنج و غم بار آوردت اور اس باب مین جتنی حکایتین ہین اُن مین
سے یہ حکایت کہ جو دانشمندون کے دفتر خاطر پر لکھی گئی ہے حکایت ابن مدین
بادشاہ اور قبرہ[له] جانور کی ہو کہ عربی مین قبرہ اور فارسی مین چکاوک اور
ترکی مین قرلاق کہتے ہین اور کباب اُسکا درد قولنج کے واسطے مفید ہو بادشاہ نے
پوچھا کہ یہ حکایت کیونکر ہو **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا اُسکو ابن مدین
کہتے تھے ہمت عالی اور راے روشن رکھتا تھا اور قصر رفیع المقدار اُسکی سلطنت کا
معمار سعی و شوکت سے قبۂ آسمان تک پہونچا تھا اور اُسکی بناے وسعت فضا مہندس حشمت
کی مدد سے فدد کہ فلک افلاک سے گذری تھی ایک مرغ سے کہ اُسے قبرہ کہتے ہین اُنس
تمام رکھتا تھا اور وہ مرغ حسن کامل اور نطق دلکشا اور صورت مطبوع اور ہیئت زیبا
سے خلق کیا تھا بادشاہ اُس سے باتین کیا کرتا تھا اور وہ جواب شیرین اور نطق دلکش
اور نغمہاے رنگین سے بادشاہ کو خوش کیا کرتا تھا قضارا قبرہ کے جوڑے نے
بادشاہ کے محل مین انڈے دیے اور ایک بچہ پیدا ہوا بادشاہ غایت سرور سے
اسے اپنی حرم سرا مین لایا اور ملازمین حرم سرا کو حکم دیا کہ اس بچہ کی پرورش مین کوشش
بلیغ کرین اور اُسی دن بادشاہ کے فرزند پیدا ہوا کہ انوار نجابت اُسکی پیشانی سے
تابان اور آثار سعادت اُس کے صفحۂ حال سے نمایان تھے بادشاہ اُس کے بچے کو
مبارک قدم سمجھ کے زیادہ تر عزیز رکھتا تھا بچہ قبرہ کا اور شاہزادہ ایک ہی جگہ
پرورش اور نشو و نما پاتے تھے اور ان دونون مین باہم اُلفت عظیم پیدا ہوئی
ملک زادہ رات دن اس بچہ سے کھیلا کرتا تھا اور قبرہ جنگل سے دو پھل میوے
کے ہر روز لاتا تھا کہ اُسے کوئی نہین پہچانتا تھا ایک اپنے بچے کو کھلاتا تھا اور

[له] حکایت [illegible] ابن مدین بادشاہ کی [illegible] نامند کذا فی النفائس ۱۲

ایک شاہزادے کو دیتا تھا یہ دونون کمال ذوق سے کھاتے تھے اور اُسکی منفعت سے ہردم ترقی پاتے تھے اور اس خدمت کے وسیلے سے ہر روز قدر و منزلت قبرہ کی بڑھتی جاتی تھی ایک عرصہ دراز اسی طرح گذرا اور زمانے نے بہت سے اوراق سیاہ و سفید لیل و نہار کے اُلٹے کہ ایک دن قبرہ غائب تھا اور اُسکا بچہ شاہزادہ کے ہاتھ پر بیٹھا تھا کہ اتفاقاً اُسنے جست کی اور ناخونوں کی خشونت سے شاہزادہ کا ہاتھ چھل گیا شاہزادے نے غصے مین آکر دونون پانؤن اُس کے پکڑے اور پھرا پھرا کر زمین پر مارا کہ استخوان اُس کے ریزہ ریزہ ہوگئے جبکہ قبرہ آیا اور اپنے بچے کو ہلاک پایا قریب تھا کہ اُسکا مرغ روح قفس قالب سے پرواز کرے اور اس واقعہ ہائلہ جانکاہ سے نزدیک تھا کہ ہلاک ہو جائے زیادہ تر فریاد کرتا تھا اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھتا تھا **اشعار** فلک نے مجھکو دیا داغ نوجوان افسوس ٭ مہ دو ہفتہ ہوا خاک مین نہان افسوس ٭ بھلا ہو خاک مری زیست جب نہان ہو جاے ٭ انیس جان و دل آرام و نکتہ دان افسوس ٭ ملا یا خاک مین اس رشک ماہ تابان کو ٭ زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس ٭ بعد جزع بسیار اور فزع بے شمار اپنے دل مین کہا کہ یہ آتش بلا تیری ہی افروختہ کی ہوئی ہے تجھے کیا کام تھا کہ سر دیوار بادشاہ تو نے آشیانہ کیا اگر سر خار پر کہین گھر بناتا اور کسی گوشہ مین قناعت کرتا تو مبتلا اس بلا کا نہوتا حکیمون نے کہا ہے کہ بیچارہ وہ شخص ہے کہ جو صحبت جبارون کی اختیار کرے کہ باگ اُنکے توسن قول و قرار کی نہایت سُست ہوتی ہے اور بنا اُنکے وفا کی بہت ضعیف ہمیشہ اُنکا رخسارۂ مروت آسیب جفا سے خراشیدہ رہتا ہے اور سرچشمہ جوانمردی خاک ناانصافی سے پٹا رہتا ہے اور اخلاص اور محبت کی ان کے آگے کچھ توقیر و عزت نہین ہوتی ہے مثل مشہور ہے اُنکا طرز خدمت عبث ٭ جو شجر ہے بے ثمر اُس پر مشقت ہے عبث ٭ عفو کرنا صفت محمودہ ہے جوانمردون کے

کے مذہب مین انتقام ناروا و حرام سمجھتے ہین اور اُس گروہ کی ملازمت سے
کہ جو خدمت مخلصون کی فراموش کرتے ہین اجتناب واجب تھا اور اُس گروہ
کی ملازمت سے جو رابطہ محبت بے غرض کو بُھلا ڈالتے ہین کنارہ فرض تھا **بیت**
حق صحبت جسکو ہی ملحوظ بس انسان ہی وہ ٭ جو نہ سمجھے حق صحبت بدتر از حیوان ہی
وہ ٭ اور مین نے اُس قوم سے آمیزش کی کہ اپنے بڑے گناہون کو تھوڑا جانتے
ہین اور غیر کے تھوڑے سے سہو کو بڑا گناہ سمجھتے ہین لیکن مین فرصت نہ دونگا
جب تک کہ انتقام اپنے بچّے کا اس ظالم بے رحم سے کہ اپنے ہمنشین اور مونس کو بے موجب
قتل کیا اور اپنے ہم خانہ کو بلا سبب ہلاک کیا ہی نہ لونگا یہ کہا اور جست کرکے بادشاہ
کے بیٹے کی پنجون سے آنکھین نکال لے گیا یہ خبر بادشاہ کو پہونچی زار زار رویا اور
اپنے دل مین کہا کہ کسی حیلہ سے اس مرغ کو دام فریب مین لا کے قفس بلا مین
محبوس کرون اور جو سزا کہ چاہیئے اُسے انتہا کو پہونچاؤن اسکے بعد بادشاہ دیوار
کے قریب آیا اور قبرہ سے کہا کہ ای مونس روزگار دیوار کے نیچے آ کہ تجھکو امان ہی
جو کچھ کہ ہوا سو ہوا اب صحبت میری برہم نہ کر اور نہال عیش میرا پژمردہ نہ بنا قبرہ نے
کہا کہ ای بادشاہ تیری متابعت اب ضرور نہین ہی مین نے ایک مدت مین تامل کرکے
تیری قربت اختیار کی تھی اور دل مین عہد کیا تھا کہ قبلۂ امن اور کعبہ امان سوائے
درگاہ بادشاہ کے اور نہ بناؤنگا اور مرکب اپنی ہمت کا سوائے میدان ملازمت شاہ
کے اور جگہ نہ دوڑاؤنگا گمان یہ تھا کہ تیرے سایہ عنایت مین مانند کبوتران حرم کے
مرفہ الحال اور فارغ البال رہونگا اب کہ خون میرے بچے کا حریم حرم
بادشاہی مین بز قربانی کے مانند حلال رکھا گیا ہی کیونکہ مجھے آرزو اس گھر کے طواف
کی باقی رہے اگر مین جانتا کہ جان شیرین کا عوض ہی تو لبیک زنان احرام
باندھتا لیکن **بیت** مرغی کہ رمیدہ گردد از دام ٭ من بعد بدانہ کے شود رام

اور مرد زیرک ایک بات کو دو بار نہین آزماتا ہی اور زخم وندان مار دو دفعہ ایک سوراخ مین نہین کھاتا ہی **بیت** آزمودہ کو مقرر آزمانا قہر ہی چنین غذا سے ہو ضرر پھر اُسکا کھانا زہر ہی **ایضاً** جانور اکبار چھٹکر دام مین آتا نہین پھر فریب دانۂ صیاد وہ کھاتا نہین **بیت** نشنودی این مثل را کارباب عقل گفتند

من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ اور بھی ضمیر منیر بادشاہ پہ از روے اخبار حکما روشن ہوگا کہ گنہگار کو نڈر نہ رہنا چاہیئے اور جو کوئی غفلت کرے گا عذاب الیم مین مبتلا ہوگا اور اگر اتفاقاً وہ بدذات خود بچ رہے گا تو اُسکی اولاد تلخی چکھے گی کیونکہ طبیعت عالم اسی طرح خلق ہوئی ہی جب کہ بادشاہ کے بیٹے نے میرے بچے سے دغا کی اور مین نے بے اختیاری قلق مین اُسے الم پہونچایا اب مطمئن ہونا عقل دُور بین سے دُور ہی اور یہ ممکن نہین ہی کہ کوئی شخص ساغ ستمگاری سے جرعہ نوش کرے اور خمار بلا مین گرفتار نہو مگر بادشاہ نے حکایت دانا دل اور چورون کی نہین سُنی ہی اور چورون کو مکافات کا ملنا سمع شریف مین نہین پہونچا ہی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہی **حکایت** کہا کہتے ہین کہ شہر رقہ مین ایک درویش تھا اخلاق پسندیدہ اور آداب ستودہ سے آراستہ اور اقوال اور افعال اُسکے مکارم اوصاف سے پیراستہ تھے اور عمائد شہر سب اُسکے بہت معتقد تھے ایک دن وہ متوجہ بیت اللہ کی زیارت کا ہوکر سفر کو بے رفیق وہمراہ چلدیا ناگاہ راہ مین ایک گروہ قزاقون کا اُسے ملا گمان اُنکو تھا کہ یہ بہت مالدار ہی ارادہ قتل کا کیا دانا دل نے کہا کہ میرے پاس مال دُنیا سوائے توشۂ حج اور نہین ہی اگر غرض تمھاری وہ مال ہی تو لیجاؤ اور مجھے چھوڑ دو مین بطریق توکل چلا جاؤنگا اُن بے رحمون نے اُسکی بات پر التفات نہ کیا اور تلوار کھینچی بیچارہ متحیر ہر طرف دیکھتا تھا اور مددگار ڈھونڈھتا تھا اس میدان دہشت ناک اور صحراے سہمگین مین کوئی متنفس نظر نہ آیا اوپر دیکھا کہ

(حاشیہ:) ۸۵ یہ مضمون مطابق اس حدیث کے ہی کہ لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین ۸۶ جس نے آزمایا آزمائے ہوئے کو عقل اسکو ندامت لاحق ہوئی ۸۷ انقراض یعنی بادشاہ حکایت درویش قزاقون دانا دل

ایک جوق کلنگون کا اُڑرہا ہی دانادل نے آواز دی کہ ای کلنگو مین اس بیابان
مین ان ستمگارون کے ہاتھ پڑا ہون اور سواے حضرت عالم الخفیات کے کوئی میرے
حال سے آگاہ نہین ہی تم انتقام میرے خون کا اس جماعت نا خداترس سے اگر ہوسکے
تو لینا قزاق ہنسے اور کہا کہ کیا نام ہی تیرا اُس نے کہا کہ مجھے دانادل کہتے ہین قزاقون
نے کہا کہ تیرا اول دانائی سے بے خبر بلکہ تو سخت بے عقل ہی اور جو کہ بے عقل ہوا اُسکے
مارنے مین کچھ وبال نہین ہی یہ کہکر اُسے قتل کیا اور مال سب لے گئے جب کہ یہ خبر
اہل شہر کو پہونچی تاسف کیا اور سب اس فکر مین رہے کہ کُشندے کسی طرح معلوم
ہون بعد ایک مدت کے اکثر اہل شہر عید کے دن عیدگاہ مین حاضر تھے اور قاتل
دانادل کے بھی اُس مجمع مین بیٹھے تھے کہ ایک فوج کلنگون کی ہوا پر پیدا ہوئی اور
کلنگین قزاقون کے سر پر اُڑنے لگین اور اتنا شور کرتی تھین کہ لوگ آواز ایک دوسرے
کی نہ سُنتے تھے ایک قزاق نے ہنسکے اپنے یار سے کہا کہ کلنگین وہی نہون کہ دانادل کے
قتل کے وقت حاضر تھین اتفاقاً ایک شخص کہ جو اُنکے نزدیک بیٹھا تھا اُس نے یہ بات سُنی
اور اُسنے دوسرے سے کہا آخر شدہ شدہ حاکم تک خبر پہونچی اُنکو گرفتار کیا اور تھوڑے
سے مطالبہ مین اُنھون نے اقرار کیا فوراً قصاص لیا گیا اور مکافات ناحق پائی قطعہ

که گرد در همه عالم کمان ظلم بزه	که تیر لعنت جاوید را نشانه نشد
که در زمانه بی اعتبار طرح ستم	خیال بست که خود عبرت زمانه نشد

اور یہ مثل اس واسطے لایا ہون تا بادشاہ معلوم کرے کہ میری جرأت شاہزادے پر بسبب تقاضائے
مکافات تھی ورنہ مجھ مرغ شکستہ بال کو یہ قوت کہان تھی جو یہ صورت وقوع مین آئی اب حکم
حاکم خرد کا یہ ہی کہ تیرے فرمانے پر نہ چلون اور تیرے فریب اور خدع پر اعتماد کرکے کنو مین
مین نہ گرون بلکہ واجب ہی کہ مین تیری صحبت سے حذر کرون بادشاہ نے کہا جو کچھ کہ تو نے کہا
عین حکمت اور سراپا صدق ہی لیکن گناہ ابتدا کرنیوالے پر ہوتا ہی نہ قصاص کرنیوالے پر بلکہ یہ

گناه میرے بیٹے کا تھا کہ بے گناه تیرے بچے کو قتل کیا اور تو نے جو کیا وه حکم خدا کے موافق
کیا بلکہ احسان کیا تو نے کہ تیرا بچہ قتل ہوا اور تو نے فقط اُسکی آنکھون پر گزند پہونچایا
اس صورت مین نہ تجھ پر کراہیت متوجہ ہوئی ہی اور نہ مجھے آزار رسانی لازم ہی اور تو میری
بات پر اعتماد کر اور اراده جدا ہونے کا نہ کر اور مین اپنے نزدیک عوض سے عفو کو بہتر
جانتا ہون کہ ہنر جوانمردون کا یہی ہی لہذا مین ہرگز دست رو پیشانی ہنر پر نہ مارونگا
اور روے قبول عیب کی جانب نہ لاؤن گا بلکہ مدعا میرا یہ ہی کہ مکافات بدی
کی تسلی کرون اور مجھے اگر کوئی ضرر پہونچا ہے تو اُسکو مین نفع پہونچاؤن رباعی

ما عادت خود بہانہ جوئی نکنیم	جز نیکی و خیر و نیکخوئی نکنیم
آنہا کہ بجاے ما بدیہا کردند	گر دست دہد بجز نکوئی نکنیم

قبره نے کہا کہ تیرے نزدیک میرا پھر آنا ممکن نہین ہی کہ خردمند مصاحبت و خشمناک سے پہلو تہی
کرتے آئے ہین اور دفتر قواعد با فوائد مین بزرگون نے لکھا ہی کہ مردم دانا آزرده خاطر کی جتنی کوئی
دلجوئی کرے اُتنی ہی اُنکی بدگمانی اور نفرت زیاده ہوتی جاتی ہی اور ہرگز اُس سے غفلت نہین کرتے ہین نظم

عزیز من چو آزردی کسے را	فراغت کم کن تا مے توانی
کہ ہر چند از تو خدمت بیش بیند	مر او را بیش گردد بدگمانی

بادشاه نے کہا کہ اے قبره تجھے مین بجاے فرزندون اور عزیزون کے جانتا ہون بلکہ عزیز و اقربا
سے اُتنی اُلفت نہین ہی جو تجھ سے ہی پھر کوئی اپنے عزیزون اور مخلصون سے بدی کرتا ہی قبره نے
کہا کہ حکما نے حال اقربا کا بتفصیل بیان کیا ہی کہ مان اور باپ دوستون کے مانند ہین اور بھائی
رفیقون کے مانند ہین ماموں و چچا اُستادون کے مرتبے مین ہین اور عورت مقام مین ہمصحبتون کے ہی
اور لڑکیان دشمنون کے مانند ہین اور خویش و اقربا بیگانون کے مرتبے مین ہین مگر بیٹا بقاے ذکر
کے واسطے ہی اور اپنی ذات کے مانند حساب کیا جاتا ہی اور عزت و حرمت مین بیٹے کا کوئی شریک
نہین ہی اور مین ہرگز بیٹے کے برابر تجھے عزیز نہ ہونگا اور بر تقدیر اگر تو مجھے فرزند کے برابر جانے

لیکن جب کہ بلا نازل ہوگی اور ہجوم آفت ہوگا اُسوقت کیا تو مجھے چھوڑ دے گا اور
ہر چند کوئی دوست کہتا ہو کہ مین جان تجھ پر فدا کرونگا لیکن جب کہ فتنہ حادثہ ہوتا ہو
اور کام اُس حد کو پہونچتا ہو کہ جان جانے کی جگہ آتی ہو تو بے شبہ اپنی جان کو مضیق بلا
سے عرصۂ سلامت کی طرف کھینچتا ہو اور جان ہرگز نثار نہین کرتا ہو شاید کہ بادشاہ نے
حکایت اُس بڑھیا اور مہستی کی نہین سُنی ہو بادشاہ نے کہا کہ کس طرح پر ہو **حکایت**
کہاکہتے ہین کہ کوئی عورت کہن سال فرسودہ حال ایک بیٹی رکھتی تھی مہستی نام کہ ماہ تمام اسکے
رخسارۂ درخشان پر رشک کرتا تھا اور آفتاب جہان افروز اُسکے عکس عارض سے خجل ہوتا تھا
بیت شیرین سخنی کہ ہوش مے برد ÷ رونق زشکر فروش می برد ÷ ناگاہ چشم زخم روزگار
سے بیمار ہوئی اور سر بالین رنجوری پر رکھا اُسکے گلشن جمال نے گل ارغوان کی جا شاخ
زعفران پیدا کی اور سمن تازہ تاب حرارت سے بے آب اور سنبل پرشکن تپ محرق سے
تاب مین ہوا پیرزن اُسکے گرد پھرتی تھی اور زار زار ابر بہار کے مانند روتی تھی اور کہتی
تھی کہ ای جان مادر مین نیمجان اپنی جان تجھ پر قربان کرتی ہون اور تو سلامت رہے
اور ہر سحرگاہ نالہ و آہ سے کہتی تھی کہ ای خدا تو اس جوان جہان نادیدہ کو صحت دے اور
اس پیر فرتوت کو کہ اپنی عمر سے بیزار ہو اُسپر تصدق کر دے اور یہ ابیات پڑھتی تھی **ابیات**
از عمر من آنچہ ہست برجاے ÷ بستان و بعمر او بیفزاے ÷ گرچہ شدہ ام چو موے از غم ÷
یک موے مباد از سرش کم ÷ القصہ جو کچھ کہ مہر مادری کے لائق تھا وہ پیرزن کہتی اور اپنی
عمر ہر روز اُسکو بخشتی تھی اتفاقاً ایک مادہ گاو رات کو چھوٹ کے مطبخ مین آئی اور کھانے
کی بو سے دیگ مین مُنہ ڈالا اُسکے بعد چاہا کہ سر نکالے سینگ اُسکے دیگ مین اُلٹ گئے
مادہ گاو دیگ کو سر پر لیکے باورچیخانہ سے باہر آئی اور گھر مین ادھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھی
اور اس بڑھیا کو یہ قصہ معلوم نہ تھا آنکھ جو اِسکی کھلی گاو کو اس شکل و شمائل سے دیکھا متحیر
ہوئی کہ ایسی چیز کبھی نہ دیکھی تھی اس سیاہی شب مین یقین ہوا کہ یہی ملک الموت ہی جو بیٹی

ہر روز اپنی موت مانگتی تھی شاید وہ دعا قبول ہوئی اس سبب سے یہ آیا ہی تا مہستی کے
بجائے میری جان قبض کرے بڑھیا نے کہا جیسا ملا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین مثنوی

ملک الموت من نہ مہستی ام	من یکے پیر زال محنتی ام
گر تو خواہی کہ جانش بستانی	اندرون خانہ ہست نادانی
گر ترا مہستی ست اندر کار	اینک اور ابسبر مرا بگذار
بے بلا نازنین شمرد اورا	چون بلا دید در سپرد اورا
تا بدانی کہ نیست در خطرے	ہیچکس را ز خود عزیز ترے

اے بادشاہ آج مین خلائق سے مجرد ہون اور علائق سے پاک اور مین نے تجھ سے اتنا
فیض پایا ہی کہ میری جان گرانبار ہو اب زیادہ اس سے بوجھ اُٹھانے کی طاقت نہین ہی
اے شہریار انصاف کر کہ کون ایسا جانور ہی کہ اُسسے یہ طاقت ہو کہ اُسکا جگر گوشہ آتش بیداد
پر کباب کیا جائے اور میوہ دل باد ظلم سے تاراج کیا جائے اور اُسکی آنکھون کی روشنائی
ظلمت فنا سے سیاہ کی جائے اور اُسکی راحت جان آگے سے اُٹھ جائے یعنی جگر گوشہ اُسکا بے سبب
قتل کیا جائے کیونکر اُسکو صبر اور اعتماد آئے اور دریائے تاسف موج مار کے کشتی صبر کو گرداب
اضطراب مین کیونکر نہ ڈبائے اور شعلہ آتش اُسکی متاع شکیبائی کو کس طرح نہ جلائے بادشاہ نے کہا
کہ یہ بات جو تجھ سے وقوع مین آئی اگر ابتدا تجھ سے ہوتی تو البتہ یہ ہیرا و خوف تجھے لازم تھا
تو نے تو برسبیل قصاص کام کیا بلکہ جو کام کہ میرے فرزند نے کیا اتنا تو نے نہین کیا کہ تیری آنکھ سے تیرا بچہ بالکل
معدوم ہو گیا اور تو نے فقط آنکھین اُسکی نکالی ہین بھلا مین اسے دیکھون گا تو اُسکی باتین
تو سنون گا یہ تیرا احسان ہی جیسا کہ چاہیے ویسا تو نے قصاص نہین لیا اب اس صورت مین
تجھے اندیشہ کیا ہی اور کیون مجھسے مفارقت کرتا ہی کہ تو اُس فرزند ناخلف کے پیدا ہونے سے پہلے
میرا انیس تھا اب ایسا نکر کہ باقی عمر مین غمگین رہون اور ملال و کلال مین بسر کر دون اور یہ
تیری مثل اس مطرب کے مثل ہی قبرہ نے پوچھا کہ یہ کس طرح پر ہی حکایت کہا کہ ایک بادشاہ

حکایت مطرب و غلام و بادشاہ

تھا کہ ایک مطرب شیرین نوا اور خوش گلو اور دلفریب اُسکا ملازم تھا کہ اُس سے خوشگوار تر
بیان اور الحان مین فلک ارغنوان سازنے دوسرا شخص پردۂ زمین پر نہ دیکھا تھا بادشاہ
اُسکے نغمۂ دلاویز سے خوش ہوتا تھا اور اُس مطرب کا ایک غلام کہ نہایت زکی تھا اور یہ
اُسکو سازندگی اور تعلیم مشفقانہ دیا کرتا تھا تھوڑے سے عرصے مین غلام اُستاد سے زیادہ
ہوگیا جبکہ بادشاہ کو حال اُس غلام کا یہ معلوم ہوا بلا کے بجانا اُسکا سُنا اور نہایت التفات
کیا تا بجدے کہ ندیم بادشاہ کا ہوا اور بادشاہ ہمیشہ اُسکے نغمات مسیحا دم سُنا کرتا تھا اور
محظوظ ہوتا تھا اور ہر روز قدر افزائی اُسکی اقران سے زیادہ کرتا جاتا تھا اس سبب سے
مطرب کے دل مین رگ حسرت حرکت کرنے لگی آخر غلبۂ خباثت سے غلام کو مار ڈالا یہ خبر بادشاہ
کو پہونچی حکم کیا کہ مطرب کو حاضر کرین جبکہ مطرب حاضر ہوا بادشاہ نے عتاب کیا کہ نہ جانتا تھا تو
کہ مین نشاط دوست ہون اور میری نشاط دو قسم پر تھی ایک نوازندگی تیری جلوت مین
اور دوسرے سازندگی غلام کی خلوت مین یہ دونون میری باعث سرور تھین کیا سمجھ کے
بیگناہ کا خون کیا اور آدھی نشاط میری باطل کردی سچ بتا کہ کس طرح تونے غلام کو مارا کہ
اب وہی شربت اجل جو تونے غلام کو پلایا ہی تجھے بھی پلاؤن کہ باعث عبرت ہوتا پھر ایسی
حرکت کا کوئی ارادہ نہ کرے مطرب نے بادشاہ کے قول کو دلیل پکڑ کے عرض کیا کہ اے شہریار واقعی
مین نے بد کیا کہ آدھی نشاط بادشاہ کی باطل کی اب شہریار مجھے مار کے تمام نشاط اپنی کیون
باطل کرتا ہی بادشاہ کو یہ بات خوش آئی اور اُس کے قتل سے درگذرا اے قبرہ غرض اس مثل سے
یہ ہی کہ نشاط میری دو طرح پر ہی ایک دیدار فرزند ارجمند کا دوسرے کلمہ و کلام تجھ سے
سعادت مند کا سو نصف تو ہاتھ سے جا چکی اب دوسرے نصف کو کیون کھوتا ہی اور میری
جمعیت خاطر کو کیون تو پریشان کرتا ہی **بیت** خود مکن ہمگا نگی بارے جوسے دانی کہ چرخ نہ
آشنایان را چو یکدیگر جدائی مید ہد ؛ قبرہ نے کہا کہ کینہ زادیہ سینہ مین ایسا چھپا رہتا ہی کہ
کسی کو اسپر اطلاع نہین ہوتی ہی پس جو کچھ کہ زبان کہے اعتماد اُس پر نہ چاہیے کسو اسطے کہ

زبان اس بات مین کہ جو مضمون دل مین بے علمی کے سبب سے چھپا ہو اُسے سچ ادا نہین کر سکتی ہو اور ایک آنکھ ہو کہ نہانخانۂ دل مین پوشیدہ رہتی ہو اِس لئے دل ایک کا دوسرے کے راز دل کو خوب دیکھتا ہو بحکم اس کے کہ القلب تشاہد یعنی دل لوگون کے مقالات راز مین باہم گواہ ہوتے ہین اور زبانین اُس سے محرم نہین ہوتی ہین اور یہ بیت اسپر گواہ ہی **بیت** سچ مثل ہو دل سے دل کو راہ ہو ÷ راز دل سے کب زبان آگاہ ہو ÷ زبان جو کچھ کہ کہے وہ اکثر اہل زمانہ کے موافق نہین ہوتا ہو اور دل مین جو ہو زبان اُسکے بیان کرنے مین صادق نہین ہوتی ہو کیونکہ وہ لوگ کمتر ہین کہ زبان و دل جنکا یکسان ہوا ے بادشاہ مین تیری صولت صعوبت خوب جانتا ہون اور تیری نہیب سیاست سے بہت ماہر ہون اور مین پہلے بھی تیرے اطوار جباری سے غافل نہ تھا اور اب تو کسی وقت اور کسی طرح تیری ہیبت سے نڈر نہ رہونگا اور تیری سطوت کا خوف مجھے ایک دم آرام نہ لینے دیگا اور سُن اے بادشاہ مین اُن لوگون مین نہین ہون کہ طبیب نے اُس سے کہا کہ درد شکم سے پہلے تیری آنکھ کی دوا مناسب ہو بادشاہ نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** قبرہ نے کہا کہ ایک شخص درد شکم سے بیقرار تھا طبیب کے پاس گیا اور زمین پر لوٹنے لگا اور صعوبت الم سے زار زار روتا تھا اور یہ مصرعہ پڑھتا تھا مصرعہ اے طبیب آخر علاجے کن کہ جان از دست رفت ÷ طبیب نے قانون حکمت کے موافق علامات مرض کے نبض اور قارورے سے دریافت کر کے پوچھا کہ تو نے کیا کھایا تھا مرد سادہ دل نے کہا کہ ایک ٹکڑا جلی روٹی کا کہ کوئلے کے مانند تھی تنور شکم شب کو اُس سے پُر کیا تھا طبیب نے اپنے ملازم سے کہا کہ وہ دوا جس سے روشنی چشم کی بڑھتی ہوے آتا اِسکی آنکھون مین لگاؤن اُس نے کہا کہ یہ وقت ہزل و بازی کا نہین ہو بلکہ اجل و جانگدازی کا ہو اے طبیب ہنسی نہ کر مین درد شکم سے روتا ہون اور تو سرمہ میری آنکھ مین دیتا ہو آنکھ کی دوا سے اور درد شکم سے کیا مناسبت طبیب نے کہا کہ مین نے دانستہ کہا ہو کہ آنکھین تیری روشن ہوجائین

تا سپید و سیاہ مین تمیز کرے اور دوسری بار نان سوختہ کہ خوراک انسان نہین ہی نہ
کھائے اس لیے تیری آنکھ کا علاج شکم سے مفید تر ہی غرض میری اس مثل سے یہ ہی کہ
بادشاہ جانے کہ مین اُن لوگون مین نہین ہون کہ سوختہ اور ساختہ کو نہ پہچانون اور
خام و پخت اور سیاہ و سفید مین فرق نہ کرون **بیت** الحمد اللہ کہ در دانش چنانم ✦
کہ خیر از شر جدا کردن توانم ✦ بادشاہ نے کہا کہ اس طرح کا ماجرا کہ مجھ مین اور تجھ مین
واقع ہوا آگے بھی ایسے بہت ہوے ہین لیکن جو لوگ کہ نور عقل سے آراستہ ہین وہ نائرہ غضب
کو آب حلم سے بجھاتے ہین اور عفو کو انتقام سے بہتر جانتے ہین جلاب اگرچہ بدذائقہ ہوتا ہی
اور تلخی سمیت رکھتا ہی لیکن اُسکا فائدہ تریاق سے زیادہ ہی قبرہ نے کہا کہ اکثر دیکھا ہی کہ
کسی نے آسانی کو اختیار کیا ہی اور دشوار ہوا ہی اور یہ کام بہت دشوار ہی کیونکر آسان
ہوگا اور عاقل کو امر مشکل مین تہاون نہ چاہیئے اور مین نے اپنی عمر شطرنج بازی چرخ
شعبدہ انگیز کے نظارہ مین بسر کی اور اوقات اپنی عجائب روزگار کے تماشے مین گذرانی
ہی مجکو نشیب و فراز عالم کے تجربے بہت حاصل ہوے ہین اور کسب کیاست اور سرمایہ فہم و فراست
سے فائدے کثیر حاصل ہوے ہین حقیقت خوب جانتا ہون کہ گروہ مکارون کا نخوست اور
سطوت اور تقاضاے جباری سے حرف وفاداری کا اپنی لوح سینہ سے محو کر ڈالتے ہین
اب یہی بہتر ہی کہ مین خواب خرگوش سے بیدار ہو کے پلنگ کی نزدیکی سے آہوے ہراسان
کے مانند راہ بیابان کی لون کہ خصم ضعیف کو دشمن قوی سے دوری واجب ہی جیسا کہ اُس
بادشاہ نے اپنے دشمن کے واسطے اس بات مین مثل بیان کی ہی بادشاہ نے پوچھا یہ کیونکر تھا

حکایت کہا کہتے ہین کہ دیار ترکستان مین ایک بادشاہ تھا بہ جمیع صفات شریف موصوف
ایک نے ارکان دولت شاہی سے روگردان ہو کر اور ارادہ کور نمکی کا کر کے ایک دشمن
کو آمادہ کر کے بادشاہ کی مخاصمت پر مستعد کیا جب کہ بادشاہ نے جانا کہ اُس نے
روے اطاعت قبلۂ انقیاد سے پھیرا اور دوسوسۂ عصیان اور دغدغۂ طغیان نے اسکی بنیاد

حکایت بادشاہ ترکستان

اعتقاد مین راہ پائی اور سودائے سرداری اور خیال محال سروری اپنے دماغ مین پکاتا ہی اور دل پُر کینہ اُسکا کدورتہائے دیرینہ سے تمنائے کامگاری اور برتری مین ہوس بلند پروازی کی رکھتا ہی بتقاضائے منصب سروری ایک نامہ کہ مشتمل تھا مواعظ ملوکانہ پر کمال نشیب و فراز کے ساتھ اُسکے پاس بھیجا اُس مغرور نے کہ نخوت دماغ رکھتا تھا اور ہر سردار فوج بادشاہی کو اپنے تصور مین ورغلانے کے سبب اپنا مطیع جانتا تھا اس پر التفات نہ کیا جبکہ بادشاہ نے دیکھا کہ نوشدارو ئے ملائمت سے مزاج کثیف کی کہ اعتدال حقیقی سے منحرف ہوا ہی اصلاح نہ ہوسکے گی اس طرح کا پیغام دیا کہ ای نادان مثال تیری اُس کے مانند ہی اگر شیشے کو سنگ پر مارے یا سنگ شیشہ پر پس دونون حال مین شیشے ہی کا نقصان ہی اب یہی بہتر ہی کہ اس ارادۂ فاسد سے باز رہ ورنہ الاخراب ہوگا اس مثال سے فائدہ یہ ہی کہ مین بھی حلم شیشے کا رکھتا ہون اور قہر سلطانی مانند سنگ پایدار شیشہ شکن ہی اب ملاقات میری تجھے سخت دشوار ہی بیت * بہ بتان آہنین دل نشوی لامقابل کہ تو آب گینہ مانی نشوی حریف سندان * اور ہرچند بادشاہ مقام ملاطفت مین ہی اور چاہتا ہی کہ سکنجبین عذر سے میرے صفراوی وحشت کو تسکین دے لیکن مذہب مین اطبائے خرد کے قبول کرنا اہل مکر کا حرام ہی اور ارباب عداوت سے انکار صلح واجب بیت ز دوستان سخندان شنیدہ ام بنیدے * کہ بر ملائمت دشمن اعتماد مکن * مناسب اسکے شعر ناسخ اُستاد کا ہی بیت کیا یہ پند و وعظ مین مصراع موزون گرم ہی * ہو جیو غافل نہ اُسپر تو جو دشمن نرم ہی * بادشاہ نے کہا کہ فقط گمان پر منقطع کرنا صحبت دوستان قدیم کا شرع مروت مین روا نہین ہی اور ایسا مظنہ کہ جس سے ہم المناک پیدا ہوا اور رفیق کو سوز فراق مین ڈالنا نہ چاہیے اور معرفت قدیم اور صحبت مستقیم کو اندک بدگمانی مین برطرف کرنا اور سر رشتۂ یاری اور پیمان دوستداری کو تھوڑے سے خدشے

مین توڑ دینا طریق اہل تحقیق سے بعید ہی کیونکہ تو میدان بیوفائی سے قدم باہر نہین رکھتا ہی اور جو پیمان محبت کا کہ مجھ سے باندھا ہی اُسے پایان کو نہین پہونچاتا ہے
بیت لمؤلفہ بجا ہی نقض عہد بجا ہی وفاے عہد ÷ انسان کیا پسند خدا ہی وفاے عہد ÷ قبرہ نے کہا کیونکہ بنیاد وفا کی قائم رہے کہ بادشاہ کی طرف سے آثار بدعہدی کے خفی بیشمار پائے جاتے ہین اور آثار نیک عہدی کے بکلی معدوم ہین اور یہ امکان نہین ہی کہ موجبات خواہش نفس کے بادشاہ فروگذاشت کرے اور اِسوقت کسی طرح سے تو مجھ پر قادر نہین ہی پس اس لیئے چاہتا ہی کہ مکر اور حیلے سے مجھے قبضۂ انتقام مین کھینچے ورنہ یہ عقل کب قبول کریگی کہ تو بیٹے کا غم بھول گیا ہی اور میری جدائی کا غم اس قدر کرتا ہی اور مین اسمین مجبور ہون کہ عقلا کی اسمین تاکید ہی کہ جو کینہ کہ بادشاہون کے دل مین متمکن ہوتا ہی اُس سے اجتناب واجب جانے کیونکہ یہ لوگ نخوت سلطنت سے باب انتقام مین متعصب ہوتے ہین اور جب قابو پاتے ہین تو زور سطوت سے کسی طرح مجال حجت اور فرصت عذر خواہی کی نہین دیتے ہین اور جو کینہ کہ انکے سینہ مین ہی وہ مانند چنگاری کے ہی کہ راکھ مین دبی رہتی ہی اگرچہ بظاہر معلوم نہین ہوتی ہی لیکن جب کہ باد قہر اُسپر لطمہ مارتی ہی تو ایسی افروختہ ہوتی ہی کہ شعلہ اُسکا ایک جہان کو جلا دیتا ہی بیت ناسخ آتش خشم سے جلجاتے ہین اکثر تر و خشک ÷ یہ وہ ہی آگ کہ ہین اسکو برابر تر و خشک ÷ بادشاہ نے کہا کہ عجب جاہل ہی کہ اس بات مین تو نے ایک طرف پکڑلی ہی اور دوسری طرف سے بالکل کنارہ کیا ہی مقدمات وحشت کو اُلفت کیساتھ کیون مبدل کرتا ہی قبرہ نے کہا کہ جب کسی شخص کی نیت مین یہ ہو کہ مراعات دوستی کے بجا لائے اور حصول منافع اور دفع مضار کو واجب جانے تو ممکن ہی کہ وہ وحشت درمیان سے اُٹھ جائے اور عوض کینے کے صفائی حاصل ہو جائے جو چیز کہ کینہ اسے زائل کرے مین اُسپر قادر نہین ہون بلکہ اُس سے عاجز ہون اگر مین خدمت مین حضور کے حاضر بھی ہون اور مصلحتاً چندے میرے

بیت ناسخ آتش خشم سے جلجاتے ہین اکثر تر و خشک کے بعد حاشیہ: ۱۲ بادشاہ کو بیٹے کا غم

۳۴

قتل مین آپ تامل بھی فرمائین مگر مین تو ہمیشہ ہراس اور خوف مین زندگانی بسر کرونگا
اور ہر وقت مرگ تازہ مشاہدہ کرتا رہونگا تو اس صورت مین مراجعت سے ہزار بار مفارقت
اولیٰ ہی بادشاہ نے کہا کہ کوئی شخص کسی کے ضرر پر بے ارادۂ خدا ے جل وعلا کے قادر
نہین ہوسکتا ہی اور جو چیز کہ وجود مین آتی ہی سواے تقدیر الٰہی کے نہین آسکتی ہی جیسا کہ
ہاتھ مخلوق کا پیدا کرنے مین قاصر ہی ویسے ہی حیات اور ممات مین بھی معذور ایسے ہی
سمجھ کہ عمل میرے بیٹے کا اور قصاص تیرے ہاتھ سے ظہور مین اسکے یہ محض قضاے ربانی اور مشیت
یزدانی تھی اور تم دونون درمیان مین محض سبب ستھے جب یہ ثابت ہوا کہ یہ سب تقدیر
یزدان سے ہوا تو تقدیر الٰہی پر سرزنش کرنا طرفین سے نہ چاہیے پس مین بھی قضاے الٰہی پر صبر
کرون اور تو بھی اُسپر راضی ہو بیت بجز رضا بقضاے خدا نمی شاید ✤ بغیر صبر بوقت بلا
نمی شاید ✤ از انچہ رفت قلم سرکش دگر نہ بیا ✤ برون ز دوازخط او گر ترا نمی شاید ✤ اور
مناسب اسکے مضمون حدیث قدسی کا ہی من لم یصبر علی بلائی ولم یرض بقضائی فلیخرج
من تحت سمائی ولیطلب ربا سوائی قبرہ نے کہا کہ یہ بات سچ ہی کہ بیچارگی بندگان کی
رفع قضاے پروردگار مین ظاہر ہی کہ خیر و شر اور نفع و ضرر موافق ارادہ خدا کے ہوتا ہی
اور جہد اور کوشش خلق دفع اور منع اُسکا اور تقدیم و تاخیر اُس مین نہین کر سکتی ہی
لیکن باوجود اِسکے سب علما کا اِسپر اتفاق ہی کہ جانب احتیاط اور تدبیر اور محافظت
نفس کی چھوڑ نہ دے تاکید کی ہی کہ اہتمام ہر چیز کا موافق تدبیر کے کرتا رہے اور تمام اُسکا
مسبب الاسباب پر تفویض کرے اور یہ نکتہ قول عقلا کا ہی کہ عقل و توکل کر جناب
مولوی قدس سرہ فرماتے ہین مصرع بر توکل زانوے اُشتر بہ بند ✤ بادشاہ نے کہا
کہ یہ باتین تیری اُسپر دلالت کرتی ہین کہ مین خواہان تیری صحبت کا ہون اور اشتیاق میرا
تیری جانب ہی مگر تیری طرف سے سواے ملال اور وحشت کے اور کچھ ظہور مین نہ آیا بیت

	تو ملول اے زیاد ہا مشتاق	دل بدل مے رود چہ حاجت این	

قبرہ نے کہا کہ اشتیاق میرا تجھکو اس لئے ہی کہ اپنے دل کو میرے قتل سے راحت دے
لیکن نفس میرا شربت اجل کی رغبت اور لباس فنا کی خواہش نہین رکھتا ہی جب تک
کہ باگ اختیار کی میرے ہاتھ مین ہی البتہ منہ مرکب حیات کا طرف موت کے عمداً نہ پھیرونگا
بلکہ احتراز اس سے مین صواب جانتا ہون میرا سر کچھ درخت کے مانند نہین ہی کہ کئی بار
بارور ہو سر سبز ہوا اور مین جو اپنے دل سے استصواب کرتا ہون تو وہ کہتا ہی کہ اگر آج
قدرت اور استطاعت ملے تو بادشاہ کے بیٹے کو بغیر ہلاکت نہ چھوڑون اسی طرح
بادشاہ بھی اپنے فرزند کی جہت سے میری ہلاکت کا خواہان ہی اور سن ای بادشاہ
مصیبت زدون کے مکنون ضمیر سے وہ شخص واقف ہوتا ہی کہ آتش غم سے دل جسکا
کباب ہوتا ہی اور مین نے شربت تلخ سے جرعہ پیا ہی کہ مدعی اوس کے مزے سے غافل ہی
اور نا پروردگان راحت کی آنکھین اس سے نابینا ہین بیت ای ترا خارے بپا نشکستہ
کے دانی کہ چیست ٭ حال شیرانے کہ شمشیر بلا بر سر خورند ٭ اور مین کہ چشم خرد سے صاف
دیکھتا ہون کہ جس وقت بادشاہ کو اپنے فرزند کی یاد آئیگی اور مین بھی اپنے نور دیدہ کو
یاد کرونگا بہت سا تفاوت باطن مین ہمدگر کے راہ پائیگا قیاس فرمائیے کہ اس سے کیا
پیدا ہوگا اور مغلوب کے واسطے ایسے موقع مین کیسا اندیشہ ہولناک درپیش آئیگا پس
ایسی مواصلت سے ہزار بار مفارقت اولے ہی بادشاہ نے کہا کہ ایسا کون شقی ہوگا
کہ دوستون کے گناہ سے درگذر نہ کرے گا اور جوانمرد باوجود قدرت کے قصورات
زیردستون کے عفو کرتے ہین اور کبھی گنہگارون کے مکافات کی طرف رجوع نہین
لاتے ہین اور اگر کسی وقت اونکے دل پر خیال انتقام کا آتا ہی تو اوس سے استغفار
کرتے ہین اور بدترین بدون کا وہ ہی کہ عذر کسی کا قبول نہ کرے اور کینہ عذر خواہ کا
دل مین رکھے اور جو کچھ کہ مین نے کہا میرا دل اوس مین صاف ہی اور صورت خشم اور حدت
کی اور خیال غضب و انتقام کا اپنے خاطر مین اصلا نہین پاتا ہون اور تو خوب جانتا ہی

کہ مین جانب عفو کو عقوبت پر ترجیح دیتا رہون گا اور یہ بات میرے دل مین نقش ہی کہ ہرچند
گناہ بزرگ ہو صفت عفو کی اُس سے بزرگ تر ہی **بیت** گر عظیم است از فرو دستان
گناہ ٭ از بزرگان عفو کردن اعظم است ٭ قبرہ نے کہا ارشاد بادشاہ کا درست ہی مگر
مین گنہگار زبردست ہون اور مجرم کو ہمیشہ خوفناک رہنا لازم ہی اور یہ مثل اسکے مانند
ہی کہ جس کے پاؤن مین زخم ہون اور بقوت طبع بیباکی کر کے شب تیرہ سنگستان مین
دوا دوش کرے تو اُسکا زخم مقرر ترقی کرے گا بلکہ پاؤن بیکار ہو جائین گے اور آخر
کو خاک نرم پر بھی چلنا دشوار ہو جائے گا اب نزدیکی میری بادشاہ کی خدمت مین
بھی یہی حال رکھتی ہی اور طریق شرع اور قانون ملت مین اجتناب میرا آپ کی خدمت
سے فرض عین ہی اور کیونکر حکم الٰہی کے خلاف کرون کہ وہ فرماتا ہی لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ
یعنی نہ ڈالو ہاتھ اپنے تم طرف ہلاکت کے اور حکمانے بھی کہا ہی کہ تین شخص دانش حکمت سے
دور ہین اور راہ دانش سے کنارے اوّل وہ شخص کہ اپنی قوت ذات پر اعتماد کر کے
اپنے اندازۂ طاقت کو حد سے زیادہ جانے ضرور ایسا شخص آپ کو تہلکے مین ڈالتا ہی دوسرے
وہ شخص کہ اندازۂ خورد و نوش کا نہین پہچانتا ہی اور اتنا کھاتا ہی کہ معدہ اُسکا ہضم
سے عاجز آتا ہی پس یہ شخص بے شبہہ دشمن اپنی جان کا ہی اور تیسرے وہ شخص کہ گفتار اور
فریب دشمن سے غافل رہے بے شبہہ انجام اُسکا ندامت اور پریشانی کو پہونچے گا بادشاہ
نے کہا اے قبرہ ہرچند مین دروازہ ملاطفت سے پیش آتا ہون اور راہ صواب نصیحتہاے
دوستانہ سے دریغ نہین کرتا ہون مگر اسی طرح تو دامن قبول کو استماع مواعظ سے
دور کھینچتا ہی اور جو شخص کہ نصیحت کسی کی قبول نہ کرے اُس کو نصیحت کرنا بے فائدہ ہی
جیسا کہ اُس زاہد نے گرگ کو نصیحت بے فائدہ کی تھی قبرہ نے پوچھا یہ ماجرا کیونکر ہی
حکایت بادشاہ نے کہا کہ ایک مرد زاہد نیک سیرت کہ اپنی اوقات شریف سواے
وظائف اور پند خلق خدا کے کام مین صرف نہ کرتا تھا ایک دن صحرا مین جاتا تھا دیکھا

حکایت زاہد و مرغ و گرگ

کہ ایک گرگ بارادۂ شکار چپ و راست خیال کرتا جاتا ہی زاہد نے کہا کہ او گرگ خبردار لوگون کی گوسپند کا ارادہ نکرنا اور قصد بیچارون کا اور ستم کرنا مظلومون پر آخر عقوبت الٰہی مین گرفتار کرتا ہی مثنوی

ہر کہ آئین ظلم پیش نہاد	بند بر دست و پای خویش نہاد
چند روزے اگر سر افراز د	دہرش آخر ز پا بیندازد

ہر چند زاہد نے نصیحت مین مبالغہ کیا گرگ نے جواب دیا کہ وعظ کم کر کہ تیری پیٹھ کے پیچھے رمۂ گوسپند کا چرتا ہی ڈرتا ہون کہ تیری نصائح سُننے مین شکار ہاتھ سے نہ جاے غرض اس مثل سے یہ ہی کہ ہر چند زاہد نے گرگ کو نصیحت کی لیکن مطلق اُسپر اثر نہ کیا وہی حال تیرا ہی کہ ہر چند تجھے پند دیتا ہون مگر تو وہی ایک حال پر ہی سو ہی اور مطلق التفات ہمارے کام پر نہین رکھتا ہی اب نہ ایسا کر کہ اہل مروت سخن شنوا ہوتے ہین اور تو باوجود اتنے ہنرون کے اور باوجود ایسے فضل و علم کے زیادہ جاہلون سے دل سخت اور عہد سُست رکھتا ہی ڈرتا ہون کہ لوگ نہ کہین کہ یہ مصرعہ سو دا کا قبرہ کے حسب حال ہی مصرعہ احمق کو ایک بات وہی یا دہی سو ہی؛ قبرہ نے کہا کہ مین نے بہت نصیحتین سُنی ہین اور وعظین خردمندون کی میرے کانون مین بھری ہوئی ہین عاقل اُسے جانتا ہون جو ہمیشہ حذر ناک رہے اور تجربے کو ہاتھ سے نہ دے اب اسوقت مین پرواز پر آمادہ ہون اور چپ و راست دیکھتا ہون کہ کوئی غفلت مین مجھے گرفتار نہ کرلے اس واسطے یہان سے جلد رحلت کرنا ضرور ہی اور زیادہ اس سے رہنا مناسب حال نہین ہی بادشاہ نے کہا کہ اس جگہ اسباب معیشت آمادہ اور دروازہ فراغت کا روے دل پر کشادہ ہی اس صورت مین مشقت سفر کی اختیار کرنا اور انتظام معاش مین متردد ہونا عقل سے دور ہی قبرہ نے کہا کہ جو کوئی پانچ خصلتین اختیار کرے جہان جائے اُس کا مطلب حاصل ہی اور جدھر توجہ کرے رفقا اور مصاحب اُس کے موجود ہین اوّل بدکرداری سے دور رہنا دوسرے نکوکاری شعار اپنا کرنا تیسرے مواقع تہمت سے آپ کو بچانا چوتھے خلق

کی عادت کرنا پانچوین آداب صحبت ہر وقت نگاہ رکھنا جس مین کہ یہ پانچ
خصلتین جمع ہونگی وہ کسی جگہ غریب اور تنہا نرہے گا جہان جائیگا لوگ اُسے
عزیز رکھینگے اور جو عاقل کہ اپنے دل مین خوفناک ہو تو اسے ضرور ہو کہ فراق
دوستون اور متعلقون کا اختیار کرے کیونکہ ان سب کا عوض ممکن ہو اور جان
کا عوض کسی طرح نہو سکے گا جب کہ بادشاہ تقریر مین عاجز آیا کہا کہ کب تک جائیگا
اور کتنا توقف تیرے جانے مین ہو اور پھر کب آئیگا قبرہ نے کہا کہ ای بادشاہ جانا اور
پھر آنا میرا عقل سے دور ہو اور یہ سوال و جواب حکایت عرب و رنانبائی سے نزدیک
ہو بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کیونکر ہو **حکایت** کہا کہ ایک عرب بیابان نشین شہر بغداد
مین آیا نانبائی کی دوکان مین گذرا دیکھا کہ نان تازہ کا انبار ہو اور جب کہ بو روٹی
کی دماغ مین اس فاقہ کش کے آئی بیتاب ہوگیا اور نانبائی سے کہا کہ ای برادر مین
بھر پیٹ روٹی کھالون اسکی کیا قیمت لے گا نانبائی نے اُس کے قد و قامت سے تجویز
کیا کہ دو سیر نہایت تین سیر اس سے زیادہ نہ کھائیگا کہا آدھا دینار دے اور پیٹ بھر کر
روٹی کھاے عرب نے آدھا دینار اُسکے حوالے کیا اور زیر دوکان کہ آب جلہ واقع تھی
بیٹھ کے روٹی پانی مین بھگو بھگو کر کھانا شروع کی نانبائی نے دیکھا کہ چہار چند قیمت سے
کھا چکا اور اسی طرح ویسا ہی کھانے مین سرگرم ہو نانبائی نے کہا کہ ای عرب تجھے قسم ہو
اُس خدا کی کہ جس نے تجھے اتنی بھوک دی ہو سچ کہ کہانتک کھائے گا عرب نے جواب دیا
کہ ای خواجہ بے صبری نہ کر جب تک کہ اس دجلہ مین پانی ہو مین بھی روٹی کھائے جاؤنگا
غرض اس سے یہ ہو کہ بادشاہ معلوم فرمائے کہ جب تک آب حیات چشمہ بدن مین جاری
ہو کھانا کھانے اور سیر اس کرنے مین بے اختیاری ہو اور تیرے مائدۂ وصال سے فائدہ
اُٹھانا مفتی خرد کے نزدیک مجھپر حرام ہو اور مجھ مین وہ سبب مفارقت کا عارض ہوا ہو کہ
مواصلت کو کسی طرح گنجائش نہین رہی اور اگر بادشاہ کی دریافت حال کا شوق دل پر

غلبہ کرے گا تو اخبار بادشاہ کا قاصد نسیم سحری سے پوچھ لونگا اور جو کبھی ہوس جمال با کمال
کی ہوئی تو آئینہ دل مین دیکھ لونگا **بیت** گر وصال یار نبود با خیالش ہم خوشم ٭
کلبۂ درویش را شمعی بہ از مہتاب نیست ٭ بادشاہ نے رونا شروع کیا اور جانا کہ یہ مرغ
دام مین نہ آئیگا اور داعیہ انتقام کا خیال خام تھا کہ میری حدت رائے اسکو پختہ نہ کرسکی
اسکے بعد وہ اور ہی حیلون پر چلا قبرہ نے کہا کہ ای بادشاہ جوان بخت اگر ہزار تقریب اور
تمہید سے تو عہد و پیمان کو مضبوط کریگا مگر مین غاشیۂ ملازمت تیرا زنہار اپنے دوش پر
نہ رکھونگا اور بات اپنی کیون ضائع کرتا ہی جو کہ خیال عالی مین ہی مین اُسے چشم فراست سے
خوب مشاہدہ کر چکا ہون چاہیئے کہ کسی حیلے سے تیرا عذر قبول کرون یہ ممکن نہین ہی بادشاہ
نے جانا کہ تیر شست سے نکلا ہوا زور بازوے تدبیر سے پھر نہ آئیگا کہا کہ ای قبرہ جانا مین نے
کہ اب وصال میرا اور تیرا اس عالم مین ممکن نہین ہی مگر بر سبیل یادگار دو تین کلمہ کہ آثار
سعادت اُس سے حاصل کرون اور مصقلہ نصیحت دوستانہ سے زنگار غفلت کہ میرے
آئینۂ خاطر پر بیٹھا ہی صفائی پائے وہ بیان کر **بیت** ز بہر ما سخنے یادگار خویش بگو ٭
کہ بہتر از سخن خوب یادگارے نیست ٭ قبرہ نے کہا کہ ای بادشاہ کام جہان کا کہ موافق
تقدیر کے ہوتا ہی اور اُسکی زیادت و نقصان اور تاخیر و تقدیم مین کسی کو مجال تصرف نہین
وہی ہی اور کوئی نہین جانتا ہی کہ منشور سعادت کا کسکے نام لکھا گیا ہی اور جریدہ اہل شقاوت
مین کسکو داخل کیا ہی سب پر واجب ہی کہ اپنا کام رائے صائب کے موافق کرین اور
رعایت احتیاط کی ہر امر مین بجا لائین اگر تدبیر موافق تقدیر کے ہوئی تو سریر اقبال
و مسند جاہ و جلال پر متمکن ہوا اور اگر قضیہ منعکس ہوا تو دوستون کو عذر کی جگہ ہوئی اور
دشمنون کو گنجایش طعن اور تشنیع کی نرہی **نظم** حکیم گفت کہ تقدیر سابق است ولے ٭
ہیچ حال تو تدبیر خویشتن مگذار ٭ کہ گر موافق حکم خداست تدبیرت ٭ بکام دل شدی
از کار خویش برخوردار ٭ دگر مخالف آن ست داروت معذور ٭ کسیکہ داند

از انوار عقل استظہار* اور دوسرے یہ جاننا چاہیے کہ ضائع ترین مالون کا وہ ہی کہ جس سے کسی کو انتفاع نہوا اور غافل ترین بادشاہون کا وہ ہی کہ ملک حفاظت اور ضبط ور بط رعیت مین اہتمام نہ کرے اور بدترین دوستون کا وہ ہی کہ شدت ونکبت کے وقت دوست کی طرفداری مین کوتاہی کرے اور بدکارترین عورتون کی وہ ہی کہ اپنے خاوند سے بدل راضی نہوا ورخیالات خباثت مین مصروف رہے اور بدبخت ترین فرزندون کا وہ ہی کہ اطاعت مان باپ کی نہ کرے اور ویران ترین شہرون کا وہ ہی کہ جسمین ارزانی اور امان خلق اللہ نہ ہوا ور ناخوش ترین صحبتون مین وہ صحبت ہی کہ مصاحبون کے دل آپس مین صاف نہون اور جو شائبہ اندیشہ کا میرے اور بادشاہ کی صحبت مین حادث ہوا ہی اُسکی اصلاح دائرہ امکان سے باہر ہی اب سوا ے ترک وجدائی کے کوئی اور راہ صواب سے نزدیک ترنہین ہی رباعی رفتیم ووداع ما زدل باید کرد وزآب دو دیدہ خاک گل باید کرد* گر دیدہ ویدی ہمہ نکو باید گفت* در درو سرے بود بحل باید کرد* پس اس کلمہ پر اختتام کیا اور بلندی ایوان سے پرواز کرکے راہ صحرا کی لی بادشاہ نے انگشت تحیر دندان حسرت سے کاٹی اور ساتھ ملال بیقیاس اور اندوہ بیشمار کے اپنے گھر مین گیا اور یہ شعر مؤلف کا پڑھتا تھا بیت درد پہلو مین رہا کرتا ہی جب سے تو نہین* ہجر مین کبھی ایکدم خالی مرا پہلو نہین* یہ ہی داستان حذر کہ ارباب حقد اور کینہ سے احتراز کرنا اور تضرع اور نیاز مکر آمیز اعدا پر اعتماد نہ رکھنا اور خداع اور فریب کہ طلب انتقام کے واسطے کرتے ہین اُس سے اپنی حفاظت کرنا اور غرض اس بیان سے یہ ہی کہ بناے کار کو عقل سے آراستہ کرکے تدبیر کرے اور کسی طرح دشمن پر بلکہ دوست آزردہ دل پر اعتماد نہ کرے اور انکی آفت حیلہ اور مخالفت مکر سے نڈر نرہے رباعی

خواہی کہ نباشی بغم و رنج قرین	بشنو سخن پاک تراز دُر ثمین
از دشمن آزردہ تغافل منما	وز صاحب کبر و کینہ ایمن منشین

استظہار بعقل ۔ داستان ششم در بیان فوت شدن مقصود ۔ مجلس ۱۶ ۔ کمترین عفو ۔

باب نوان ہی فضیلت مین عفو کے کہ بادشاہون کے واسطے بہترین صفات سے اور اہل اللہ کے لئے خوشترین ملکات سے ہی

داشبلیم نے برہمن سلیم دل سے کہا کہ سُنی مین نے مثال اُسکی کہ استمالت دشمن کینہ کوش سے دل اُسکا رام نہوا اور جو آثار عداوت کے اُسکے باطن مین مشاہدہ کیے تھے ہر چند دشمن نے ملاطفت مین مبالغہ کیا مگر اُسنے اصرار مین قصور نہ کیا اب نائرۂ اشتیاق یہ اشتعال دیتا ہی کہ وہ حکایت بیان فرما کہ مشتمل ہو بادشاہون کے عفو پر کہ جو بادشاہ اپنے مقربون سے خطا دیکھے تو ایک دوبار اُس سے اغماض کرے اور اُس گروہ کی بے اعتمادی نہ کرے بلکہ اُنکے منصب کو تازہ اور زیادہ کرے اد یہ احتیاط سے نزدیک ہی یا دور بید پا برہمن نے نطق دلکشا سے جواب دیا کہ اگر بادشاہ عذر اور مرحمت کا دروازہ بند کرین اور جس سے تھوڑی بھی خیانت دیکھین اُسکے حق مین عقوبت کا حکم فرمائین تو نزدیکون کو اعتقاد صافی تر نرہے اور اُس حال سے دو علتین پیدا ہون ایک یہ کہ اکثر کام مختل اور معطل رہین دوسرے یہ کہ مجرم لوگ عفو سے بے نصیب ہون اور منصب عفو کا بے سود اور بیکار ہو جائے چنانچہ ایک بادشاہ خدا شناس نے فرمایا ہی کہ چاشنی عفو سے کام جان ہمارا جس قدر کہ لذت پاتا ہی اور ہم اُس سے محظوظ ہوتے ہین اگر خلق خدا بتفصیل اُس سے آگاہ ہو تو سوائے جرم و خیانت کے اور ہدیہ ہمارے حضور مین نہ لائے اور سچ بھی یہ ہی کہ سلاطین کے قامت پر کوئی پیراہن عفو سے زیادہ تر زیبا نہین ہی اور کلام معجز نظام حضرت سید انام علیہ افضل التحیۃ والتسلیم کا یہ کہ الا انبئکم باشدکم من ملک نفسہ عند الغضب اشارت لطیف ہی کہ قوت آدمی کی شعلۂ خشم فرو کرنے سے دریافت ہوتی ہی اور حال انسان کی مردانگی کا شربت ناگوار غضب کے پینے سے کھلتا ہی بیت

مردی گمان مبر کہ بزورست و پُردلی	با خشم اگر برائی بدانم کہ کاملی

اور پسندیدہ ترین خصلت بادشاہون کی یہہ کہ عقل ارجمند اور عدل خدا پسند کو حوادث مین اپنا
حاکم کرین اور ہر وقت مین عادت اپنی لطف اور عنف سے آشنا رکھین مگر لطف اس طرح پر ہو کہ
سمت ضعف کی نہ رکھتا ہو اور عنف اسے اس طرح چاہیے کہ ظلم سے خالی ہونا کام سلطنت کا جمال
کے ساتھ آراستہ رہے اور مدار اہل سلطنت کا اشارت خوف و رجا پر موثر رہے تا نہ محض عنایت
بیکران سے نا امید رہین اور نہ مفسد خوف سیاست سے میدان جرأت مین قدم رکھین بیت

داشتی قوم خویش را جمشید
دائم اندر میان بیم و امید

اور حکماے اسلام کے کلام معجز نظام سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے بندون کو وعظ
قرآنی اور نصیحت فرقانی کے موافق مکارم اخلاق کی تاکید فرماتا ہی اور عادت ستودہ
اور صفات پسندیدہ پر تحریص دیتا ہی جسکی کہ سعادت ازلی یار اور مددگار ہوا اور
کفالت ابدی امداد اور اعانت کرے تو قرآن اپنا قبلہ اور کعبہ و ایمان بنائے اور ہمیشہ
دل و جان کو متوجہ اس حرم امن و امان کا رکھے اور منجملہ اور سب نصیحتون کے ایک
نصیحت عمدہ یہہ ہی کہ عمل اسپر سب مقبولون کا رہا ہی یعنی فرماتا ہی اللہ تعالی والکاظمین
الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین ایک پیر طریقت نے زبان حقیقت سے خلاصہ معنی
اس آیت کے اس طرح پر کہے ہین کہ غصے کا فرو کرنا یہ ہی کہ عقوبت مین مبالغہ نہ کرے اور عفو وہ ہی
کہ اثر کراہت صفحہ دل پر باقی نہ رکھے اور احسان اسے کہتے ہین کہ جو دوست گناہ کر کے
عذر کرے تو اسکو دل سے بھلا دے اور پھر اس خیال کو دل مین نہ لائے اور حاصل اس
آیت کا یہ ہی کہ بنا ہر کام کی لطف اور مروت پر رکھے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ اگر
لطف کو ایک پیکر مین تصور کرے تو روشنی اس کے جمال کی ایسی درخشان ہو کہ کوئی
آنکھ بھر کے اسکو دیکھ نہ سکے کسی بزرگ نے اس قطعہ کے مابین مین یہ سب معنی ادا کیے
ہین قطعہ چو قدرت دادت ایزد بر گنہگار + بعفوش بند کن تا بندہ گردد +
گر مجرم کشتہ افعال خویش است + چو بوے عفو یابد زندہ گردد + اگر

صورت پذیر و پیکر عفو + چو مہر و مشتری تابندہ گردد + شرف انسان کا عفو اور
احسان سے ترقی پاتا ہی اگر ہر گناہ کے مقابل مین عقوبت جاری کی
جائے تو مضرت کلی مہمات ملکی اور مالی مین سرایت کرے **مثنوی**

بہ تندی سبک دست بردن بہ تیغ	بدندان گزد پشت دست دریغ
سرے کز تحمل نگیرد تہی	حرامش بود تاج شاہنشہی

اور بادشاہ کو چاہیے کہ نصیحت اور اخلاق اُس شخص کا نیک نہ جانے کہ جو موضع
تہمت مین پہلے پڑچکا ہو اگر وہ شخص ایسا ہی کہ مصالح ملک کے اور امانت ریاست
کی اُسکی تدبیر پر منحصر ہو اور وقائع زمانے کے اُس کی مدد و تدبیر پر موقوف
اور ثانی اُسکا پیدا نہ ہو تو اُسکے اعتماد و بڑھانے مین ایسی سعی کرے کہ اعتبار اُسکا
عہدۂ سابق پر قرار پائے اور رعونت اور ریب[1] اور تہمت سے خلائق کے نزدیک
پاک ہو جائے کیونکہ آدمی کام کمتر ہاتھ آتے ہین اور کام ملک کے بھی بے نہایت ہین
اور بادشاہون کو مشیران عاقل اور عاملان متدین کی کہ استحقاق حراست اسرار
رکھتے ہین حاجت بیشتر ہوتی ہی پس شرط جہانداری یہ ہی کہ ایسے لوگون کو کہ کمال صلاح
عفت[2] اور دیانت و امانت مین ممتاز ہون انھین زینت اعتبار بخشے اور اسے خیال کرے
کہ کون شخص کس کام کے لائق ہی اور فراخور[3] اہلیت اور اندازۂ عقل و شجاعت ہر ایک کا
دریافت کرکے جو جس کام کے سزاوار ہو اسے اُسپر مقرر کرے اگر باوجود بہت ہنرون کے
ایک عیب بھی رکھتا ہو تو اسکا بالفعل خیال نہ کرے مگر نظر مین رکھے اور اس سے غافل
نہ رہے کہ مخلوق بے عیب نہین ہوتے **مصرعہ** یار بے عیب مجو تا کہ نمانی بے یار + اور اگر
سہواً یا عمداً بھی کسی سے کچھ تھوڑی سی خیانت ایک بار صادر ہو تو اُس سے درگذر
اولی ہی اگر کوئی دیدہ و دانستہ خیانت اختیار کرے اُسے ضرور اپنی سرکار سے
دور کرے اور کوئی اہلکار اگر کفایت کرے کہ جس سے مقدمہ برہم ہو جائے

[1] ریب بالفتح شک و تہمت ۱۲
[2] عفت بکسر پارسائی ۱۲
[3] فراخور لائق و سزاوار ۱۲

اُس شخص سے احتراز کرے کہ اتنی کفایت خیر خواہی نہین ہو بلکہ بدخواہی ہو کفایت وہ ہو کہ صرف بیجا سے احتراز کرے اور جو کام کہ ضرور ہو دیا جو شخص کہ مستحق بخشش وعطا کا ہو اُسمین دریغ کو راہ نہ دے ہر چند کفایت مین نقصان کا سبب کم ہوتا ہی لیکن یہ تاکید اس واسطے ہی تا معلوم ہو کہ جب اصحاب ہنر اور ارباب کفایت سے بھی ترک کرنا حسب ضرورت جائز ہی پس ارباب جہل اور ضلالت سے دوری کرنا صواب سے کتنا نزدیک ہوگا اور یہ بات بادشاہ پر فرض ہی کہ تجسس احوال و تفحص اشغال کہ جو اپنے عاملون اور انیسون کو سپرد کرتا ہی خود کرے تا تقصیر اور تطمیر احوال ملک و مال کے چھپے نہ رہین اس ہوشیاری مین رئیس کے فوائد کلی متصور ہین ایک یہ کہ معلوم ہو کہ کونسا عامل رعیت پرور اور جفا گستر ہی جو کہ رعایت رعیت کی کرے اُسکی استمالت اور پرورش کرتا رہے اور جو کہ غم زیردستون کا نہ کھاتا ہو نام اُسکا جریدۂ عمل سے محو کر کے دفتر معزولی مین لکھدے چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین **ابیات**

خدا ترس را بر رعیت گمار	کہ معمار ملک است پرہیزگار
بد اندیش تست آن و خونخوار خلق	کہ نفع تو جوید در آزار خلق
ریاست بدست کسانی خطا است	کہ از دست شان دستہا برخداست
نکو کار ہرگز نہ بیند بدی	چو بد پروری خصم جان خودی

اور دوسرے یہ ہی کہ جب سب کو معلوم ہو چکیگا کہ بادشاہ ثمر نکوکاری کا نیک عطا کرتا ہی اور خائنون کو گناہ کے موافق تنبیہ واقعی دیتا ہی اس صورت مین جو کہ اہل صلاح ہین وہ اس اُمید پر جانب نکوکاری زیادہ تر اختیار کرینگے اور مفسد خوفناک و ہراسان ہو کے فساد اور مردم آزاری مین دلیری اور بیباکی نہ کرینگے اور وہ حکایت کہ ان مقدمون کے لائق ہی داستان شیر وشغال کی ہی رائے دابشلیم نے پوچھا کہ اسکی تفصیل فرمائیے برہمن نے کہا حکایت کہا زمین ہند مین ایک شغال تھا فریسہ نام سُنہ دنیائے دنی سے پھیر کے پشت پا

استمالت بمعنی دلجوئی کرنا
پالنا اپنے سپرد مین دکھانا
در اپنا منجوز کرا

حکایت شیر و شغال

تعلق بے حاصل پر ماری تھی گوشت کا کھانا اور خونریزی اور ایذا جانوروں کی بالکل ترک کی تھی یاروں نے مناظرہ اور مباحثہ یہاں تک کیا کہ نوبت نزاع اور جدائی پہونچی کہ ہم تیری اس خصلت سے راضی نہیں اور تیری راے اس اجتہاد مین خطا پر ہی لازم ہی کہ ہماری صحبت سے کنارہ نکر عادت اور سیرت مین ہم سے موافقت رکھ کیون عمر عزیز کو برباد کرتا ہی اور تمتع دُنیا سے بے بہرہ رہتا ہی اور اکل و شرب کہ قوام ہی مادہ حیات کا اُس سے احتراز کرتا ہی اور کلوا واشربوا سے کیون بے نصیب ہوا ہی آگے جو ہوا سو ہوا پر اب یہی کہتا ہی اور اسے سمجھ کہ نعمتہاے خدا کو باوجود میسر ہونے کے رد کرنا کفران نعمت ہی دیدہ و دانستہ آپ کو کافر نعمت نہ بنا بیت بیا تا یک زمان امروز خوش باشیم در خلوت ؛ کہ در عالم بنی داند کسے احوال فردا را ؛ فرسیہ نے جواب دیا کہ دُنیا کو مزرع آخرت اِس لئے کہا ہی کہ جو آج بوؤ گے کل کاٹنا پڑے گا یعنی جو کہ عمل دُنیا مین کرو گے آخرت مین اجر اُسکا ملے گا بموجب رباعی اُستاد رباعی

شاہان جہان کہ این جہان داشتہ اند		بنگر کہ ازین جہان چہ بر داشتہ اند
در زیر زمین بدست خود می دروند		ہر تخم کہ بالاے زمین کاشتہ اند

اور کھانے پینے سے بجز شکم پروری اور کچھ حاصل نہین ہی اور یہ کام بہائم کا ہی اور بندہ خاص وہ ہی کہ عمر اپنی بندگی مین صرف کرے اور نفوس کشی کے درپے ہو کہ کام نفس کا اکل و شرب و خدا سے غافل کرنا ہی بندۂ خدا کو چاہیے کہ وہ کسب کرے کہ جس سے توشۂ عقبی حاصل ہو خوش گفت آنکہ گفت بیت آن طلب امروز بہر گوشۂ ؛ کز بے فردات بود توشۂ ؛ دُنیا اگرچہ سراسر عیب ہی بارے یہ ہنر رکھتی ہی کہ مزرع آخرت ہی جو تخم آج بوئے گا وہی کاٹے گا زرع یونگ حصاد غدک یعنی کاشتن امروز تو دروون فرداست مثنوی

	بکوش امروز تا تخمے بپاشی		کہ فردا بر جوے تا در نباشی
	اگر این کشت در زیر انور زی		دران خرمن بہ نیم ارزان نیرزی

مرد عاقل کو چاہیے کہ اپنی ہمت کو امور آخرت پر مصروف رکھے تا کہ اُس سے دولت پائے اور

نعمت جاودانی پر متوجہ رہے اور یہ بات بغیر ترک تعلقات عالم غدار کے میسر نہیں ہوتی ہی
بلکہ یہ اشعار گویا کے حسب حال اس مطلب کے ہین رباعی جو کشتی کرنی ہو کل تو تاک بندی
آج کر ٭ آزرو بر آئے گی کل مستمندی آج کر ٭ آج قوت اسکی رکھتے ہو مرکب ریاضت کو
میدان مجاہدے مین دوڑاؤ اور ثمرات حیات یعنی باقیات صالحات کو ممات کے واسطے
ذخیرہ کرو اور سرمایۂ جوانی کو کساد بازاری پیری کے واسطے ہاتھ مین لاؤ اور مائدۂ
زندگانی سے سفر فنا کے لیے قوت حاصل کرو چنانچہ ایک بزرگ نے یہ نکتہ رکھا ہو کہ آج
کر سکتے ہو اور نہین جانتے ہو اور کل جانو گے اور کچھ نہ کر سکو گے **بیت** چون توانستم ندانستم
چہ سود ٭ چون بدانستم توانستم نبود ٭ **ایضاً** خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ فرماتے ہین
رباعی آیا جو وجود مین سو معدوم ہوا ٭ بے فہمی ہی سب جو کچھ کہ مفہوم ہوا ٭ سمجھے اتنا
کہ کچھ نہ سمجھے افسوس ٭ معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا ٭ چونکہ راحت دنیا کی مثال
برق کی چمک سان بے ثبات ہو اس کی رونق پر مالوف ہونا خامی خیال ہو چاہیے
کہ نہ ایسے سریع الزوال کے شدائد سے المناک ہو اور نہ اسکی راحت پر زیادہ اندازے
سے شادی کرے حاصل سخن یہ کہ ایسے غمکدہ مین آکے مسرور رہنا عاقلی اور عالی ہمتی سے
دور اور گذرگاہ سیل فنا پر عمارت بنانا ہو چونکہ یہ منزل عارتی چھوٹنے والی ہو اس سے
دلبستگی رکھنا کام اہل خرد کا نہین ہو ان سب نے کہا کہ اے فریسہ تو ہمین ترک نعمت
دنیا کو فرماتا ہو اور حال یہ ہو کہ نعمتین اس جہان کی اس لئے پیدا کی ہین تا خلق خدا
اس سے فائدہ اٹھائے اور نکتہ ورزقنا ہم من الطیبات گواہ اس مدعا کا ہو فریسہ نے
کہا کہ نعمت دنیا مراد اکل و شرب سے نہین ہو بلکہ نیکنامی اور ذکر باقی حاصل کرنا اور
زاد راہ معاد اسکے واسطے سے ہاتھ مین لانا ہو مگر نعم المال الصالح کہ سبب حسن اعمال کا ہو
اگر تمکو سعادت دو جہانی مقصود ہو تو یہ بات میری کان مین رکھو طعمہ لذیذ کے واسطے کہ
ہنوز حلق سے فرو نہین ہوتا ہو کہ لذت اسکی فانی ہو جاتی ہو پس ایسی لذت بے بقا

کے واسطے ہلاک کرنا نفوس کا بڑی حیف کی بات ہی اور جو چیز کہ بے آزار و بے ایذاے
خلق اللہ ہاتھ آئے اُس پر قانع اور شاکر رہو اور وہ بھی ایسی مقدار اختیار کرو کہ
بقاے جثہ اور قوام بدن اس سے قائم رہے جو کہ خلاف شرع و عقل ہو اس مین مجھ سے
موافقت نہ چاہو کہ میری اتنی محبت تمھاری ظاہری بھی برہم ہو جاے اور ہوا فقت
افعال ناپسندیدہ کی کہ موجب عذاب ہی مجھ سے امید نہ رکھو اور اگر ایسی ہی تکلیف دینا منظور ہی
تو اجازت دو تا ترک صحبت کر کے تم سے بلا و دوروست کی راہ لون اور باقی انفاس
گوشہ عزلت مین بسر کرون جبکہ یارون نے فریسہ کو بباط ورع پر ثابت قدم دیکھا معتقد
ہوے اور اُس کلمات سے عذر و استغفار کیا فریسہ تھوڑے سے عرصہ مین منزل تقوی پر
منتہی ہوا اور گوشہ نشین اُس دیار کے اُسکی ہیئت باطن سے دریوزہ گری کرنے لگے
اور گرم رو بادیۂ مجاہدہ اسکی نظر الطاف سے استمداد کرتے تھے تھوڑی ہی فرصت مین شہرہ
اسکے زہد و دیانت کا نواحی ہر صحرا اور بیشہ مین شایع ہوا اور فریسہ کی منزل کے نزدیک
ایک بیشہ تھا نہایت شاداب اور میوہ دار اُسمین سباع و وحوش بسبب فضا اور لطافت
ہوا کے جمع تھے اور بادشاہ ان سب کا ایک شیر تھا ہول و ہیبت اور قوت و شوکت مین
کوئی مثل اور ہمسر اُسکا نہ تھا باشندے اس بیشے کے حلقۂ اطاعت اُسکا گوش فرمانبرداری
مین رکھتے تھے اور لقب اسکا کامجو تھا ایک دن اپنے ارکان دولت اور ارباب صحبت
سے سرگرم مقالات تھا اثناے کلام مین ایک حکایت فریسہ کی ساتھ لطف و کمال اور
حسن صلاحیت کے سمع بادشاہ مین پہونچائی اور بادشاہ باشتیاق جویاے صحبت
فریسہ ہوا القصہ کامجو نے معرفت ایک شخص کے فریسہ کو طلب کیا فریسہ موافق حکم
بادشاہ کے کہ اغماض کرنا بادشاہ کے حکم سے بغاوت رکھتا ہی اور بغاوت حرام ہی
لہذا بپاس تقوے درگاہ سلطانی مین بلا عذر حاضر ہوا اور بادشاہ نے عزت
تمام سے اپنی مجلس مین جگہ دی اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ آداب

۴ سباع بمعنی درندہ ۱۲

طریقت تجھ سے حاصل کرون اس کے بعد بادشاہ نے ہر طرح کی گفتگو کی فریسہ کو ایک
بحر بے پایان اور معرفت کمالات نفسانی مین ایک گنج بے بہا دیکھا اور چشم دوربین
سے نقیر اور قطمیر طریق کارسازی اور فہم پردازی اور تقریر اور تدبیر فریسہ کی
امتحان فرمائی تو تمام نقد حال اُسکا محک قبول پر عیار کامل پایا المولفہ بیت

عاشق کامل کو خوف امتحان ہوتا نہین ∴ چرخ سے خالص طلا کا کچھ زیان ہوتا نہین

کانجو کو صحبت اسکی بہت خوش آئی بعد چندے خلوت مین فرمایا کہ ای فریسہ میری
مملکت بہت وسیع ہی اور کام اس سلطنت کے بیشمار ہین اور خبر تیرے زہد کی میرے
سمع جلال مین پہلے پہونچی تھی اور اب جو دیکھا تو سننے سے زیادہ پایا بیت

شنیدہ ام کہ در آفاق نیست ثانی تو ∴ چو دیدمت بحقیقت ہزار چندانی

اب تجھپر اعتماد تمام مجھے ہوا اور ملک و مال اپنا تجھے سپرد کرنا چاہتا ہون تا جیسا کہ منزل
اتقا مین تو نے رتبہ عالی پایا ہی ویسا ہی مقام امارت مین بھی مرتبہ رفیع کو پہونچے اور
زمرۂ خواص اور مقربان با اختصاص مین داخل ہو اور برکت عنایت اور حسن عاطفت
ہمارا اقران اور اخوان بلکہ ابنای روزگار پر تجھے شرف اقتدار بخشے بیت بر آستان
دولت ما ہر کہ سر نہاد ∴ نگذشتہ ہفتہ کہ زاہل سپہر شد ∴ فریسہ نے جواب دیا کہ سلاطین
کو لازم ہی کہ کفایت کار ملکی و مالی اُنکے واسطے کہ لیاقت اُسکی رکھتے ہون تجویز کرین اور وہ
لوگ خواہان بھی اس خدمت کے ہون اور وہ اشخاص کہ جو اس سے کنارہ ہون اور اسکے
ضبط اور ربط پر قادر نہین اور اس عہدے کی شرطین بواقعی اُنسے روانہ ہون تو اس بار
کو اُنکی گردن پر ڈالنا وبال اس نقصان اور گناہ کا بادشاہ کی طرف رجوع کریگا غرض اس سے
یہ ہی کہ مین کار بادشاہی سے بدل کارہ ہون اور واقفیت اور تجربہ بھی اسکا نہین رکھتا ہون
اور تو بادشاہ صاحب شوکت اور سلطان عالی منزلت ہی اور تیری خدمت مین مساع بہت ہین
اور قوت و شجاعت مین آراستہ او صفت امانت و دیانت مین مشہور اور پیراستہ اور طالب

ان کاموں کے بھی ہین اگر اُنکے حق مین عنایت فرمائیے تو خاطر مبارک سب دغدغون سے فارغ رہے اور کام بھی خوب بن آئے گا مجو نے کہا کہ انکار میرے کلام سے تجھے کیا فائدہ دیگا اس سے پہلوتہی کرنے مین کیا حاصل دیکھا ہی تو نے اور معاف نکرونگا مین تجھے اور کرہاً اور طوعاً طوق اِس عہدے کا تیری گردن مین ڈالون گا فریبہ نے کہا کہ کام بادشاہ کا مناسب دو شخصون کے ہوتا ہی ایک غافل سخت رو کہ زبان درازی اور بے مروتی سے غرض اپنی حاصل کرے اور زیرکی و حیلے سے پیش رفت لیجائے اور نشانہ مخالفت کے تیر تعرض کا کبھی نہ بنے اور دوسرے غافل بے حمیت کہ کانٹون پر کھنچنے کا خوگر ہوکر اور بے تامل ور ثلطف نام و ننگ کی پرواہ نہ رکھتا ہو پس ایسا شخص بعرض حسد مین نہین آتا اور دشمن اُسکے کمتر ہوتے ہین اور مین اِن دونون طرفون مین سے نہین ہون نہ حرص غالب رکھتا ہون کہ خیانت کی بدنامی کی پروا نہ کرون اور نہ طبع خسیس رکھتا ہون کہ بار ندامت اُٹھانا گوارا کرون **قطعہ** بخدا ے کہ آفرین کردست ٭ عاقلان را نجو نشستن واری ٭ کہ نیرزد بر نزد ہمت من ٭ ملک ہر دو جہان بیک خواری ٭ **لمؤلفہ ایضاً** لخت دل کھاکے سدا خون جگر مین نے پیا ٭ بہر یک نان کبھی منت کش دو نان نہ ہوا ٭ بادشاہ کبھی اس امر کو زبان پر نہ لائے اور مجھے تحمل بار مشقت سے معاف فرمائے مدت ہوئی کہ مین نے دیدۂ طمع شوخ چشم کو سوزن قناعت سے سیا ہی اور متاع بے اختیار حرص کو شعلہ آتش ریاضت سے جلا دیا ہی اگر بادشاہ دوسری بار علائق دُنیا مین آلودہ کریگا تو مجھے وہ پہونچے گا کہ جو مکھیون کو پہونچا کہ طبق شہد مین بیٹھی تھین شیر نے کہا یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ایک فقیر صاحب دم کہ طریق طریقت مین ثابت قدم تھا ایک روز ایک شہر مین گذرا ایک حلوائی نے کہ فقیری سے کچھ چاشنی رکھتا تھا فقیر سے التماس کیا کہ ایکدم میری دوکان پر ٹھہرے تو عین بندہ نوازی ہی مرد عارف بمقتضاے خلق اور دلنوازی کے بیٹھ گیا حلوائی نے بطور پیشکش طشت شہد سے بھرا ہوا روبرو درویش کے رکھدیا مکھیان اپنی عادت کے موافق

حکایت درویش و حلوائی

غوغا کنان اُسپر بیٹھ گئین ہرچند اُنکے اُڑانے مین سعی کی پر باز نہ آئین ایک بار طشت پر
گر ہی پڑین حلوائی نے جبکہ ہجوم اُنکا دیکھا پنکھا زور زور سے ہلانے لگا جو کنارے طشت کے
تھین اُڑ گئین اور جو شہد پر بیٹھی تھین پابند ہو گئین جبکہ اُڑنے کو چاہا پر و بال بھی شہد
مین پھنس گئے اور دام ہلاکت مین مبتلا ہوئین وہ درویش مشاہدہ اِس حال کا کر کے
جوش مشاہدے سے نعرہ زن ہوا جبکہ وہ ولولہ اُسکا متوج دریاے وجد و حال فرو ہوا حلوائی نے
کہا کہ ای عزیز صورت حلوے کی تجھ سے دریغ نہین رکھی ہر تو بھی معانی اس حال کے جو تجھپر حل
ہوے ہین مجھ سے دریغ نہ فرما درویش نے کہا کہ حال دنیا اور اُسکے حریصون کا اس شہد کے
طشت سے مجھپر کھل گیا ہاتف غیبی نے کہا کہ اس طشت کو دنیا جان اور یہ عسل اسکی نعمت ہی اور یہ مگس
نعمت خوار اس دنیا کے ہین کہ کنارے پر اور درمیان بیٹھے ہین اور جو کنارے طشت کے ہین وہ
بے حرص ہین کہ کنارہ پر رہ کے بقدر ضرورت کچھ حاصل کر لیتے ہین اور قدر ضرورت سے زیادہ کے
درپی نہین ہوتے ہین جس وقت عزرائیل علیہ السلام مروحہ رحیل ہلائین گے یعنی جنبش سلسلہ موت کو
دینگے جو کنارے طشت کے ہین اُڑ جائینگے یعنی نزع اور قبض روح اُن کا بآسانی ہوگا کہ کوئی غم
اور غصہ علائق دنیا سے کاہش روح اُنکا نہ ہوگا اور آشیانہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر
مین بازگشت کرینگے یعنی ارواح صالحین کو جگہ آرام کی بعد قبض کے اللہ کریم نزدیک اپنے
عنایت کرتا ہی اور وہ مکھیان کہ طشت کے بیچ مین بیٹھی ہین یہ مثل حریصان دنیا کے ہین
کہ دنیا کو زیادہ ایمان سے عزیز رکھتے ہین جتنا کہ حضرت عزرائیل بادکش بال سے حرکت
زیادہ کرینگے بال و پر اُنکے شہد مین زیادہ پھنستے جائین گے یعنی تشدد اور تشبث تمام سے
اُنکی روح قبض ہوگی اور بمقتضاے ثم رددناہ اسفل سافلین کے یعنی جانب پستی کے
روکیے جائین گے کہ ہر جگہ سے وہ جگہ بدتر ہی اسفل السافلین اُن لوگون کی ارواح
کا مقام ہی کہ شقاوت ابدی پر جن کا انجام ہوگا فریسہ نے کہا کہ اس مثل کے
ایراد سے یہ غرض ہی کہ بادشاہ میرے پر و بال شہد دنیا سے آلودہ نہ کرے

غوغا — شور و آواز دہندہ ۱۲

مروحہ — بادکش ۱۲

کہ جب امانت روح کے استرداد کا وقت پہونچے تو چلنا آخرت کی راہ کا بسہولت
میسر آئے بیت چنان وقتے بدست آر از زمانہ * کہ گر گو یند رو گردی روانہ * کامجو
نے کہا کہ جسکی نظر حق پر ہی اور روش عدالت پر مستقیم ہی اور کوئی دقیقہ راستی کا
کا فروگذاشت نہین کرتا ہی اور مظلومون کے ضرر کی ستمگارون سے باز خواست کرتا
ہی اور محنت کشیدون کی بات خوشدلی اور تازہ روئی سے سنتا ہی وہ ہر آئینہ دنیا
مین معزز رہے گا اور عقبی مین شرف کرامت سے بہرہ مندی پائیگا فریسہ نے کہا
کہ کام سلطنت کے بشرائط مناسب اگر کوئی سرانجام دے تو خوشبو نجات کی
اسکے مشام جان کو البتہ پہونچے گی لیکن دنیا مین کام کسی کا دوام پذیر نہین ہوتا ہی
اور کسی کی مدت عمل کو ثبات و قرار تا آخر عمر کمتر دیکھا ہی اور جو کوئی تقرب بادشاہ
سے سرفراز ہوتا ہی پہلے اسکے دوست بسبب حسد کے اس سے روگردان ہوتے ہین
اور دشمن اسکی جان کو تیر بلا کا نشانہ بناتے ہین جبکہ سب کا اجتماع ایک شخص کی
عداوت پر منعقد ہوا تو امین رہنا اسکا خلاف قیاس ہی اگر یا نون اس شخص کا
آسمان پر ہو تو بھی سر سلامت نہ لیجائے گا شیر نے کہا جبکہ مین تجھ سے حسن عقیدت
رکھتا ہون بداندیش کیا کر سکتے ہین ایک گوشمالی مین راہ انکی کید کی بند کرونگا اور
تجھے نہایت مرحمت اور غایت امنیت کو پہونچاؤنگا کیا مصرع یہ نہین سنا ہی تو نے
مصرعہ * چہ غم ز حیلۂ دشمن کہ دوست جانب ماست * فریسہ نے کہا کہ بادشاہ کے یہ
الطاف محض میری پرورش کے واسطے ہین ورنہ کونسی حاجت بادشاہ کی مجھ پر موقوف
ہی مگر کمال عنایت میرے حال کے لائق یہی ہی کہ بادشاہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دے کہ مین
اس صحرا مین بفراغت زندگانی بسر کرون اور نعمت سے فقط آب و کاہ پر صبر کرون
اور مضرت حسد دشمن سے کنارے رہون اگر تھوڑی سی عمر کسی امن و راحت اور
فراغ صحبت مین گذرے تو اس سے بہتر ہی کہ بہت سی زندگی خوف و دہشت مین بسر ہو

بیت دمے فراغت دل بہتر ست ازانکہ کسی ؎ ہزار سال نہ برد فیق آرزد بنر بیدہ کا مجوتے نے کہا کہ اب وغدغۂ خوف کو دل سے دور کر اور مجھ سے نزدیک ہو کے قہمات سلطنت کو اپنے ذمے لے فریسہ نے کہا کہ اگر حال اِس سوال پر ہی کہ عذر اور انکار میرا کچھ فائدہ نہین کرتا ہی تو بادشاہ مجھے اپنی امان مین لے کہ جب مین نے کام اختیار کیا تو زیر دست میری منزلت پر حسد کرینگے زبردست اپنے بیم زوال مراتب سے میری عداوت پر اتفاق کرینگے تو بادشاہ اُنکے دمدمے پر مجھ سے متغیر نہ ہو اور میرے قضیے مین کلام حاسدون کا سماعت نہ فرمائے اور جو کچھ کہ کوئی عرض کرے اُس مین بچشم انصاف نظر فرمائے تو البتہ مین یہ خدمت کرون مصرع ع بہر تہمت نمی آید ترا خاطر گران کردن ؎ شیر نے اُس سے عہد و پیمان کیا اور کنجیان سب مال و ملک کی اُسکو سپرد کین اور تمامی اتباع اور لواحق کو حکم کیا کہ اُس کے فرمانبردار رہین القصہ تھوڑے سے عرصے مین اُس اعتماد کو پہونچا کہ بادشاہ اُسکے سوا کسی سے مشورہ نہ کرتا تھا اور اسرار مملکت کے سوا فریسہ کے دوسرے سے اظہار نہ فرماتا تھا ہر روز اعتقاد شیر کا زیادہ ہوتا جاتا تھا اور قرب مرتبہ فریسہ کا بڑھتا جاتا تھا آخر نوبت اختلاط سے اتحاد کو پہونچی کہ ایکدم کی جدائی ہزار سال کے برابر سمجھتے تھے اور سچ ہی کہ جب دوستی نہایت کو پہونچتی ہی تو یہی حال ہوتا ہی آخر کار یہ حال مصاحبان شیر کو گران ہوا اور سب ارکان دولت نے کمر مخالفت فریسہ پر باندھی اور آپس مین اتفاق کیا کہ ایسی خیانت سے منسوب کیا چاہیے کہ شیر کا مزاج منحرف کر کے فریسہ کو پایۂ اقتدار سے گرائین القصہ بعد صلاح بسیار اس پر قرار ہوا کہ ایک درندہ کو سب نے تعلیم کیا کہ قدرے گوشت شیر کی چاشت کے واسطے رکھا جاتا ہی اُسی کو فریسہ کے حجرے مین رکھدے اور اُسپر بنشین فتنہ انگیز کر کے شیر کو برہم کرین آخر یہی کیا جب کہ شیر زرین جنگ کنام بیھر سے باہر آیا امرا اور وزرا موافق عادت کے بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے اور فریسہ تدارک کار سرکار کے

واسطے کسی طرف گیا تھا شیر اُسکے انتظار مین بیٹھا تھا عادت یون تھی کہ سوا اُسکے کسی سے
بات کسی کام کی نہ کرتا تھا اور دوسرے چاشت کے وقت اشتہا نے شیر پر غلبہ کیا جو گوشت
کہ چاشت کا مقرر تھا ڈھونڈھا نہ پایا شیر نہایت آشفتہ ہوا اُسی وقت کہ فریسہ
غائب اور دشمن حاضر تھے دیکھا کہ آتش جوع[1] اور حرارت غضب باہم جمع ہین فساد
شروع کیا اور تنور شرور[2] کو گرم کرکے نان مطلب یون لگانے لگے ایک نے کہا کہ چارہ
اُسکے سوا نہین ہی کہ ہم بادشاہ کو آگاہ کرین اور جس مین کہ نفع اور ضرر حضرت کا جانین
اُسکے عرض کرنے مین دریغ نہ کرین کا مجو نے یہ کہا کہ ملازمان بادشاہی کو چاہیے
کہ جو شرط نمک حلالی کی ہی اُسمین دریغ نہ کرین بے تامل عرض کرین بیت کسانے
کہ حق شناس و حق گذارند ۞ کہ حال از بادشہ پنہان ندارند ۞ اور جو کچھ کہ سُنا ہی اور
دیکھا ہی اُسے کیون عرض نہین کرتے ہو ایک شیطان سیرت نے جواب دیا کہ مین نے
یون سُنا ہی کہ فریسہ اُس گوشت کو اپنے دیماس کی طرف لے گیا تھا دوسرے نے
دھوکا دینے کے واسطے کہا کہ مجھے یقین نہین آتا ہی کہ وہ جانور ہی کم آزار اور امانت دار
تیسرے نے کہا ایسی باتون مین احتیاط کرنا چاہیئے کہ ہر کسی کے دوست دشمن ہوتے
ہین اور اپنی عرض کے واسطے باتین جھوٹ بناتے ہین اور کوئی شخص جلد نہین
پہچانا جاتا ہی اور اسرار خلائق کے آسانی نہین معلوم ہوتے ہین ایک مدت کے بعد
کھلتا ہی کہ نیک کار کون اور بدکار کون ہی چوتھے نے کہا کہ واقعی کسی کے دل کا حال
جلدی نہین کھلتا ہی لیکن یہ بات کچھ فکر طلب نہین اگر گوشت اُسکے مکان مین پایا جاے
تو یہ افواہ کہ خاص و عام مین ہی اور سب خرد و بزرگ اپنی اپنی جگہہ کہتے ہین کہ فریسہ بڑا
دغاباز ہی پھر یہ سب سزا کے قابل ہین تا بار دگر کوئی برگزیدگان سلطانی پر تہمت
نہ کرے اور یہ جو خبر مدت سے اہل بیشہ مین منتشر ہی کہ وہ بڑا غدار ہی مین تو یہ جانتا
ہون کہ ایسے بادشاہ جبار کا کارندہ غدار ہو تو زنہار جان سلامت نہ لیجاے گا

[1] جوع بالضم گرسنگی ۱۲
[2] شرور بالضم جمع شر یعنی بدی ۱۲

لیکن بادشاہ جب تک کہ مطلع نہو مجبور ہی پانچوان بولا کہ ہم بھی یہ بات مدت سے
سنتے ہین مگر یقین کے قابل نہ تھی اب جو یہ بات سنی گئی کہ گوشت بادشاہ کی چاشت
کا اُسنے چُرا لیا اگر یہ سچ ہی تو بادشاہ کے ملک و مال کا حال کیا ہوگا چھٹا بولا کہ خدع
اور مکر اُسکا بیشتر میرے گوش زد ہوا تھا اور فلانے فلانے گواہ شرعی بھی موجود ہین
اُنھون نے بارہا گواہی بحلف دی کہ زاہد ریائی کا مدار کار غدر اور حیلہ پر ہی مجھے یقین کامل
نہوا اِس لئے عرض کرنا مناسب نہ جانا کہ شہریار کو مبادا گمان میرے حسد کا ہو تو لینے کے
دینے پڑین اگر یہ شخص غدار ہی تو غدر پوشیدہ نہین رہتا ہی عنقریب ظاہر ہو جائیگا اور سزا
اپنے کردار کی پائیگا کہ ہر عمل کے واسطے منتقم حقیقی نے سزا مقرر کی ہی اور بادشاہون کے بھی
مرحمت اور سیاست کے دونون پلے برابر ہوتے ہین جو شخص جتنی بلندی سے گریگا اُتنا ہی
صدمہ زیادہ پائیگا مگر قیاس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ وقت آ پہونچا ہی کسی کی غیبت کرنے
کی حاجت نہین ہی کہ بادشاہ خود روشن ضمیر ہی لیکن باوجود دعوی فقر و پاک طینتی اور خرقہ
صوفیانہ اور نیک نیتی کے جو کوئی حیا نہ کرے اور خیانت فاش سے نہ شرماے تو لازم ہی کہ یہ
بیت اپنے حال کے موافق تکرار کرے **بیت** خرقہ پوشی من از غایت دینداری نیست *
خرقہ را بر سر صد عیب نہان مے پوشم * ساتوان دروازہ معقول گوئی سے در آیا اور کہا کہ
اس پاکیزہ روزگار متقی دیندار کے کلام سے ہمیشہ یہ تراوش کرتا تھا کہ اُسکا عقد جان ہر معصیت و بلا
اور محنت و عنا مین مصروف رضاے بادشاہی ہی با این ہمہ اگر ایسی خیانت ظاہر اُس سے
سرزد ہوئی ہو تو حیرت کا محل ہی اور کسی طرح سے یقین نہین آتا ہی باقی الغیب عند اللہ
آٹھوین نے کہا کہ جب کہ ایسی قلیل چیز پر کہ بادشاہ کی چاشت کا وظیفہ تھا اور اُس نے
اُسپر آنکھ اپنی سیاہ کی ہو تو قیاس کیا چاہیے کہ مہمات کُلی مین کس قدر کی خیانت
کی ہو گی اور مال بادشاہی سے کیا تصرف مین لایا ہوگا جو صیاد کہ بیضہ گنجشک سے
درگذر نہ کرے وہ تیہو اور کباب پر قادر ہو کے کب درگذر کرے گا جب کہ

امرا و وزرا نے میدان خالی پا کے اپنے حسب لخواہ بدگوئی مین زبان آوری کی اور کامجو کا دل غبار تردد سے خوب بھرا اُسکے بعد ایک نے اُن مین سے کہا کہ اگر یہ بات سچ نکلی تو یہ فقط خیانت نہین بلکہ دلیل ہی کافر نعمتی اور حق ناشناسی کی اور حقارت بادشاہ کی بھی اسمین متصور ہی کیونکہ دشمن کہینگے کہ بادشاہ نے کیا سمجھ کے ایسے خائن پر اعتماد کیا تھا دوسرا وزیر بولا کہ ای یارو ایسے کلمات زبان پر نہ لاؤ اور اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کرو ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتاً خلاصہ معنی آیت یہ ہی کہ آیا دوست رکھتا ہی تم مین سے کوئی یہ کہ کھاوے گوشت اپنے برادر مردے کا لازم ہی کہ دانت اپنے بھائی کے گوشت مین نہ مارو اگر قضیہ خیانت کا واقع ہو تو تم سب گناہگار ہوگے اگر بادشاہ اسی ساعت فرمائے تو مکان اُسکا ڈھونڈھا جائے اور اشتباہ رفع ہو جائے اگر گوشت اُسکے مکان سے نکلا تو بھی گواہ ہی اُسکی خیانت کا اور گمان خاص و عام کا بجا ہی اور اگر گوشت اُسکی دیا مین نہ نکلا تو افترا صریح ہی پھر سب پر واجب ہی کہ استغفار کرین اور فرلیسہ سے گناہ اپنے بخشوادین دوسرے نے کہا کہ اگر احتیاط منظور ہی تو اُسکی تحقیق مین جلدی کیجائے ورنہ اُسکے جاسوس صحبت مین بہت ہین ساعت بساعت خبر پہونچاتے ہین جب کہ وہ مطلع ہو جائے گا تو اُسکا تدارک جو کچھ کہ چاہیے سو کریگا پھر اسبات کا کھلنا دشوار ہو جائے گا آخر ایک اور ندیم نے گستاخانہ عرض کیا کہ اس واقعے کے تفحص سے فائدہ کیا ہی اگر گناہ بھی اُس خاین نامتدین کا ثابت ہوا تو ایسا شعبدہ کرے گا کہ بادشاہ کو اس مکافات سے منحرف کرکے سب خیر خواہون پر غضبناک کر دے گا ایک تو اُسوقت حال شیر کا بھوک سے متغیر تھا اور اسیران لوگون نے یہان تک مفسدہ کیا کہ کراہت فرلیسہ کی طرف سے شیر کے دل مین آہی گئی لیکن بتیسر بھی کامجو نے عقل سلیم کو دخل دیا اور سب سے کہا کہ اس قضیے نے مجھے سخت متردد کیا ہی جب غور کرتا ہون کہ وضیع اور شریف ارکان دولت فرلیسہ کی خیانت پر متفق ہین اور ایسا اتفاق کمتر ہوتا ہی بلکہ نہین سُنا ہی کہ سب کے سب

مفاد یہ ہی کہ رکھتے ہو کوئی تم مین سے اچھا جانتا ہی کہ کھاوے اپنے بھائی کا مرا ہوا گوشت ... پس سمجھ لو ... اگر ... اس ... جناب باری ... عیب ... گویا اُسنے اسکا گوشت کھایا ۱۲

ایمان چھوڑ دین اور ناحق ایک بیگناہ کو حسد سے قتل کرا دین اور مطلق خوف خدا
اور شرم خلق اللہ نہ کرین اور ندیم کافی کہ باعث آرام بادشاہ اور موجب فلاح سلطنت
ہو اُسکی ہلاکت پر راضی ہون اور جس وقت کہ نظر تامل سے دیکھتا ہون تو زنہار یقین
نہین ہوتا کہ ایسا زاہد و عابد کہ سب عالم جسکی امانت و دیانت پر گواہ ہی اور مین نے
بھی اِس مدت مدید مین کبھی شائبۂ خیانت اُسکے اقوال و افعال سے پایا نہین ہی پھر
ایسی خیانت اُس سے کیونکر ہوئی ہو گی ان دونون صورتون مین عجب طرح کا
تردد عظیم میرے لاحق حال ہی مگر بعد تامل بسیار عقل سلیم کہتی ہی کہ یہ سب سباع کہ
فریسہ سے مرتبہ مین کمتر ہین وہ سب گوشت کے محتاج نہین ہین بلکہ بقدر احتیاج اسی کے
ہاتھ سے سب کو ہر روز پہونچتا ہی پس فریسہ کو گوشت کی کیا کمی تھی کہ ہماری چاشت
کا گوشت چرا لیتا اور پھر چرانے کے بعد اُسے کھاتا بھی نہین اور دیکھا اس مین رکھو چھوڑتا
کہ تم اسے نکال لاتے لہذا جواب اِس بات کا جب تک دلیل کافی سے نہ لاؤ گے
قابل اعتبار نہین ہی سیاہ گوش نے عرض کی کہ جواب شافی اسکا موقوف ہی ایک حکایت
پر اور وہ حکایت ہی زن گدائی پیشہ کی کہ ایک بادشاہ کی منظور نظر ہوئی تھی کامجو نے
پوچھا کہ حکایت اُسکی کیا ہی **حکایت** کہا کہ ایک عورت کم سن تناسب اعضا اور
رنگ و روغن اور آنکھ ناک سے بہت درست تھی کہ جسے نک سک سے ٹھیک ٹھاک
کہتے ہین کوچہ و بازار مین گدائی کرتی پھرتی تھی لیکن بسبب خواری اور مذلت کے کہ
میلی کچیلی اور خاک آلودہ اور لاغر پھرتی تھی اُسکا حسن و جمال کسی کے خیال مین نہ آتا تھا
اتفاقاً ایک دن سواری بادشاہ کی سر بازار گذری اور اُسپر نظر پڑی ان دنون کہ نیر اقبال
اُسکا حضیض نکبت سے نکلکر اوج ترقی پر درخشانی کر رہا تھا اس لیے بادشاہ کی
نظر مین حور و پری سے بہتر دکھلائی دی حکم کیا کہ اسے سوار کر کے لے آؤ
فوراً خدام سلطانی نے محافے مین بٹھا کے در دولت پر حاضر کیا حکم ہوا کہ

محل شاہی مین داخل کرو اور محلدار سے کہو کہ جلد حمام کروائے اور پوشاک نفیس پنہائے
مشاطہ سے کہو کہ آج اُسے آراستہ کرکے چوکی مین لگائے جب کہ بعد آرائش تمام شب کو
بادشاہ کے روبرو آئی دیکھتے ہی ہزار جان سے مفتون ہوگیا اور تمام شب بوس و کنار
اور خلا مین لبسر کی اور روز بروز غلبۂ عشق کا بادشاہ کو زیادہ تر شیدا کرتا جاتا تھا
حتی کہ افضل النسا اور ملکہ جہان خطاب ہوا اور بادشاہ کا کھانا اور سونا بھی اُسی کے
ساتھ تھا باوجود کہ اس خواری و ذلت سے نکل کے اس عیش و آرام سے رہتی تھی مگر
روز بروز لاغر اور نزار ہوتی جاتی تھی ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ حال اپنا بتا کہ
اس راحت و عشرت مین کیون لاغر ہوتی جاتی ہی جو بیماری ہو تو معالجہ کیا جائے اور
اگر کوئی رنج روحانی ہو تو اُسکا تدارک ہو اُسنے کہا کہ ای بادشاہ نہ مجھے کوئی ملال بدنی
ہی نہ روحانی مگر بادشاہ مجھے اپنے ساتھ کھانا نہ کھلائے اور حکم ہو کہ میرا کھانا جدا آئے اور
سب سے علیحدہ کھایا کرون اسکے بعد مین ہرگز لاغر نہ ہونگی بادشاہ نے اُسی دم حکم کیا اور
کھانا اُسکا علیحدہ آنے لگا اُسکے بعد یہ روز بروز فربہ اور سرخ و سپید ہونے لگی بادشاہ نے
خدام محل سے پوچھا کہ یہ جدا کھانے مین کیا کرتی ہی اُنھون نے عرض کیا کہ کنیزون کو اسکا
علم مطلق نہین ہی اس قدر معلوم ہی کہ جب خاصہ آتا ہی تو یہ طاقون پر چنوا کے پردے کھلوا دیتی
ہی اسکے بعد پھر جو جو خاصہ آتا ہی تو طاقون پر چنوا کے پردے کھلوا دیتی ہی اسکے بعد معلوم نہین
کہ اندر کیا کرتی ہی اور کس طرح کھاتی ہی اور ایک دن جبکہ مشغول کھانے کی ہوئی بادشاہ
مخفی آکے پردے مین جھانکنے لگا دیکھتا کیا ہی کہ روبرو ہر طاق کے آتی ہی اور کہتی ہی کہ
خدا کی راہ پر ایک ٹکڑا دو پھر اُسمین سے لے کے ایک لقمہ کھا لیتی ہی پھر دوسرے طاق
کے آگے جاتی اور کہتی ہی کہ اللہ کے نام پر ایک نوالہ دو اُسمین سے بھی ایک لقمہ لیکر کھا لیتی
ہی اسی طرح سب طاقون سے مانگتی پھرتی ہی جب سیر ہو جاتی ہی تو کنیزون کو آواز دیتی اور
کھانا اُٹھا دیتی ہی اور ہاتھ مُنہ دھو کے آیا کرتی ہی جب کہ بادشاہ نے یہ حال مشاہدہ کیا سمجھا

کہ علت دھونے سے البتہ جاتی ہو مگر عادت نہین جاتی ہو اُسی دن بادشاہ نے اُس کو نکال دیا اور اُسکے بعد پھر اُسکا نام نہ لیا اے بادشاہ فریبہ بھی اسی طرح سے مرد گداپیشہ اور خائن اور مکار تھا تو نے دفعۃً بلا امتحان اُسے وزیر اعظم کر دیا گو اس مرتبے کو پہونچا مگر عادت خیانت اور گدائی کی اُس سے کب جاتی ہو الّا یہ سچ ہے کہ اُسے گوشت کی یا کسی چیز کی تیری بدولت کیا کمی ہو مگر عادت خبث سے مجبور ہو کہ چوری اور خیانت کے سبب اُسکی نہاد مین رکھی گئی ہو اُسے چین اور قرار نہین آتا ہو جبکہ دلیل یہ روشن اور مثال چسپان سیاہ گوش کی زبان سے کامجو نے سُنی یقین ہوا کہ یہ امر بے سبب نہین ہو حکم دیا کہ دیکھو اُسکی دیا اس مین گوشت کا کچھ اثر ہو یا نہین فوراً ایک درندہ اُٹھا اور وہان جا کے آدھا گوشت زمین مین گاڑ دیا اور آدھا اُٹھا لایا کامجو نے کہا کہ ایک حیرت مجھے یہ ہو کہ اگر گوشت اُسنے کھانے کے واسطے لیا تھا تو رکھ کیون چھوڑا سیاہ گوش نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ بغور دیکھ کر سب گوشت تیری چاشت کا اتنا ہی تھا اُسنے بقدر اشتہا اپنی کے کھا لیا ہوا اور جو باقی رہا اُسے رات کے واسطے رکھ چھوڑا ہو اس گفتگو کے بعد کامجو کو یقین کامل ہوا اور فریبہ کے حاضر کرنے کا حکم دیا سرہنگام شاہی بجا آوری فرمان شاہی کی غرض سے اُسکو لینے گئے بیچارہ ان غداروں کے مکر سے بیخبر اور دامن اُسکا لوث خیانت سے پاک تھا بیابکانہ شیر کی خدمت مین پہونچا شیر نے گوشت کی بابت دریافت کیا فریبہ نے کہا کہ مین نے اہل مطبخ کو دیگر تاکید کی تھی کہ چاشت کے وقت بادشاہ کے آگے لیجانا چونکہ اہل مطبخ بھی شریک حال اُنھین دشمنون کے تھے انکار کیا کہ ہم ہرگز گوشت سے واقف نہین ہین اور کسی نے ہمین سونپا نہ تھا بادشاہ نے وہ سب حکایت کہ تحقیق کر چکا تھا بیان کی اور کہا مجھے کسی طرح شک تیری خیانت مین باقی نہین رہا ہو اگر جواب شافی تجھ سے سرانجام ہوا تو خیر ورنہ دیکھیگا جو دیکھے گا فریبہ سمجھا کہ دشمنون نے کام اپنا کیا اور جو ہم کہ مدت سے مدنظر تھی اور رشتہ اُس کی تدبیر کا کات رہے تھے آج درست کیا اور دل مین سمجھ کے یہ اشعار گویا کہ حسب حال اپنے پڑھے ابیات کون ہین وہ جو کیا کرتے ہین حیوان کو قتل ٭ ہم سے سیماب بھی کشتہ کسی عنوان نہوا ٭ ہاتھ مین سبحہ تو زنار رہا گردن مین ٭

ہمسے آزردہ دل گبر و مسلمان نہواپ مین تو اے تشنہ ترے صحرا کو سمجھ دار شفاپ یان بھی
آیا تو مرے درد کا درمان نہواپ بادشاہ کے وزیرون مین ایک بھیڑیا تھا کہ مدت سے
فریسہ کی ترقی پر غار غار تھا بولا کہ اے بادشاہ خیانت اُس بدکار گنہگار کی روشن ہوئی
اور احتیاج گواہ اور شاہد کی کچھ باقی نرہی اب مناسب ریاست یہ ہے کہ سیاست مین
تاخیر نہو اور اگر یہ امر مہمل رہا تو بیشک خائن اور گنہگار ساعت بساعت اپنے افعال پر
دلیری کرینگے اور حکما کا اسپر اتفاق ہے اگر بادشاہ ہر ہر محل مین اپنی سیاست اور حرمت
کو عمل مین نہ لائیگا اور قصور فرمائیگا تو امور سلطنت کے عنقریب برہم اور درہم ہوجاینگے
ایک سیہ گوش کہ بادشاہ کا مخصوص تھا اُسنے یون عرض کی بادشاہ عالم پناہ کی وہ
راے روشن ہے کہ آفتاب اُسکے پرتو سے اکتساب ضیا کرتا ہے اور شمع شبستان سپہر اسکی
حمایت خرد سے چہرہ اپنا روشن رکھتا ہے مین اس تعجب مین ہون کہ خیانت اس غدار
کی اور رعونت اس غدار کی اور خباثت اس روباہی مکار کی کیونکر راے عالی سے پوشیدہ اور
خبث اُسکے ضمیر ناپاک اور مکر طبع حیلہ انگیز کا کس طرح اتنی مدت مخفی رہا یا وجود اپنے گناہ
عظیم اور فعل قبیح کے قتل اُسکا شہریار نے کیون توقف مین ڈالا ہے اور مشرب سیاست کہ
بیخ نہال دانش کو تازہ رکھتا ہے کیون جاری نہین کرتا ہے کا تجو نے فرمایا کہ تیر اسطلب کیا
ہے اُسنے جواب دیا کہ اے بادشاہ حکیمون نے کہا ہے کہ شش جہت سیاستہ دامت ریاستہ
نظام سیاست باعث دوام ریاست ہے جسنے کہ تیغ سیاست نیام انتقام سے نہ کھینچی
وہ فتنہ اعدا کی سرہم نہ پہونچا سکے گا اور جسنے کہ بنیاد فساد کو منہدم نہ کیا نہال گلشن
امان اُسکا باغ زمانہ مین نشو نما نہ پائیگا بیت آئین سیاست ار برافتد
بنیاد امان زباد درافتدپ جو کوئی کہ اصلاح ملک کیا چاہے سیاست مین تاخیر نہ کرے
اگر مونس دل اور مقبول خاطر ہو اُسپر بھی التفات نہ کرے جیسا کہ بادشاہ بغداد
نے مصلحت عام کے واسطے اپنا محبوب خاص سیاست پر کھینچا کا تجو نے پوچھا کہ یہ

حکایت شاہزادہ خراسان و شہزادی بغداد

قصہ کیونکر ہو **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ملک خراسان مین ایک بادشاہ تھا کہ اوائے قانون عدالت جمشید وار سے جام جہان نمائے عقل کو آئینہ روزگار بنایا تھا اور بلحاظ قاعدہ اسکندری چشمہ حیات کا ہمیشہ طالب تھا یعنی عدل وہ آب حیات ہو کہ عامل اُسکا نام نیک کے سبب سے کبھی نہین مرتا ہو اور اُسکا بیٹا تھا نیک خو زیبا رو کہ کمند ملاطفت مین دل خلق اللہ کھینچتا تھا اور دانہ احسان واکرام سے مرغ جان خاص و عام کو دام محبت مین لاتا تھا اس شاہزادہ کو آرزوے طواف خانہ کعبہ اور عزیمت اداے ارکان حج مصمم ہوئی بعد قیل وقال بسیار باپ سے اجازت پا کے تری کی راہ سے متوجہ سفر کا ہوا اور ملازمون کے گروہ کے ساتھ مرکب کشتی پر سوار ہو کے عنان اختیار باد سبکر فتار کے ہاتھ مین دی بیت چشم فتان ہوئی گرداب بلا دریا مین ٭ بے خطر موج کے مانند چلا دریا مین پقطع مسافت کر کے مکہ معظمہ کو پہونچا بعد اداے لوازم ارکان حج متوجہ آستانہ بوسی حضرت سلطان رسالت اور خاقان بارگاہ جلالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا آخر شرف سعادت آستانہ بوسی سے مشرف ہو کر قافلہ خراسان کے ساتھ بغداد کی جانب آیا بادشاہ بغداد حال شاہزادے کا سنکر پیشوائی کو باہر آیا اور قاعدہ جہانداری مین ترتیب بادشاہانہ بجا لا کر استدعا کی کہ چند روز یہین توقف کیجیے بموجب درخواست بادشاہ بغداد کے چند مقام کیے جب کہ رنج سفر سے آسودہ ہوا اجازت وطن کی چاہی سلطان بغداد نے بہت عذر کیا لیکن اُسنے شکر گزاری کے بعد رخصت مین اصرار کیا اور ایک کنیز چینی کہ لعبت چین اس سے عبارت ہو ہدیہ کے طور سے بادشاہ بغداد کو نذر کر کے آپ راہی خراسان کا ہوا شاہزادے کے رخصت ہونے کے بعد سلطان بغداد نے کنیز کو حرم سرا مین بلایا پس وہ صورت دیکھی کہ نقاش فطرت نے زیبائی مین لوح وجود پر ایسا نقش کم تر کھینچا تھا اور دیدہ مصور فکر نے رعنائی اور دلفریبی مین جریدۂ خیال پر ایسا جمال نہ دیکھا تھا اور اُسکی زلف مشکین نے کمند فتنہ مین ایک عالم

کو جکڑا تھا اور ماہ جہانتاب اُسکے قدمون پر پیشانی ملتا تھا بادشاہ بغداد دیکھتے ہی
حسن و جمال اُس پری تمثال کا فریفتہ ہوگیا اور کہتا تھا یہ شعر گویا کا میرے ہی حسب حال
ہی **بیت** سامنے آتا ہی جو یوسف جمال ٭ اُس کے ہاتھون مفت بکجاتے ہین ہم ٭
اگرچہ حاکم خرد منع کرتا تھا کہ دل اُس سے نہ لگائے پر فائدہ نہ کرتا تھا اور کارفرما عقل
ہرچند آب نصیحت آتش عشق پر چھڑکتا تھا مگر شعلہ اسکا منطفی نہ ہوتا تھا اور یہ شعر گویا کا
ہر دم زبان پر رہتا تھا **بیت** آپ سے جاتا نہین ہین اس ستمگر کیطرف ٭ خود بخود گردن
کھنچی جاتی ہی خنجر کی طرف ٭ القصہ یہان تک طرح معاشرت کی کنیز سے بڑھی کہ بالکل
ملک و مال کی خبر نہ رہی اور یہ دستور ہی کہ جب بادشاہ لہو و لعب اور عیش و طرب مین
مشغول ہوکے مظلومون کے حال سے بھی غفلت کریگا تو تھوڑے سے عرصے مین ہرج اور مرج
سلطنت مین پیدا ہوگا اور آشوب فساد یہان تک ترقی پائیگا کہ کام خلائق کا اضطرار
و اضطراب کو پہونچے گا **نظم ناسخ** شاہد پرست جبکہ کوئی بادشہ ہوا ٭ آیا زوال شمس و قرات
گیا وقوف ٭ جب نور آفتاب ہوا زیر ماہتاب ٭ قول منجمین ہی کہ بس ہو گیا کسوف ٭
جب کہ چند روز اس طرح پر گذرے ارکان دولت نے بادشاہ کی بے پروائی سے حال و لایت
کا خراب دیکھا ہر ایک نے دست نیاز گوشہ نشینون کی جانب دراز کیا اور درویشان پاکیزہ
نفس کے باطن سے دریوزہ دعا کا صلاح حال بادشاہ کے واسطے کرنا شروع کیا آخر مضطر ہونا
کا تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا بادشاہ نے رات کو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہی
کہ تجھے کیا ہوا ہی کہ مظلومون کے کام سے تو نے ہاتھ کھینچا ہی قریب ہی کہ یہ دولت تیرے ہاتھ
سے جاتی رہے کیون اپنے ہاتھ سے تیشہ اپنے پانون پر مارتا ہی بادشاہ نے ہیبت خواب سے
بیدار ہوکے اور غسل کرکے زبان اقتدار و استغفار کھولی اور تدارک مافات مین مشغول
ہوا اور حکم دیا کہ یہ کنیز آج سے میرے پاس نہ آنے پائے اگرچہ اُسکے بغیر آرام نہ تھا اور دل
اُسکے مشاہدہ جمال کے بغیر قرار نہ پاتا تھا اور یہ شعر گویا کا تکرار کرتا تھا **بیت** یہ جنون

۱ ہرج مرج بلغت نقصان
۲ مستعمل شدہ واضطراب
۳ مافات جو چیز جاتی رہی

جھاڑ کے پنجے مجھے چمٹا ہی کہ بس ٭ کبھی دامن جو چھڑایا تو گریبان ہوا ٭ لیکن خوف آلہی اور بیم زوال بادشاہی سے یہ حکم کیا تھا کہ یہ میرے پاس نہ آئے کنیز کنے دو دن صبر کیا اسکے بعد بادشاہ کے پاس بے حجابانہ چلی آئی اور یہ شعر مؤلف کا زبان پر لائی **بیت**
کچھ تو فرماؤ مکدر کیون ہو ٭ کیا گنہ کیا ہی خطا کیا باعث ٭ پھر بادشاہ نے اسکا جمال دیکھا ہوش جاتا رہا اور جنون و عشق نے متاع عقل و فہم کو تاراج کیا اور شعر مولف کا پڑھنے لگا
بیت ان دنون پھر بیقراری کا اثر ہونے لگا ٭ پھر دامن مرے اشکون سے تر ہونے لگا
پھر اسکے بعد اسی طرح چندروز اُسکا شیفتہ جمال و فریفتہ زلف و خال ہو کے عشرت مین بسر کی دوسری بار پھر جاسوس عالم غیب کی اشارت لاریب سے بادشاہ کو ہوش آیا اپنے دل مین کہا کہ اس فتنہ کے دفع کرنے کے سوا میرے درد کی دوا نہوگی اور بے اسکے کہ یہ بلا ٹلے دفع ہو جائے کام سامان کو نہ پہونچے گا بعد ازین جلاد کو حکم کیا کہ اس کنیز نے نافرمانی کی ہی کہ بغیر بلائے میرے پاس چلی آئی اُسکی سزا یہ ہی کہ اُسے لیجا کے دریاے دجلہ مین ڈبو دیوے جلاد بموجب حکم کے کنیز کو باہر لایا اور اپنے دل مین سوچا اگر بادشاہ کل پشیمان ہو کر مجھے طلب کرے اور وہ جو ہلاک ہوگئی تو مین کیا تدارک کرونگا اسواسطے اسنے اپنے گھر مین چھپا رکھا شاہ اُس حرکت کے بعد بہت ملول ہوا جب کہ جلوت سے خلوت مین آتا تھا تو آرزوے دیدار یار غلبہ کرتی تھی اور بہت مضطرب ہوتا تھا اور پھر اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا اور دلائل عقل سے دل کو تسکین دیتا تھا ایک دن دفع ملال کے واسطے بادۂ آب کے چند جام نوش کیے جب کہ سرور حواس پر مستولی ہوا اور ناصح عقل کا دماغ سے اُٹھ گیا خیال یار دلفریب سے بے شکیب ہوا اور جلاد کو طلب کر کے پوچھا اور تہدید تمام سے کہا کہ اگر آج کی رات اُسے حاضر نہ کیا تو تجھے دار پر کھینچونگا ہرچند جلاد نے عذر کیا کہ مین نے جو کچھ کیا سو بادشاہ کے حکم سے کیا میرا کیا قصور ہی لیکن بادشاہ کو جو نشہ شراب نے بیخود کر رکھا تھا عذر واجبی سیاف کا نہ سُنا وہ ناچار ہو کر ہیبت سلطانی سے ڈرا اور اُس

کنیز کو حاضر کردیا بادشاہ نے پھر نئے سر سے نبیاد نشاط کو تازہ کیا اور اسباب عیش پر آمادہ ہوا القصہ اسی طرح تین بار بادشاہ نے اُسکے قتل کا حکم دیا اور سیافؔ خوف جان سے اُسے بچا رکھتا تھا اور طلب کے وقت پھر حاضر کرتا تھا ایک دن بادشاہ سوچا کہ چارہ اس کام کا اپنے ہاتھ کے سوا سرانجام نہ پائیگا اور دفع اس بلا کا اور کے ہاتھ سے زنہار نہوگا القصہ ایکدن بادشاہ لب بام کھڑا ہوا دجلے کی سیر کرتا تھا اور وہ کنیز بھی پاس کھڑی تھی بادشاہ نے خیال کیا کہ اگرچہ یہ کنیز بیگناہ ہی مگر مین اسکے پیچھے یہانتک ازخود رفتہ ہون کہ کام خلق اللہ کا تباہ ہوا جاتا ہی اور داد نہ دینا مظلومون کی بڑا گناہ ہی پس بہتر یہ ہی کہ جب آدمی دو بلاؤن مین مبتلا ہو تو جو آسان ہو اُسے اختیار کرے بقول عرب من ابتلی ببلیتین فلیختار اہونہما اب بہتر یہی ہی کہ اس کنیز اور اپنے آرام جان سے ہاتھ اُٹھاؤن اور داد مظلومون کی ترک نہ کرون اسکے بعد بادشاہ نے اسکا ہاتھ پکڑ کے دفعتہً دجلے مین پھینکدیا اور حکم دیا کہ اُسے نکالو آخر دریا سے نکال کے دفن کردیا ہرچند کہ الم اسکے ہلاک کا زیادہ از حد کھینچا کہ گویا وہ آپ مرگیا لیکن صلاح ملک اور مظلومون کی داد کے واسطے اپنے معشوق کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا اور یہ مثل اسواسطے کہی گئی ہی تا بادشاہ جانے کہ صلاح مملکت کی رعایت کرنا واجب ہی اور شخص خائن کو زنہار اپنا انیس نہ کرے اور ایک شخص کہ جس سے مضرت امور کلی کو پہونچے اور نقصان عالم کو ہو اُسے دفع کرے بادشاہ اس دمدمے سے دم مین اُنکے آگے سخت غضبناک ہوا اور فریسہ کو پیغام دیا کہ اس گناہ کا اگر کوئی عذر ہو تو پیش کرے ورنہ دیکھے گا جو دیکھے گا مثل مشہور ہی کہ جسکا ہاتھ کوتاہ ہوتا ہی اُسکی زبان دراز ہوتی ہی اسکے مناسب مؤلف کا شعر ہی بیت ترک مطلب کیا ہی بے نیاز ہاتھ کھینچا پاؤن پھیلاتے ہین ہم ٭ فریسہ نے کہ بیگناہ تھا جواب درشتی آمیز دیا سنتے ہی جواب سخت کے غصہ کا مجو کا دوبالا ہوگیا اور عہد و پیمان کو برطرف کرکے فریسہ کے قتل کا حکم دیا یہ خبر مادر شیر کو پہونچی کہ شیر نے تعجیل کی اور حلم و بردباری کو چھوڑ کے خفت و سبکساری کا مائل ہوا اور

جو شخص مبتلا ہو دو بلاؤن مین پس اختیار کرے آسان تر اُن دونون کا

دل مین کہا کہ جلد پہونچنا مناسب ہی کہ اپنے فرزند کو وسوسۂ شیطانی سے باز رکھون معمول ہی کہ جب بادشاہ پر غصہ غالب ہوتا ہی شیطان اُسوقت اُسکے مزاج پر زیادہ تر تسلط پاتا ہی اور خلاف صواب کے راہ بتاتا ہی بیت غضب از شعلہ ہاے شیطانیست ٭ عاقبت موجب پشیمانی ست ٭ پہلے ایک شخص کو جلاد کے پاس بہیجا کہ فریسہ کے قتل مین توقف کرتا مین شیر سے کلام کرلون اول کامجو کے پاس آئی اور کہا کہ ای فرزند مین نے سُنا ہی کہ تو نے فریسہ کے قتل کے لیے حکم دیا ہی گناہ اسکا کیا ہی شیر نے صورت حال بیان کی مادر شیر نے کہا کہ ای فرزند آپ کو بادیہ ضلالت مین سرگردان نہ کر اور شربت عفو اور احسان سے بے بہرہ نہو کہ پندگویون نے کہا ہی کہ شناخت آٹھ آدمیون کی آٹھ چیزون کے ساتھ ہی ہوتی ہی حرمت زن کی شوہر سے اور پرورش فرزند کی والدین سے اور دانش افزائی شاگرد کی استاد سے اور قوت بادشاہ کی فوج اور مشیران کامل سے اور کرامت زاہدون کی تقوی سے اور امینی رعیت کی بادشاہ بیدار مغز سے اور نظام کار بادشاہی عدل و داد سے اور رونق عدل کی عقل سے اور عمدہ اسباب مین دو چیزین ہین ایک یہ کہ پہچاننا اپنے رفیقون کا ہر ایک کے مرتبہ کے موافق اور رعایت کرنا ہر ایک سے مقدار اُسکے ہنر کے اور دوسرے معمول ہی کہ مقربان درگاہ باہم نزاع دلی رکھتے ہین کہ سوا فنا اور ہلاکت کے عداوت اُنکی جاتی نہین ہی اگر بادشاہ بدگوئی ایک کی دوسرے کے حق مین سُنے تو ایک بھی لائق اعتماد کے نرہیے کیونکہ اُنکا دستور ہی کہ کیسا ہی مخلص ہوا خواہ ہو اُسے معرض تہمت مین لاتے ہین اور خیانت کو لباس امانت مین جلوہ دیتے ہین اگر بادشاہ سست خرد ہوا تو بے گناہ گرداب بلا مین پڑین گے اور مجرم قوت فریب سے ساحل نجات پر سلامت پہونچین گے بیت بے گنہ دل شکستہ در زندان ٭ مجرم از دور خرم و خندان ٭ اور لا شک نتیجہ اس کام کا یہ ہی کہ حاضرین قبول عمل سے امتناع کرتے ہین اور غائب حاضر ہونے مین پرہیز رکھتے ہین اور ہزار خلل ارکان شاہی مین راہ پاتے ہین اور مضرتین اس کی حد سے باہر اور

اور قیاس سے افزون ہین قطعہ منہ گوش بر قول اہل غرض + کہ زیشان رسد ملک و دین را شکست + غرض دار گر از تو شد بہرہ مند + شود پایہ قدر و جاہ تو پست + اگر با حسودان شدی ہمرکاب + عنان بزرگی نداری بدست + شیر نے کہا کہ مین نے کسی کے کہنے پر فریبہ کے قتل کا حکم نہین دیا بلکہ جب اُسکی خیانت خود مجھ پر ظاہر ہوئی ہی تب میرا مزاج تیز ہوا ہی شیر کی مان نے کہا کہ تغیر بادشاہون کے مزاج کا بے یقین صادق خصوصًا اہل اعتماد کے حق مین روا نہین ہی اور یہ جو کہا تو نے کہ اُسکی خیانت خود مجھ پر ظاہر ہوئی یہ غلط ہی ثبوت خیانت کا ہنوز شبہہ مین ہی جس وقت کہ پردہ روے کار سے اُٹھیگا تو حقیقت معلوم ہو جائیگی کہ راست کیا اور دروغ کیا ہی لازم تھا کہ پہلے اُسکی خدمتین یاد خاطر رہتین اور جو خیر خواہیان کہ اُس سے صادر ہو چکی ہین وہ لوح ضمیر منیر سے محو نہوتین اور باتین بے ہنران ناآزمودہ کی ہنرمندان کافی کے حق مین مسموع نہ کی جاتین کہ بے ہنرون کا دستور ہی کہ سو سو حیلے اُٹھاتے ہین تا ہنرمند تردد مین پڑین اے فرزند عقل دور اندیش اور راے عالم آراے کے مناسب یہ ہی کہ جو صورت حادثہ کی پیش آئے اُسکو فکر عاول اور تمیز کامل سے پہچاننا چاہیے کہ ہر شخص کے جوہر کا شرف صفائی سے خرد ارجمند کے ہوتا ہی بیت عقل ست کہ نبیاد شرف محکم ازوست + افزونی حرمت نبی آدم ازوست + فریبہ تیرے ور دولت پر مرتبۂ بلند اور درجۂ ارجمند کو پہونچا اکثر مجلسون مین تو نے اُسکی ثنا و صفت کی اور بارہا اُس سے شورے کیے اب لازم ہی کہ سبکی اپنے قول کی ظاہر نہ کر اور جس بنا کو کہ اپنے ہاتھ سے اُٹھایا ہی اُسے بے سبب گرانا آپ کو شماتت اعدا مین ڈالنا ہی اور جو بات کہ فراخور ثبات وقار نہین ہی اُس سے احتیاط واجب ہی تا عقلا کے نزدیک متہم نہ ہو انصاف کر یہ نسبت کہ فریبہ کی طرف دشمنون نے کی کس قدر عقل سے دور ہی کہ ایک شی محقر کہ کوئی شخص ادنے بھی اُسپر آنکھ اپنی نہ کریگا پس ایسا جلیل القدر کہ اُسے تیری بدولت کسی چیز کی کمی نہین

ہی وہ کیونکر ایسی بے حقیقت چیز پر بے دیانتی کرتا اوصاف جس کے زہد وتقویٰ
کے اہل زمین وآسمان کی زبان پر جاری ہین اُسکو ایسی شے محقر کیونکر مغلوب
کرتی اور اُس سے پیشتر کہ فریسہ ملازم سرکار نہ تھا گوشت کو ترک کرکے زاویہ نشین تھا
تونے جبکہ طلب کیا کسی طرح اس ثروت وخدمت کو قبول نہ کرتا تھا آخر بہزار دقت
عظمت شاہانہ سے مجبور ہوکے بصد کراہت یہ خدمت قبول کی اور جب سے کہ ملازم آستانۂ
دولت ہوا کبھی اُس نے گوشت نہ کھایا تیری بدولت اُسے میسر نہ تھا اور ادنی ترین ملازم
سرکار سب گوشت کھاتے ہین اُسے کون مانع تھا اور تونے اتنا خیال نہ کیا کہ آج اُسے
کیا سودا ہوا تھا کہ تیری چاشت کا گوشت چُرا کے لیجاتا اور مطلب اُس چوری سے تو
یہ تھا کہ اُسکو کھا لیتا اور جو کھانے سے بچتا اُسے دور پھینکدیتا رکھ کیون چھوڑتا کہ اعدا اُسپر
گرفت کرتے یہ صاف فریب اور بندش دشمنون کی ہی اس بات کو رائے صواب اندیش
سے ملاحظہ کر اور سخن بیہودہ کو کان مین جگہ نہ دے اور گمان غالب یہ ہی کہ دشمنون نے
گوشت اسکی منزل مین رکھدیا ہی کہ اُس حیلے سے اُسے متہم کرین اور یہ بات کچھ
حاسدون کے خبث سے دور نہین بلکہ بیشتر ازین غیر کے آزار پہونچانے کے واسطے بدنفسون
نے اپنے نفس کو قتل کروایا ہی جیسا کہ اُس خواجہ نے غلام کو اپنے قتل کا حکم دیا تھا شیر
نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا اُسے بیان فرمائیے **حکایت** کہا کہ شہر بغداد مین ایک حاسد
تھا اُسکے ہمسایہ مین ایک مرد صالح متدین باخدا رہتا تھا **بیت** شمع محبت زدل
افروختہ ✣ ہرچہ بجز حق ہمہ را سوختہ ✣ مردم بغداد اُس زاہد سے اعتقاد تمام رکھتے تھے
اور ہر محفل ومجلس مین اسکا ذکر خیر کیا کرتے تھے اور بطریق تحفہ اور ہدیہ کے اکثر
نقد وجنس بھیجا کرتے تھے اور مرد حاسد اس حال کے مشاہدے سے شبانہ روز آتش حسد
مین جلتا تھا اور ہمیشہ اس تدبیر مین رہتا تھا کہ کسی طرح اسے گزند پہونچائے مگر کوئی
تدبیر ایسی نہ نکلتی تھی کہ جس سے اُسکا مقصد برآئے یعنی وہ زاہد نظر سے خلق اللہ

حکایت خواجہ حاسد اور غلام قاتل

کی گر جائے آخر بہت تنگ آیا اور اسی نیت سے ایک غلام خرید کیا اور اسکی تربیت اور پرورش
مین مبالغہ کرتا تھا اور بارہا اُس سے کہتا تھا کہ تجھے مین نے اسی واسطے خرید کیا ہی اور پرورش
کرتا ہون کہ اپنا حق تجھ پر ثابت کرکے اُسکے عوض ایک ایسا کام تجھ سے لون ہا یہ سب
احسان اُس ایک خدمت کے بدلے تیرے سر سے اُتر جائے سُن اے فرزند مین تجھ سے یہ امید وار
ہون کہ جو رنج میرے خاطر پر رات دن مستولی ہی اس سے مجھے فارغ کر دے جبکہ ایسی گفتگو
چند بار مجمل ہوئی ایک دن غلام نے کہا کہ بہت مرحمت اس بیچارے کے حق مین آپ نے فرمائی
ہی کہ شرح اُسکی زبان سے ادا نہین ہو سکتی ہی اور اقسام نوازش سے اس بندہ سرافگندہ
کو اختصاص دیا ہی کہ اگر ہمہ تن زبان شکر ہو جاؤن تو بھی اس عہدے سے باہر آنا ممکن نہین
ہی چاہتا ہون کہ خواجہ اپنے مکنون خاطر کو بہ تفصیل ارشاد فرمائے تو مقابلے مین ان احسانون
کے جان نثاری کرون خواجہ نے دیکھا کہ غلام دعوی حق گذاری اور تمنائے ہوا داری
دل رکھتا ہی اس لیے پردہ روے کار سے اُٹھایا اور کہا کہ آگاہ ہو کر مین اس ہمسایہ کے
ہاتھ سے تنگ آیا ہون چاہتا ہون کہ کسی طرح اُسے ذلیل کرون اور بارہا مین نے تدبیرین
کین مگر تیر تدبیر ہدف مراد کو نہ پہونچا اور آتش حسد ہر دم کانون سینہ مین شعلہ زن
اور زندگانی منغص ہی کہ اسکے رنج سے لذت حیات مجھ پر تلخ ہی اور عمر عزیز سے بیزار ہون
اور تجھے مین نے فقط اسی مطلب کے واسطے پرورش کیا ہی کہ آج کی رات مجھے اُس ہمسایہ
کے بام پر ذبح کر کے چھوڑ دے اور یہ بدرہ زر تجھے دیتا ہون اسے لیجا کے اور کسی ملک
مین اپنی عمر کو بسر کر بس آج تو میرے حق سے ادا ہوتا ہی جب کہ اس جگہ مجھے
لوگ کشتہ دیکھین گے اس زاہد کو گرفتار کرکے اسکی عزت اور مال سب تاراج اور
خراب کرینگے اور یہ رتبہ اسکا نہ رہے گا اور سب وضیع و شریف کہ اُسکا حلقہ اعتقاد
گردن جان مین ڈالے ہین منحرف ہوکے زبان طعن و لعن کھولین گے بس تمام ہی مطلب
میرا اس صورت مین غلام نے کہا کہ اے خواجہ اس فکر نا معقول سے درگذر

اور چارہ اس کام کا اور طرح پر تجویز کر اگر تیری مراد اُسکا دفع کرنا ہی تو مین اسے قتل کرکے
تیرا دل حسد سے خالی کردون خواجہ نے کہا کہ یہ اندیشہ دور و دراز ہی شاید کہ یہ تدبیر قتل
عرصہ کھینچے اور مجھے طاقت صبر کی نہین رہی ہی جو کچھ ہو سو آج ہو یہ جو مین نے کہا ہی اسے
بجا لا اور اسمین چون و چرا نہ کر اور روح میری خوش کر غلام نے کہا کہ کوئی عاقل یہ
تجویز نہ کرے گا جو تو کرتا ہی اور جس نے کہ بوے خرد سونگھی ہوگی وہ بھی ایسا اندیشہ
دل مین نہ لائیگا سوا جنون کے اور تعبیر اُسکی نہین بن سکتی ہی کیونکہ ذلت دشمن کی اپنی
حیات مین مطلوب رہتی ہی جبکہ آپ مر گئے تو دشمن کی مرگ اور ذلت سے کیا لذت اور
کون فائدہ متصور ہی ہرچند غلام نے اس طرح کی بہت تقریر کی کچھ مفید نہ پڑی جبکہ خواجہ
نے اسمین اصرار کیا غلام نے سر اُسکا بام ہمسایہ پر کاٹا اور تن اُسی جگہ چھوڑ دیا اور بدرہ زر
لے کر راہ اصفہان کی لی اور اسی دار الامان مین جا کر قرار پکڑا جبکہ اس بدنیت کو نیک
مرد کے بام پر کشتہ دیکھا کوتوال شہر زاہد بیگناہ کو زندان مین لے گیا اور کوئی عذر اُسکا نہ
سنا جو کہ تمام اہل بغداد اسکی عفت اور سلامت نفس پر گواہ تھے اور جو کوئی وجہ شرعی ثبوت
کی نہ پاتے تھے کہ زاہد نے اپنے ہاتھ سے اُسے قتل کیا ہی یا نہین لہذا اُسکا قتل نہین تجویز کیا
جاتا تھا مگر محبوس تھا قضارا مدت مدید کے بعد ایک سوداگر نے اُس غلام کو اصفہان مین
دیکھا احوال پوچھا اُس نے حقیقت مو بمو بیان کی سوداگر نے کہا کہ وہ مرد پارسا مبتلاے
صد رنج و عنا ہی غلام نے کہا کہ اُس بیگناہ پر ستم ناحق واقع ہوا ہی اور سچ یہ ہی کہ بموجب
حکم خواجہ کے یہ فعل مجھ سے صادر ہوا ہرچند مین نے انکار کیا اُس نے نہ مانا ایک بدرہ زر
دے کر کہا کہ مجھے قتل کرکے اصفہان کی راہ لے اس لیے اسکے حکم کے موافق مین عمل مین لایا
زاہد بیچارہ اس ماجرے سے آگاہ بھی نہین ہی تاجر نے بہت قافلہ کے لوگون کو گواہ
کیا اور بغداد مین آ کے صورت ماجرا بیان کی اور گواہ گذرانے اس زاہد نے رہائی
پائی اور مقتول لعنت کے تیرون کا نشانہ ہوا سچ کہا ہی کہ چاہ کن را چاہ در پیش

آخر نتیجہ حسد کا یہ ہی کہ جان و ایمان دونون برباد ہوے اور نتیجہ نیک نیتی کا یہ ہی کہ
ظاہرا کوئی تدبیر زاہد کی مخلصی کی عقلا اور نقلاً نہ تھی مگر اللہ تعالی راستی کا معین ہی
کہان سے کہان بات پہونچائی اور پھر اپنے کرم و فضل سے اُسے اُسنے رہائی دلوائی اور
نیک نام بھی رکھا اور انجام بخیر کیا اور یہ مثل اس لیے بیان مین آئی کہ بادشاہ معلوم
کرے کہ اہل حسد نے کیا کیا کام کیے ہین بالفرض اگر فریبہ قتل ہوا پھر اس کے بعد ان
بداندیشون کے ہاتھ سے باقی لوگ کہ تیرے متوسل اور فریبہ سے ہر صفت مین کم ہین
یہ مکار کب اُنھین سلامت چھوڑینگے جب کہ یہ سمجھے کہ ہمنے بادشاہ کو اپنی راے کا
مغلوب کر لیا کہ ایسے امین جلیل القدر کو ایک حیلے مین ہلاک کر دیا تو اور کیا
حقیقت ہی پھر کتنی جرأت اُنکی بڑھ جائیگی اور عجب نہین ہی کہ جب کچھ بادشاہ سے
بیدل ہونگے تو اور شیر کوئی تیرا مقابل پیدا کرے اور اُس کے شریک ہوکے تیری
سلطنت کو برہم کر دینگے تو تنہا کیا کرے گا اس کام مین غور کافی کر اور شتابکاری کو
دل سے دور فرما جو مہم کہ پیش آئے اُسے تحمل و وقار سے کیا کر اگر کام سمجھ کے کرے گا تو
فرصت باقی ہی اگر خواہی نخواہی وہ لائق سزا کے ہو اور اپنی تحقیق خاص سے
اُسکو دریافت کر لیا اسکے بعد عفو یا سزا جو مناسب سمجھا سو عمل مین لانا اور اگر جلدی
کی اور ہلاک کے بعد دریافت کیا کہ مجھ سے خطا صادر ہوئی پھر ندامت و بدنامی اور مطعون
خلائق ہونے کے سوا کیا حاصل ہوگا اور ایک روز جزا کے قاضی قضا کے خون ناحق کی باز پرس
مین پڑے گا اس باب مین کسی حکیم نے بیت فرمائی ہی بیت ع میتوان کشت زندہ را لیکن *
کشتہ را باز زندہ نتوان کرد * شیر نے نصیحت مان کی سُنی اور میزان خرد مین خوب تولی اور
جانا کہ نصیحت مان کی غرض سے مبرا اور محض شفقت اور صرف خیر خواہی سے مجلاہی سیاست
موقوف رکھی اور حکم کیا کہ فریبہ کو حاضر کرین جبکہ فریبہ آیا خلوت مین لے گیا اور کہا کہ مین نے
اتنا جو کہا محض امتحان حاسدون کا منظور تھا ورنہ مین بھی بارہا ہر امر مین آزما چکا ہون

اور تیرے اوصاف سے خوب آگاہ ہون کہ سراسر پسندیدہ ہین اور میرے نزدیک تو ہر طرح مقبول ہی مگر ان حاسدون کا جو دریافت کرنا منظور تھا سو بخوبی معلوم ہو چکا اب تو اپنے کام مین مشغول رہ اور اس گفتگو سے بیدل نہو فرلیسہ نے کہا اگرچہ شہریار نے سایۂ عاطفت اور عنایت میرے سر پر ڈالا ہی اور جو کچھ عنایت سلاطین کی ملازم پر چاہیے اُسمین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہی مگر مین اس تہمت کی کلفت سے جانبر نہونگا جب تک بادشاہ بواقعی اُسکا تدارک نہ فرمائیگا مجھسے کچھ نہوگا مصرع یک شیشہ بود شکست پہلوے من جلب نسیت ۞ اور مین خدا کے نزدیک بوث سے پاک ہون جس قدر زیادہ تحقیقات ہوتی جائیگی میرا وثوق زیادہ ظاہر ہوتا جائے گا کا مجو نے کہا کہ کیونکر تفحص کرون فرلیسہ نے عرض کیا کہ جس جماعت نے کہ میری خیانت پر اتفاق کیا ہی انمین ہر فرد کو تنہا بلا کے بچشم نمائی پوچھیے اور کہیے اگر راست راست ظاہر کروگے تو امید عفو قصور اور مترصد خلعت اور مرحمت کے رہوگے ورنہ بہت خرابی دیکھوگے یقین ہی کہ اس طرح سے مفصل واضح ہو جائیگا انصاف فرمائیے کہ مین نے سالہا سال گذرے کہ گوشت ترک کیا ہی اور جو شخص کہ بے گوشت کے ایک ساعت بسر نہین کر سکتے وہ تو خیانت گوشت کی نکرین اور مین جو بادشاہ کی بدولت سیکڑون من گوشت جسے چاہون اُسے بخشدون سو مین بادشاہ کی چاشت کا گوشت چرا لیتا اور پھر اُسے صرف بھی نکرتا رکھ چھوڑتا کہ دشمن اُسے ڈھونڈھ لیجاتے اُسے کبھی عاقل یقین نہ کرے گا یقین ہی کہ جب بادشاہ اسی طرح جو مین نے عرض کیا تفحص فرمائیگا تو یہ راز چھپا نہ رہیگا بادشاہ نے کہا البتہ یہ تہدید پوچھا جائے گا مگر ان سب لوگون کو کہ جنھون نے میرے محرم اور امین کو متہم کیا امیدوار مرحمت کا نہ کرون گا فرلیسہ نے کہا کہ جو عفو کمال قدرت کے ساتھ کیا جاتا ہی انتہا ہمت کا ہی عفو عند القدرت بڑا کام ہی اور ہر انعام الٰہی کے واسطے شکر مقرر ہی کہ دشمن پر قدرت پانا بڑی نعمت ہی اور شکر اس نعمت کا عفو کے سوا اور نہین ہی بیت بر گنہگار چون شوے قادر ۞ عفو را شکر نعمت خود ساز ۞ پس تحقیق کے بعد اگر شہریار ان حاسدون پر رحمت

عفو عند القدرت یعنی عفو وقت قدرت کا

عفو کی ارزانی فرمائے تو مناسب شان بادشاہی ہے جب کامجو نے یہ کلام فریبہ کا سُنا
آثار صدق و صفا ہر بات سے ثابت ہوے اُسکے بعد اُس گروہ فتنہ انگیز سے ایک
ایک کو جدا جدا بلا کے استفسار حال مین مبالغہ کیا اور کہا کہ اگر راست براست
بیان کروگے تو تمھارے جرائم عفو کرونگا بلکہ نوازش خسروانہ سے انعام اور خلعت
پاؤگے آخر کار بعضون نے حقیقت حال بیان کی جب کہ پردہ روے کار سے اُٹھ چکا
اسکے بعد کہ سب معترف اپنے قصورات کے ہوے تو آفتاب امانت فریبہ شبہ کے ابر سے
نکل کے سب کی آنکھ مین روشنی بخش ہوا مصرعہ مؤلف ع امتحان کرنے سے
آخر حال سب کا کھل گیا ٭ شیر کی مان نے کہا کہ اے فرزند اس جماعت کو امان
دے چکا تو اور پھیرنا اُس سے مناسب نہین ہے لیکن تو تجربہ سب کا کر چکا اب آیندہ
عبرت چاہیے کہ اسکے بعد گوش سماعت کسی خائن کے کہنے پر نہ رکھنا جب تک
برہان اور دلیل قوی سے ثابت نہو کہ جسمین کسی طرح کا تردد باقی نہ رہے تب تک
زنہار اُس پر عمل نہ کرنا بلکہ بعد ثبوت کے چند روز توقف کرنا اور مفسدہ اگرچہ
تھوڑا بھی ہو اُسے بہت سمجھنا آخر کو انجام اُسکا رفتہ رفتہ اُس حد کو پہونچتا ہے کہ
تدارک اُسکا حیز امکان مین نہین آتا اور مثال اُسکی دریاے بزرگ سے ہے کہ اصل
اُسکی مختصر ہوتی ہے لیکن اور چھوٹی چھوٹی نہرون کی مدد سے اس مرتبہ کو پہونچتا ہے
کہ عبور اُس سے بے کشتی نہین ہو سکتا ہے اسی طرح بدگوئی لوگون کی تھوڑی ہی ہو خواہ
بہت اُس کی تاویل اپنی راے روشن سے کرکے جب تک کہ دلیل ظاہر ہاتھ نہ آئے
اس سے اجتناب فرمانا والا انجام اسکا مفسدہ عظیم پر دائر ہوگا اور بجھانا اس
آتش فساد کا دشوار ہو جائے گا ٭ مؤلفہ ناچیز مت شرر کو سمجھ کیا خیال ہے ٭
جب مشتعل ہوا تو بجھانا محال ہے ٭ کامجو نے کہا کہ اس نصیحت کو قبول کیا
مین نے سچ ہے کہ بے دلیل روشن کسی پر سیاست کرنا اچھا نہین ہے شیر کی

ماں نے کہا کہ ای بادشاہ جو کوئی کہ بے سبب ظاہر دوست سے رنجیدہ ہو تو وہ
منجملہ اُس آٹھ گروہ کے ہی کہ بزرگون نے جنکی صحبت سے پرہیز کا حکم کیا ہی کامجو نے
کہا کہ تفصیل اُن سب کی فرمائیے کہا کہ حکمانے اوراق صحائف وصایا پر ثبت کیا ہی
کہ آٹھ گروہ کی مصاحبت سے پرہیز کرنا لازم ہی اور آٹھ گروہ سے ہمنشینی اور آمیزش
واجب ہی وہ آٹھ کہ جنکی موافقت سے پرہیز چاہیے اوّل اُن مین سے وہ ہی کہ صاحب
انعام کا حق نہ پہچانے اور کفرانِ نعمت سے نہ ڈرے دوسرے وہ کہ بے سبب غصہ کرے
اور غصہ بھی کیسا کہ علم پر غالب ہو تیسرے وہ کہ صورت کو بھول جاے اور دولت بے بقا
پر مغرور ہو اور رعایت حق خالق نہ پہچانے چوتھے وہ لوگ کہ بناے کار اُنکی مکر وفریب پر
ہو اور فریب اور مکر کو ہنر جانتے ہون پانچوین وہ لوگ کہ دروغ اور خیانت کو شعار
اپنا کیا ہی اور راستی اور امانت اُنکے نزدیک بدتر از دروغ وخیانت ہی چھٹے وہ کہ
دروازہ شہوت کا اپنے مُنھ پر کھول دیا ہی اور حرص وہوا کو کعبہ مقصود کیا ہی ساتوین وہ کہ
بے حیا اور بے ادب ہین آٹھوین وہ لوگ کہ بے سبب لوگون کے حق مین بدگمانی کرتے
ہین اور بے علت اہل خرد کو رنج پہونچاتے ہین اور وہ آٹھ کہ جنکی صحبت ضرور ہی اول
ان مین وہ ہی کہ شکر احسان خالق وخلائق اپنے ذمہ پر واجب جانتے ہین دوسرے وہ کہ
عہد محبت اُنکا کسی حادثۂ انقلاب سے ٹوٹ نہ جائے تیسرے وہ کہ داشت صاحب علم اور
فضل کی لازم جانتے ہین چوتھے وہ کہ فسق وفجور اور نخوت اور غرور سے پرہیز رکھتے ہین
پانچوین وہ کہ عین حالت غصہ مین اُسکے ضبط پر قادر ہوتے ہین چھٹے وہ کہ دروازہ
سخاوت کا محتاجون کے مُنھ پر کھلا رکھتے ہین اور صاحب غرض کی حاجت روائی
مین تا مقدور کوشش کرتے ہین ساتوین وہ کہ جو شرم اور حیا مین کبھی قصور
نہین کرتے ہین اور کسی وقت مین طریق ادب سے پانؤن باہر نہین رکھتے ہین
آٹھوین وہ کہ بالطبع دوست صادق اہل عفت کے ہین اور

ارباب فسق و بدعت سے نفرت کرتے ہین جو لوگ کہ اس جماعت سے اتفاق رکھتے ہین
تو اور وہ لوگ کہ پہلے مذکور جنکا ہو چکا اُن سے احتراز رکھتے ہین تو یقین غالب ہی کہ
اُنکی صحبت کی برکت سے مزاج حال ان شخصون کا اعتدال حقیقی سے نزدیک ہو جائے کیونکہ سرکہ
با وجود حدت اور ترشی کے جب شہد کی آمیزش پاتا ہی تو اپنی حدت اور حموضت سے نکل کے
کتنی علتون کے دفع کا باعث ہوتا ہی نظم چو سرکہ گر ترشی رو با نگبین آمیز ۔ کہ دافع مرض
و راحت روان گردی ۔ مباش مردہ دل و ہمدمی چنان بگزین ۔ کہ از مصاحبت جان
تو نیز جان گردی ۔ جبکہ شیر کو شفقت سے مان کی تدبیر اس حادثہ کے دفع کے حاصل ہوئی
بعد اداے شکر گذاری عرض کیا کہ برکت نصیحت ملکہ زمان سے راہ تاریک روشن ہوئی اور
کار دشوار مجپر آسان ہوا اور امین کامل اور کاروان کافی ورطہ ہلاکت سے بچ گیا اور ہر ایک
ملازم کے حال سے مطلع ہوا مین اور ہر ایک سے سلوک کرنے کا طریق اور قبول کلام ہر ایک کا
ایسے شخصون سے کیا معاملہ کیا چاہیے یہ بھی مین نے بخوبی دریافت کیا اگر ہمہ تن زبان ہو کے شکر
آپکی شفقت کا بیان ہو تو ہزار مین سے ایک بھی ادا نہین کر سکتا ہون اُسکے بعد فریسہ کیطرف
متوجہ ہوا اور بہت معذرت اور ملاطفت کی اور کہا کہ یہ تہمت تیری مزید اعتماد کا باعث
ہوئی اور تیارجن کامون کا کہ تیرے سپرد تھا وہ بھی اپنے عہدہ پر برقرار رہا خاطر جمع رکھ
فریسہ نے کہا اس بات سے کچھ کام نہین نکلتا ہی اور یہ لطف تیرا میرے عقدہ دشوار کا گرہ کشا
نہین ہو سکتا ہی اور تیرے پہلے عہد دشمنون کے تھوڑے سے فریب مین برہم ہو گئے اب کیونکر
میرا دل پریشان اطمینان پاے بادشاہ نے کہا گیا اس بات کو اب دل سے اُٹھا دے کہ تجھ سے
کچھ تقصیر نہوئی تھی اور نہ میری عنایت مین قصور ہوا تھا فقط حال ان لوگون کا مجکو دریافت
کرنا منظور تھا سو معلوم ہو چکا فریسہ نے جواب دیا کہ ہر روز میرے واسطے نیا سر اور نئی دستار
کہان سے آئیگی گو ابکی بار عنایت ملکہ سے مخلصی پائی لیکن جہان حاسدون سے خالی نہین
ہوتا ہی اور جب تک کہ عنایت بادشاہ کی مجھ پر باقی ہی حسد بد اندیشون کا بھی برقرار

رہے گا اور بادشاہ نے جو اُسکی بار بے سبب بات مفتریون کی سماعت فرمائی تو
اب دشمنون کو معلوم ہوگیا کہ مزاج بادشاہ کا بآسانی ہاتھ آسکتا ہی جب ہم چاہینگے
تھوڑے سے نشیب و فراز مین مزاج بادشاہ کا برہم کر دینگے اور جس بادشاہ نے
اک بات چغل خور فتنہ انگیز کی سُنی اور اُسکے مکر اور شعبدہ پر التفات کیا اسکی خدمت سے
کنارہ نہ کرنا اور اُسکے کام پر جانبازی کرنا کام عاقلون کا نہین ہی اور جان کسی کی
گاہ کے مانند نہین ہی کہ ہر روز کاٹی جاے اور تازہ پیدا ہوا اور اگر بادشاہ کہے تو مین
ایک بات مین خاطر اقدس کی تسلی کر دون بادشاہ نے کہا بیان کر فریسہ نے کہا اگرچہ
بادشاہ نے اُس حادثے مین مجھ پر ترحم کیا اور اعتماد میرا زیادہ بڑھایا اور اسکو مین نے
انعام عظیم سمجھا لاکن بے ثبوت قصور جو میرے قتل مین اتنی تعجیل فرمائی اب مین بادشاہ
کی طرف سے بدگمان ہوچکا ہون اور عواطف خسروانہ سے ناامید ہون پھر بادشاہ اپنی
عنایت کیون باطل کرتا ہی اور سابقہ میری خدمت کو کار بیہودہ بناتا ہی کہ ایک تہمت حقیر
پر کہ اگر ثابت بھی ہوتی تو چندان حقیقت نہ رکھتی تھی اس کے عوض مین عقوبت عظیم
تجویز کیگئی بادشاہ ایسا کریم النفس چاہیے کہ خیانت بزرگ کو مشرب عفو سے محو کر ڈالے
جیسا کہ بادشاہ یمن نے باوجود گناہ بزرگ کے اپنے حاجب کو رسوا نہ کیا بلکہ پردہ کرم کا
اُسکے گناہ پر ڈال دیا کا مجو نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت فریسہ نے کہا کہ ملک یمن

حکایت بادشاہ یمن

مین ایک بادشاہ تھا فروغ صبح عدالت اسکے جبین سے نمایان اور خورشید عقل
اسکے چہرۂ احوال اور ناصیۂ اعمال سے تابان تھا ایک دن دربان پر متغیر ہوا اور
گھر اسکا اسیر زندان کر دیا بیچارہ حاجب تاب بادشاہ کے غضب کی نہ رکھتا تھا اور
شہر سے بھی نہ جا سکتا تھا بناچاری گوشہ کاشانہ مین بیٹھکے کبھی اپنی خرابی حال پر روتا
تھا اور کبھی عجائبات روزگار پر ہنستا تھا اور یہ شعر گویا اپنے حسب حال سمجھ کر پڑھتا تھا

بیت آسمان ہنستا ہی میرے حال پر * جو کہ میرے حال پر روتا نہین *

آخر قلت مال اور کثرت عیال سے پریشان احوال اور بے پر و بال ہو کے بہ تنگ آیا
اور اپنے دل مین کہا کہ کسی طرح بادشاہ کے پیش نظر پہونچا چاہیے یا گردن زیر تیغ ہو پہنچے
یا سر افسر قبول سے مزین ہو ایک دن بادشاہ نے جشن عام کیا تھا حاجب نے ایک دوست
سے پوشاک اور گھوڑا العاریت منگوایا اور سوار ہو کے دربار مین بادشاہ کے بیباکانہ چلا آیا
سب دربان اور حاجب سمجھے کہ اس طرح اسکا چلا آنا بے سبب نہین ہی کہ شاید بادشاہ نے
گھوڑا اور لباس عنایت فرمایا ہی اس خیال سے کسی نے منع نہ کیا حاجب دربار مین دلیرانہ
آکے اور آداب بجا لا کے بجائے لائق استادہ ہوا اُس دم بادشاہ بزم نشاط مین بادہ
پیما ہو رہا تھا جبکہ حاجب کو دیکھا آتش غضب کا نون سینے مین شعلہ زن ہوئی چاہتا
تھا کہ حکم سیاست دے لیکن تامل کیا اور نہ چاہا کہ مجلس عشرت کو منغض کرے اور
نشاط بادۂ خوشگوار کو اندوہ و رنج سے مبدّل فرمائے بلکہ کرم جبلی نے عفو گناہ پر سبقت
کی اور سخاوت طبعی نے گناہ اُسکا ناکردہ سمجھ کے تحریص بخشش و انعام کی دی جبکہ حاجب
نے بشرہ شاہ کا دیکھا اور آثار طراوت تازہ روئی کے اُسکی جبین مبین سے ظاہر پائے کمر خدمت
استوار کر کے جو کام کہ آگے آتا تھا اُسمین بلا تامل ہاتھ ڈالتا تھا اس نشیب و فراز اور دار و گیر
مین علین فرصت پا کے طبق زرین کہ وزن اُسکا ہزار مثقال تھا زیر قبا چھپا لیا بادشاہ نے
چشم گوشہ سے دیکھ لیے جانا کہ ضیق معاش اُس جرأت کی باعث ہوئی ہی حلم نے پردہ
عیب پوشی کا اُس کے گناہ پر ڈال دیا جب کہ مجلس تمام ہوئی اور سب اپنے اپنے
مقام کو گئے طبقچی اس جستجو مین پڑے کہ ایک طبق زرین گم ہوا ہی اُسکو بزجر و تعذیب
ہر ایک سے دریافت کرتے تھے بادشاہ نے طبقچیون کے داروغہ سے کہا کہ کیون بیہودہ کسی کو رنج
دیتا ہی جس نے لیا ہی وہ پھیر نہ دیگا اور جس نے دیکھا ہی وہ پردہ فاش نہ کریگا اور یہ شعر گویا کا
پڑھا بیت عیب عالم کا نہ دیکھا مری آنکھون نے کبھی ٭ کبھی آلودۂ غش دامن پاکان
نہوا ٭ اسکے بعد حاجب نے ایک سال اُس سے بخوبی معیشت کی اور دوسرے سال اُسی جشن مین

پھر حاضر ہوا بادشاہ نے دیکھکے اور نزدیک بُلا کے آہستہ کہا کہ وہ طبق تمام خرچ ہو گیا
حاجب نے سر تضرع زمین نیاز پر رکھکے عرض کیا بیت کامگارا چشم بد از ماہ رویت دور باد
خانۂ دور تو با نور ابد معمور باد ٭ مین نے یہ حرکت اس خیال سے کی تھی کہ بادشاہ یا کوئی
اور حاضرین مین سے میری اس خیانت کو دیکھ کے اگر مجھے قتل کرے تو مین اس رنج گرسنگی
سے رہائی پاؤن اور شبانہ روز یہ واویلاے اہل و عیال نہ سنون اور اگر کاش یہ راز
چھپ گیا تو قوت چند روزہ ہاتھ آیا تو بھی بآسانی چندے گذران کرونگا حال یہ تھا جو عرض
کیا مین نے اور یقین ہی کہ صدق مقال غلام کا آئینہ ضمیر انور سے پوشیدہ نرہے بیت
دارد آن شمع دل افروز آگہی از سوز ما ٭ اندرین معنی گواہ ما ضمیر پاک دست ٭ بادشاہ
نے کہا کہ سچ کہا تو نے اور تیرا حال لائق ترحم کے ہی پھر اُسے سرفراز کیا اور عہدہ قدیم اسکے
سپرد ہوا حاصل اس مثل کا یہ ہی کہ بادشاہ کا دل مانند دریاے موج کے چاہیے کہ خس و خاشاک
بدگوئی سے تیرہ نہو جاے اور علم اُسکا مانند کوہ باشکوہ کے مقام ثبات مین قائم رہے اور
تند باد غضب اُسے حرکت مین نہ لاسکے شیر نے کہا کہ تیری بات راست اور درست ہی مگر
تلخ اور درشت ہی اور چاہیے کہ نوشدارو ے نصیحت خوش مزہ ہو تا مریض پر کھانا اس کا
آسان ہوا اور یہ بات ممکن ہی کہ طبیعت بیمار کی دارو ے ناخوشگوار سے اگرچہ جانتا ہو کہ
میری صحت کا باعث ہی اُس سے انکار کرے اور اُس انکار کے سبب نعمت صحت سے
محروم رہے تو اچھی بات نہین بیت کسیکہ او بشکر خندہ دل تواند برد ٭ جواب تلخ چرا گوید
از چنان دہنے ٭ فریہ نے کہا کہ بادشاہ کا دل جو باطل کی طرف متوجہ تھا وہ میری
بات سے درشت تر تھا اور تقریر حق البتہ درشت ہوتی ہی کہ سرور عالم نے فرمایا الحق مُر
پس یہ تلخی میری بات کی کہ ترجمہ حدیث شریف کا ہی اسے تلخ نہ جاننا چاہیے اور
نقوش راست مین تلخی حق کو نبات وانگبین سے شیرین تر سمجھتے رہیے اور میری
اس بات کو دلیری اور درشت گوئی پر حمل نہ فرمائیے کہ یہ درشتی اور

صاف گوئی میری دو فائدون کے شامل ہی اوّل یہ کہ استغاثہ کے سننے سے مظلومون کو
خردمندی حاصل ہوتی ہی اور کدورت اور غبار ظلم انکے دلون سے دور ہوتا ہی پس بہتر یہ
ہی کہ جو رطب و یابس میرے دل مین ہی وہ سب بادشاہ پر ظاہر کردون تا بادشاہ کو غیبت و
حضور برابر یکسان ہوجاے دوسرے یہ چاہتا ہون کہ عقل رہنما اور عدل جہان آرا بادشاہ
کا حاکم اس قضیہ کا ہو جاری کرنا حکم کا مظلوم کے حال سننے کے بعد ہوتا ہی اسلیے ضرور پڑا ہی کہ
صورت اپنے درد کی طبیب عدالت بادشاہ سے مو بمو ظاہر کردون بادشاہ نے کہا کہ تونے جو کہا
سو سچ ہی لیکن تیری مخلصی اس بحر غرقاب سے یہ محض ہماری عنایت ہی اور بعد حکم سیاست کے
رہائی دینا ورطہ ہلاکت سے شائع کرنا احسانون کا اور کامل ترین ان کامون کا ہی فریسہ
نے کہا کہ مین تمام عمر بھی بادشاہ کے الطاف کا شکر ادا نہین کرسکتا ہون اور مدتون عہدہ مکارم
شاہنشاہی سے باہر نہین آسکتا ہون اور یہ سچ ہی کہ بعد اجراے حکم عقوبت پھر عفو کرنا سب
نعمتون پر ترجیح رکھتا ہی کہ یہ نعمت سبب ہی حفاظت جان کا اور عکس اسکا بھی خالی فائدے سے
نہ تھا کہ دولت شہادت حاصل ہوتی تھی لیکن پہلے بادشاہ کی طرف سے خاطر جمع تھی اور
اب البتہ اندیشہ پیدا ہوا ہی مگر مین اسوقت جو عرض کرتا ہون اسواسطے نہین ہوتا ہی کہ
معاذ اللہ بادشاہ پر خطا ثابت کرتا ہون بلکہ جانتا ہون کہ فعل حکیم خالی حکمت سے نہین ہوتا ہی
مگر یہ البتہ چاہتا ہون کہ شہریار کی تدبیر سے باب حسد کا مسدود ہوجاے کیونکہ گل فضل و ہنر
کا بیخار حسد نہین ہوتا ہی اگر بادشاہ عالم پناہ اسکا سد باب نہ فرماے گا تو آیندہ بہت
سے مفاسد سلطنت مین راہ پاینگے کامجو نے کہا کہ دشمنون کے حسد سے اور مفسدون کے
مکر سے کیا باک ہی کہ سخن دروغ کو فروغ نہین ہوتا اور حیلہ بے ہنرون کا ہنرمندون کے
مقابلہ مین ہمیشہ بے حقیقت رہا ہی اور حاسدون کے گھٹانے سے رونق خردمندون کی
نہین گھٹتی ہی اور بدگویون کے عیب لگانے سے مرد پاک کا دامن آلودہ نہین ہوتا ہی نظم

گر بدی گفت ترا دشمن ودون باکی نیست		مس نہ آنست کہ او مرتبہ زر شکنند

سنگ بداصل کجا قیمت گوہر شکند	طعن خفاش کجا رونق خورشید برد

اور تو اسکے بعد حاسدون کے فتنون سے بیخوف رہ کہ تجھے حقیقت انکے قول غرض آمیز کی
خوب معلوم ہو چکی ہی اور اسکے سدباب مین جو تدبیر مناسب کہ بصلاح تیرے قرار پائیگی اہتمام
تمام عمل مین آئیگا فریسہ نے کہا کہ جب ہر طرح سے عاجز آئینگے تو مفسد یہ کہینگے کہ دیکھو آخر
عقوبت کا حکم فرمایا تو نے اس لیے فریسہ کے دل مین وحشت حادث ہوئی ہی اور جبکہ اہلکار
متوحش ہوتا ہی تو انجام اسکا بیشتر فساد کی طرف رجوع کرتا ہی اُسکے دماغ مین نخوت بھی
بڑھ گئی ہی سبب اسکا یہ ہی کہ تیری عنایت پہلے سے بھی اب اسپر زیادہ ہوتی ہی اس صورت
مین وہ مغرور اور بدگمان ہی اور کارندے بدگمان پر عاقل اعتماد نہین کرتے ہین مصرعہ لمؤلفہ
اُس سے غفلت الٰہی ہی جسکو آزردہ کیا ٭ اس حیلے سے شہریار کے مزاج مین دخل پائینگے اور
غالب ہی کہ اس صورت مین بادشاہ بھی مجھ سے بدگمان ہو اور حق بھی یہی ہی کہ بندہ جفا دیدہ
سے بادشاہ کو نڈر نہ رہنا چاہیے یا اُس شخص سے کہ اوج منزلت سے گرکے پایہ معزولی مین مبتلا ہوا ہو
یا ایسا شخص کہ کمرتبہ ہو اور اب بادشاہ اُسے رتبہ عالی پر تقدم بخشے یہ سب صورتین اُمرا و وزرا
کے توحش اور بدباطنی کی ہین اور بادشاہ کو ایسے لوگون سے غافل رہنا مناسب نہین ہی
کامجو نے کہا کہ علاج اس واقعہ کا کیونکر کیا چاہیے اور دروازہ انکے دخل فساد کا کس تدبیر سے
بند کرنا چاہیے فریسہ نے جواب دیا کہ تدبیر اُسکی یہ ہی کہ اگر مخدوم کے دل مین ملازم کی طرف
سے کچھ کراہت آئے تو اسکے قصور کے لائق اور مناسب اسکے حال کے اسے گوشمالی دے
اس صورت مین شک اُسکا زائل ہو جائیگا اور یہ سمجھنا کہ باوجود قدرت کے مخدوم نے
دانستہ درگذر کی یا ہاندکے زجر کفایت کی اس سے معلوم ہوا کہ بسراتنا ہی غبار تھا کہ جسکی
چشم نمائی ہو چکی آیندہ گنجایش اندیشہ خوفناک کی نرہی اور دوسرے اس عادت کو اتنا ظاہر
کرے کہ لوگ یقین جانین کہ بادشاہ ترہات تمام پر کبھی التفات نہین فرماتا ہی اس صورت
مین ملازم خوف بلا سے دل کو فارغ کرینگے شیر نے پوچھا کہ بدگمانی اور تبدیلی چاکرون کی کتنی

صورتون مین ہوتی ہی جواب دیا کہ تین صورت مین ایک یہ ہی کہ مخدوم کے الطاف مین
آگے کی نسبت اب کمی پائی جاے دوسرے یہ کہ بسبب کم توجہی رئیس کے دشمن اُسپر غلبہ
کرے اور رئیس کو جنبہ اُسکے دشمن کا منظور ہو تیسرے یہ کہ مال واسباب جو جمع کیا ہو مخدوم
کی بے التفاتی سے وہ برباد ہو جاے اور مخدوم اُسکا تدارک بھی کچھ نہ کرے کا مجو نے کہا کہ
اُسکا تدارک کس طرح کیا چاہیے فریسہ نے کہا کہ سُن اُسکی تدبیر یہ ہی کہ مخدوم کی رضامندی
حاصل ہو اور اُسکا اعتماد پھر از سر نو تازہ اور جاہ رفتہ ہاتھ آئے اور جو دشمن کہ غالب ہوے
ہین وہ گوشمالی پائین اور مال تلف کہ ہوا ہی پھر ہاتھ آئے یا رئیس اپنے پاس سے عنایت
کرے کیونکہ ہر چیز کا عوض جان کے سوا سلاطین پر آسان ہی جب کہ رئیس نے تدارک ملازم
کے حال کا فرمایا اسوقت ضرور رضامندی حاصل ہوگی لیکن اس طرح پر یہ سب الطاف کرے
کہ ملازم کو امید غالب ہو کہ اب تمام عمر بادشاہ مجھے معذور رکھے گا اور بار دیگر کبھی شکنجہ بلا
مین نہ کھینچے گا لیکن بندے کے حق مین اگر یہ سب صورتین حاصل ہون تو بھی غلام امیدوار
اُسکا ہی کہ بادشاہ مجھے مطلق العنان[1] چھوڑ دے کہ اس بیابان مین آزادانہ[2] اور فارغ البال[3]
پھرون اور وظیفہ دعا و ثنا کا صدق عقیدت سے جناب الٰہی مین ادا کرتا رہون شیر نے کہا
کہ تو ایسا رفیق نہین ہی کہ تیرے حق مین کسی کی بات سماعت کی جائیگی تجھے مین نے حقیقت مین
پہچانا ہی کہ رنج مین تو صفت صبر سے موصوف ہی اور نعمت مین اداے شکر سے معروف اور جو کچھ
کہ فتوت[4] اور مروت کے خلاف ہی تو اُسکو مکروہ جانتا ہی اور غایت دریافت سے احکام
بادشاہی بجا لاتا ہی بس تو قوی دل رہ کہ مین تجھکو بوجہ احسن پہچان چکا ہون اور اُس کے
بعد دشمن کی بات تیرے حق مین نہ ہمارے شرف قبول نپائیگی اور جو زنگ آمیزی دشمن کی تیرے
حق مین ہمارے پیش نظر آئیگی وہ دست رد پائے گی بیت ازین پس سخنان فتنہ انگیز حسود[5]
دربارہ دوستان نخواہیم شنود ❊ فریسہ نے کہا کہ شہریار نے اس قدر دلنوازی فرمائی کہ اب
بہر صورت اطمینان کلی خانہ زاد کا ہوا یہ عرض کیا اور بعد اُس کے اپنے کام مین سرگرم ہوا

[1] مطلق العنان اسپ بے لگام شتر بے مہار
[2] آزادانہ ...
[3] فارغ البال بے فکر و بے تردد
[4] فتوت بفتحتین جوانمردی
[5] حسود بفتحتین جمع حاسد حسد کنندہ

اور ہر روز اسکا بادشاہ کے نزدیک مرتبہ بڑھتا جاتا تھا حتی کہ زیور صلاح سے محل اعتماد کلی ہوا اور محرم اسرار ملکی و مال اور بلکہ خود بمنزلہ مالک الملک کے ہوا بیت نہالش بدان گونہ شد سر بلند ٭ کہ از آسمان سایہ بر تر فگند ٭ یہ ہی داستان بادشاہون کی کہ جب اُنمین اور فرمانبرداروں مین خلاف حادث ہوتا ہی اور بعد اظہار کراہت پھر مقام رضا اور ملائمت ہاتھ آتا ہی اور عاقل کو اشتباہ نہ رہے کہ ان خطاوں اور حکایتوں کے ضمن مین بہت سے فائدے ہین اور جو کوئی کہ تائید آسمانی سے مخصوص اور سعادت سرمدی سے امداد کیا جاتا ہی اسکی تمام ہمت اشارات حکما اور کشف رموز علما پر مصروف رہتی ہی اور طبیبان دار الشفاے طریقت سے معجون مفرح غم تراش طلب کرتے رہتے ہین تا برکت سے معالجات حکماے روحانی کے علت خطر آمیز جہالت و نادانی سے صحت پائین شعر

داروی تربیت از سر طریقت بستان ٭ کادمی را تبر از علت نادانی نیست

روی ہر چند پری چہرہ و زیبا باشد ٭ نتوان دید در آئینہ کہ نورانی نیست

عابد و زاہد و صوفی ہمہ اطفال رہند ٭ مرد گر ہست بجز عالم ربانی نیست

باب دسوان مضرت افزون طلبی اور اپنے کام سے باز رہنے مین

رای دابشلیم نے از روے تعظیم حکیم کو دعا دی اور کہا سُنی مین نے داستان فریبہ اور کامجوئی کروہ شغل ہی مخصوص خردمندون کے واسطے کہ خود بادشاہون مین اور اُنکے ملازمون مین جو واقع ہوا ازراہ خلاف اور خیانت اور عقوبت کے اور پھر نا مخدوم کا اُس سے فزید عنایت کے ساتھ اور مردم امین کے عقیدت کا زیادہ ہونا اور کفایت کرنا نظام الملک کے واسطے اور غلو نہ کرنا باطل کی طرف اور اعتراف کرنا سخن حق اور صواب کا چونکہ فوائد اس حکایت کے حد حساب سے باہر ہین اُسکو سُنکے تسکین پائی مین نے اب بیان فرما داستان اُن شخصون کی کہ اپنے صیانت حال و رعایت نفس کے واسطے ایذا اورون کی روا رکھتے ہین اور غیرون کی مضرت سے باز نہ رہ کے فائدہ اپنا غیرون کے ضرر مین ڈھونڈھتے ہین اور نصیحت خردمندون کی

نہین سنتے ہین اور آخر کو اپنے کردار کے مانند اس کے پاداش سے گرفتار ہوتے حکیم نے
فرمایا کہ غیر کی ایذا کا ارادہ نہین کرتے ہین مگر وہ جاہل کہ میان نور وظلمت اور خیر وشر اور
فائدہ ونفع اور غائلہ ضرر مین فرق نہین کرسکتے اور فرط جہالت سے صحراے ضلالت مین
اور عواقب اعمال سے غافل رہتے ہین اور انکی نظر حقیقت امور سے قاصر رہتی ہی اور کنہ
مکافات کو ہونچ نہین سکتی ہی لیکن وہ لوگ کہ آنکھ جنکی کحل الجواہر توفیق ازل سے منور ہی اور
گلشن دل انکا ریاحین عنایت لم یزلی سے معطر ہی جو کچھ کہ وہ اپنے واسطے نہین پسند
کرتے ہین غیر کے لیے روا نہین رکھتے ہین **لمؤلفہ بیت** جو نہ اپنے پسند ہواے یار ٭
غیر کے بھی لیے پسند نہ کر ٭ اور حکما کا اسیر اتفاق ہی کہ ہر کردار کے واسطے جزا مقرر ہی اگرچہ اسکی
جزا مین تاخیر ہو تو مغرور نہوا چاہیے کہ بفحواے ان اللہ یمہل اللہ تعالی مہلت دیتا ہی اور چھوڑ
نہین دیتا ہی شاید کہ مہلت ہو لیکن بالکل اہمال نہوگا اگر مہلت دو سہ روزہ ہوئی تو کیا مگر یہ
خیال نہ کر کہ سزا اور جزا نہ ملے گی یہ باطل ہی کہ جو تخم کہ مزرع عمل مین بویا جائیگا بہت دن
نہ گذرینگے کہ اسے کاٹنا پڑیگا پس جو کوئی کہ طلبگار نیکی کا ہو چاہیے کہ سواے تخم نیکی اور کچھ نہ
بوئے اور اگر کوئی چاہے کہ اپنی بدکرداری کو مکر اور تلبیس سے پوشیدہ کرے اور فریب اور
شعبدے کو نیک کارون کے لباس مین جلوہ دے یہانتک کہ لوگ اُسکی ثنا کرین اور ذکر اُسکے
محامد کا اقطار آفاق مین اتنا دائر ہو کہ دور اور نزدیک کو ہونچے بالغرض کہ یہ بھی ہوا تو بھی اس
وسیلے سے وہ فعل اُسکا نیکی سے بدلا جائیگا اور ثمرات خبث باطن اور ناپاکی اسکے دل سے ہرگز
زائل نہ ہونگے مثلاً دہقان بیج اندراین کا زمین مین ڈالے اور خاک کے تلے چھپاوے اور خیال کرے
کہ مین نے نیشکر بوئی ہی اور اعتقاد کرے کہ نیشکر ہی پیدا ہوگی تو یہ خیال باطل اُسکا محض
ہذیان ہی اندراین کہ جو بویا ہی برگ وبار لائیگا جو شخص کہ حقیقت مکافات کو سمجھے گا
اور شرائط فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ نے جبکہ دل مین
سرایت کی ہوگی بدی سے کنارہ کر کے نیکی کی طرف آئیگا اور ستمگاری اور دل آزاری سے

حکایت شیر صف شکن اور مرد تیر افگن کی

توبہ کرکے راہ شفقت اور مرحمت کی اختیار کریگا چنانچہ مثال ان کلمات کی داستان شیر صف شکن اور مرد تیر افگن کی بہت خوب ہی رائے والشلیم نے پوچھا کہ یہ کیونکر ہی حکایت کہا کہتے ہین کہ ولایت حلب مین ایک جنگل تھا کہ اُسمین مرغزار کی کثرت تھی اور اس مین ایک شیر تھا ہنر مرجنگ پیلتن کہ بہرام فلک گور کے مانند اُسکا شکار تھا اور شیر سپہر نے اُس کے شکوہ باصولت سے مانند گاؤ زمین کے تحت الثری مین قرار پکڑا تھا ہمیشہ وہ شیر جانورون کی خونریزی مین سرگرم تھا اور کبھی اس سے ندامت نہ کرتا تھا سیہ گوش نے کہ اُسکا ملازم تھا جب کہ صورت حال اس منوال پر دیکھی نتیجہ ستمگاری خونخواری سے ڈرا اور اُس وعید سے کہ من اعان ظالما فہو ظالم یعنی جس نے کہ مدد کی ظالم کی پس وہ شخص بھی ظالم ہوا اندیشہ کیا کہ ایسے ظالم کی صحبت کا ترک کرنا بہتر ہی بیت ترس از صحبت آن کس کہ او خلقی بیازارد ؛ بآتش ہر کہ شد نزدیک بیم سوختن دارد ؛ اس فکر مین ایک گوشہ صحرا کی طرف گیا دیکھتا کیا ہی کہ ایک موش جہد تمام سے بیخ ایک درخت کی کاٹ رہا ہی اور دندان آرہ صفت سے اجزا اُس بیخ کے جدا کر رہا ہی اور وہ درخت زبان حال سے کہتا ہی کہ اے ستمگار دل آزار کس واسطے تیشہ آزار سے بنیاد میری حیات کی برباد کرتا ہی اور میرا رشتہ جان کہ عبارت ہی رگ وریشہ سے تیغ بیداد سے قطع کرتا ہی اور مخلوقات کو میرے سایہ کی راحت سے اور میوے کی منفعت سے محروم رکھتا ہی بیت مکن بدی کہ بدی را جزاے بد باشد ؛ بہ کیش اہل مروت بدی ددی باشد ؛ موش نے درخت کی زاری پر التفات نہ کیا اور اسی جفاکاری پر کہ تھا سرگرم رہا ناگاہ ایک مار سیاہ کمین گاہ سے نکلا اور ایک دم مین موش کو نگل گیا سیہ گوش نے یہ صورت تجربہ کی مشاہدہ کی اور جانا کہ آزار دینے والا جلد سزا پاتا ہی اور بونے والا خار کا گل مراد نہین چنتا ہی بدی کرکے نیکی کی طمع رکھنا محض خیال خام ہی کہ جزا بدی کی بد ہی اسی حال مین کہ سانپ موش کے کھانے سے فارغ ہوکے ایک درخت کے سایے

مین گنڈلی مارکے بیٹھا تھا کہ خارپشت آپہونچا اور سانپ کی دم منھ مین پکڑکے اپنا سر
اپنے پرون مین چھپا لیا سانپ نے نہایت اضطراب سے اپنا سر خارپشت پر یہانتک
دے مارا کہ نوک خار سے تمام سر وہین اُسکا مشبک ہوکے مردار ہوگیا سیاہ گوش نے
ورق اعتبار سے ایک فصل اور مشاہدہ کی خارپشت کوہ کی طرف روانہ ہوا سیاہ گوش
مترصد خارپشت کے حال کا تھا کہ یہ کیا سزا اپنے کردار کی پاتا ہی کہ ناگاہ ایک روباہ
گرسنہ پیدا ہوئی خارپشت کہ اسکا لقمہ تھا چاہا کہ کام اُسکا تمام کرے لیکن خارپشت
اپنا سر اپنے پرون مین چھپا کے بیٹھ رہا روباہ نے تصور کیا کہ حیلے کے سوا کشود کار مشکل
ہی خارپشت کو پس پشت اُلٹ کے اُسی کے شکم پر پیشاب کیا خارپشت سمجھا کہ مینھ برستا ہی
اپنا سر پرون سے باہر نکالا روباہ نے جست کی اور اُس کا حلق پکڑکے سر کو تن سے
جدا کیا اور کھا لیا سواے پوست اور استخوان اور پرون کے کچھ باقی نہ رہا ہنوز اُس روباہ
کو فراغت کلی اس سے حاصل نہوئی تھی کہ ایک سگ جہندہ گرگ درندہ کے مانند
پیدا ہوا اور روباہ کو ٹکڑے کر ڈالا سیاہ گوش کا اس عجائب کے دیکھنے سے کہ دلیل روشن
تھی تحقیق مکافات مین یقین واثق اور بھی بڑھا اور منتظر اس کے حال کا تھا کہ نہانخانہ
قضا سے کیا سزا اسکی ہوتی ہی کہ جان ایک بیگناہ کی اسکے ظلم سے برباد ہوئی کہ بیک ناگاہ
ایک پلنگ کو دیکھا کہ گوشہ بیشہ سے باہر آیا اور ایک جست مین کام سگ کا تمام کیا
قضارا پلنگ کمین گاہ سے صیاد کے بچ کے آیا تھا اور شکار اس کتے کا کیا تھا کہ وہی
صیاد تیر اور کمان ہاتھ مین لے کے تعاقب مین اسکے چلا آتا تھا کہ پلنگ جسوقت مشغول
سگ کا تھا ایک خدنگ ولدوز کمان کی زہ سے آشنا کرکے ایسا راست اسکی طرف پھینکا
کہ جانب چپ بیٹھا اور جانب راست سے نکل گیا بیت فلک گفتہ خوش ست آن
قبضہ وشست ٭ زمین گفت آفرین باد ابر آن دست ٭ ایضاً للمؤلفہ کمان وہ
کہ کمان سپہر سے بہتر ٭ وہ تیر جس سے کہ تیر شہاب بھی کمتر ٭ وہ شست جس سے کہ بہرام

آسمان ہو خجل ٭ وہ زور جس سے کہ رستم کی داستان باطل ٭ ہنوز پلنگ کے تن بے تن سے روح نے مفارقت نہ کی تھی کہ صیاد سبکدستی سے اُسکا پوست از سر تا پا کھینچکے جاہتا تھا کہ روانہ ہو کہ ایک سوار شمشیر بدست اُس جگہ پہونچا اور وہ پوست پلنگ کا نہایت نقشدار اور رنگین تھا پسند کر کے صیاد سے طلب کیا اُسنے انکار کیا آخر نوبت مقابلے کی پہونچی اثنائے حرب و ضرب مین سوار نے تلوار گردن صیاد پر لگائی کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گئی اور پوست پلنگ کا ہاتھ مین لے کے چلدیا ہنوز سو گام نہ گیا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی سوار زمین پر گرا اور گردن ٹوٹ گئی اور کام اُسکا بھی تمام ہوا القصہ زمانے نے دو ساعت بھی کسی کو مہلت نہ دی کہ ہر ایک اپنے جزائے عمل کو پہونچا بموجب مصرعہ مؤلف کہ بس دم راست کرنیکی زمانے نے نہ دی فرصت ٭ سیاہ گوش نے یہ سب ماجرا دیکھا اور یقین واثق ہوا کہ جزا اعمال کی ایک ذرہ بھی ہو تو بھی بے پہونچے نہین رہتی ہے اُسی دم شیر کے پاس آکے اجازت چاہی کہ اس بیشے سے ہجرت مجھے واجب ہے شیر نے کہا کہ بدولت میرے آسایش پاتا ہے اور خوان احسان سے بہرہ مند ہوتا ہے پھر جانے کا سبب اس منزل سے کیا ہے اور خدمت قدیم کو ترک کرنے کا کونسی چیز باعث ہوئی ہے سیہ گوش نے جواب دیا کہ اے شہریار مجھے ایک قصور بندہ معاہی کہ اُسکے چھپانے مین اندیشہ ہے کہ دل موم کے مانند حرارت خیال سے گداختہ نہو جاے اور اسکے کہنے مین اندیشہ سر کے جانے کا موجود ہے چنانچہ یہ شعر منور خان غافل کا حسب حال میرے ہے بیت جو ہم خاموش رہتے ہین تو دم رکتا ہے اے غافل ٭ کلیجہ مُنھ کو آتا ہے اگر فریاد کرتے ہین ٭ اگر بادشاہ عہد مضبوط فرمائے کہ اُسکے ٹوٹنے کا کسی طرح شک نہو تو مین راز دل اور صورت حال راست براست عرض کر دون شیر نے اُسے اپنے زینہار مین لیا اور امان دی اور اس عہد کو سوگند سے موکد کیا سیہ گوش نے کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ نیت تیری خلق کی اذیت سے بالکل اُٹھ گئی اور عنان قدرت بیگناہ ہون کے

اذیت دینا ظلم و رنج ہے آخر وبال

ایذا کی طرف پھری ہی کہ دل عالم کا تیری جفا سے زخمی ہی اور سینہ داغ جفا سے مجروح
لازم ہی کہ ترس اس ستم کا کر اور ہول قیامت سے ڈر اور مین اس صورت سے
ترسان ہون کہ کوئی بلاے آسمانی متوجہ اس سلطنت کی نہو کہ چارہ اُسکا بجز ندامت
اور پشیمانی کے کچھ نہو سکے شیر نے کہ اس سے اُسی وقت عہد کیا تھا اس لیے سخن کا متحمل
ہوا اور کہا کہ تجھپر کوئی ستم نہین ہوا ہی تجھے اور کے قضیے سے کیا کام سیہ گوش نے کہا کہ اسکی
دو وجہین ہین کہ اُس سے بیقرار رہون مین ایک یہ کہ کوئی صاحب دل قوت ظلم دیکھنے کی اور
طاقت مظلوم کے نالے سُننے کی نہین رکھتا ہی دوسرے یہ کہ معاذ اشومی ان افعال کی تجھے پہونچے
اور مین بھی تیری مصاحبت کے سبب سے آتش عقوبت مین جلجاؤن شیر نے کہا کہ تو نے
شامت فعل بد کی کہان سے جانی اور برکت عمل نیک کی کس سے سُنی سیہ گوش نے جوابدیا
کہ خوشبو گلزار خرد کی جس کے مشام جان تک پہونچی ہی وہ جانتا ہی کہ جو شخص تخم آزار بوئیگا
سواے ثمرۂ مضرت اور پھل نہ پائیگا اور جو کوئی کہ درخت نفع کا لگائے گا میوہ آسایش کا
کھائیگا یہ جہان کہ دار مکافات ہی اسے پہاڑ سے تشبیہ دی ہی کہ جو نیک و بد کوئی پہاڑ پر
باواز بلند کہتا ہی وہی جواب اسکی صدا سے اُسے پہونچتا ہی مثنوی مولانا رحمہ اللہ۔
این جہان کوہ است و فعل ماندا؀ سوے ما آید ندا ہارا صدا؀ گرچہ دیوار افگند سایہ دراز
باز گردد سوے او آن سایہ باز؀ اور مین نے آج عین الیقین سے مشاہدہ کیا ہی
کہ مکافات عمل کی خالی نہین جاتی ہی اس کے بعد قصہ موش اور سانپ اور خارپشت
اور روباہ اور سگ اور پلنگ اور صیاد اور سوار کا جس طرح کہ دیکھا تھا سو بہو بیان
کیا اور کہا کہ ای بادشاہ موش نے بیخ درخت کاٹی وہ طعمۂ مار ہوا اور مار نے کہ
موش کو آزار پہونچایا خارپشت کی بلا مین پڑا اور خارپشت نے کہ مار کو مارا دام حیلہ
روباہ مین گرفتار ہوا اور روباہ نے کہ ناحق خونریزی کی سگ نے مغز اُس کا
خاک مین ملایا اور سگ اس بیداد کے سبب سے پلنگ کے پنجہ کے شکنجہ مین

کھینچا گیا اور پلنگ اسکی شامت اید اسے نشانۂ تیر صیاد ہوا اور صیاد اپنے کیفر کردار مین سوار کے ہاتھ سے مارا گیا اور سوار خون ناحق کی شامت سے دل خستہ اور گردن شکستہ ہوا ای بادشاہ فعل ان سب کا جو سراپا ظلم تھا بسبب مضرت وضرر کے ہر ایک بتلا ہوا پس بدی سے منحرف ہونا اور بدون سے بچنا عاقلون کو لازم ہی اور کام اپنا صلاح پہ لانا اور نیت اچھے کامون پر مصروف رکھنا خردمندون پر واجب ہی **بیت** نخستین نشان خرد آن بود ۞ کہ از بد ہمہ عمر ترسان بود ۞ شیر کہ نخوت غرور اور شوکت فر مین غلبہ رکھتا تھا سیاہ گوش کی نصیحت کو افسانہ سمجھا سیاہ گوش نے دیکھا کہ میری نصیحت شیر کے دل پر ایسی ہی جیسا کہ چیونٹی فولاد پر دانت مارے اور اُسکے سینہ پر اتنا اثر رکھتی ہی جیسا کہ نوک خار جوشن خارا پر **بیت** ناسخ سر کوہ پر تیغ کا کیا اثر ۞ رگ سنگ مین کیا چبھے نیشتر ۞ سیاہ گوش یہ سمجھا اور شیر کو چھوڑ کے ایک گوشہ جنگل کو روانہ ہوا اور جا کے ایک ہجوم خارستان مین چھپ رہا شیر بھی اُسکے پیچھے روانہ ہوا اور راسپر سے گذر کے ایک طرف کو چلا آگے چل کے دیکھتا کیا ہی کہ دو آہو بڑے فضائے صحرا مین چر رہے ہین اور ماں انکی نگہبانون کے طور سے انکے حال پر متوجہ ہی شیر نے ارادہ کیا کہ آہو بچون کو شکار کرے اور ہرنی چلائی کہ ای بادشاہ صید کرنا میرے ان نور دیدون کا ظلم ہی کہ انکے کھانے سے تیرا کچھ کام نہ نکلے گا کیون میری آنکھون کو فراق مین ان نور دیدون کے رُلاتا ہی اور میرا دل ان جگر گوشون کی آتش ہجر سے کباب کرتا ہی آخر تیرے بھی دو فرزند ہین ان سے ڈر کہ مبادا انکا بھی یہی حال ہو مجھ سے وہ نہ کر کہ اپنے اوپر پسند نہ کرے کس نے کیا کہ نیا یا یہ شعر مؤلف کا کہ تنبیہ الغافلین مین ہی پڑھا **بیت** ہو آہ بیکسان کی رسائی خدا تلک ۞ چڑھ جائیے فلک پہ دلا اس کمند سے ۞ ہر چند ہرنی نے اس طرح داد بیداد کی مگر شیر کب اسکی بات سنتا تھا اور اپنے ارادے مین جیسا کہ تھا ویسا ہی مصروف رہا اور

وہان صیاد نے شیر کے بچون کے واسطے دام لگایا تھا ادھر تو شیر نے ہرنی کے بچون کا شکار کیا اور اُدھر دونون وہ بچے شیر کے دام صیاد مین گرفتار ہوے صیاد نے شمشیر ان سے سر اُن دونون کے کاٹ کے اور پوست کھینچکے راہ لی سچ یہ ہی کہ وہ شخص دشمن اپنے خاندان کا ہی جو اور کے خاندان سے بدی کرتا ہی بقول سعدی علیہ الرحمۃ بیت مگر دشمن خاندان خودی ٭ کہ با خاندانہا پسندی بدی ٭ ہرنی ہلاکت بچون کی دیکھکر دیوانہ وار ہر طرف دوڑتی پھرتی تھی کہ ناگاہ وہی سیہ گوش پہونچا اور کیفیت حال سے مطلع ہوکر ہرنی کی زاری پر زار زار رویا اور ہرنی کی تسلی کرتا تھا کہ صبر کر کہ تھوڑے سے عرصے مین یہ ظالم سزا پائیگا بیت شمع پروانہ را بسوخت ولے ٭ زود بریان شود بروغن خویش ٭ اور اُدھر شیر نے کہ شکم سیر ہوکر اپنے مسکن کو پہونچا دیکھا کہ دونون بچے اسکے سر بریدہ اور پوست کشیدہ پڑے ہین نالہ اور فریاد کو قبہ آسمان تک پہونچایا غرضکہ اس درجے خروش و فغان دردناک کیا کہ وحوش اُس بیشے کے وحشت مین پڑے ہمسایہ اُسکے ایک شغال رہتا تھا کہ دامن کو تعلقات دُنیا سے کھینچا تھا اور نکتہ حسن قنع بشمی غز کالوح توکل سے پڑھا تھا بیت فارس میدان توکل شدہ ٭ خیمہ بصحرا سے قناعت زدہ ٭ وہ برسم تعزیت شیر کے پاس آیا اور کہا کہ موجب اس فریاد و فغان کا کیا ہی شیر نے صورت حال بیان کرکے یہ شعر مؤلف کا پڑھا بیت آتش غم سے پھک گیا ہیہات ٭ دل کی حالت کباب کی سی ہی ٭ شغال نے کہا کہ صبر کر کہ گلشن عالم مین کسی مشام نے بے رنج زکام بوے وفا نہین سونگھی ہی اور کسی مُنہ نے ساقی ایام سے شراب راحت بے چاشنی جراحت نہین چکھی ہی کیا یہ شعر مؤلف کا تو نے نہین سُنا ہی بیت مثل حباب آنکھ جو کھولی تو یہ کھلا ٭ دنیا و کچھ نہین ہی جہان خراب کی ایضاً نظم فارسی از دہر جفا پیشہ وفاے نتوان یافت ٭ وز گردش ایام صفاے نتوان یافت ٭ زخم دل مجروح جگر سوختگان را ٭ سازندہ تر از صبر دوائی نتوان یافت ٭ تھوڑا سا ہوش پکڑ

اور گوش ہوش پیدا کر تو دو تین باتین اور نکتے کہ دفتر حکمت سے مین نے پڑھے ہین تجھسے
کہدون کہ حقیقت کاروبار دنیاے غدار اُس سے تجکو واضح ہو جاے اسے سنکے دریاے باطن
شیر کا جوش وخروش سے باز رہا اور سمع قبول سے متوجہ نصائح شغال ہوا شغال نے سخن
دلپذیر آغاز کیا کہ اے بادشاہ ہر ابتدا کے واسطے انتہا مقرر ہی اور ہر آغاز کے واسطے انجام مقدر
جبکہ مدت عمر کی تمام ہوئی ہو اور ہنگام اجل پہونچا ہو بحکم اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ
ولا یستقدمون کے ایک چشم زدن کی فرصت نہین ملتی ہی کیا خوب مولف نے کہا ہی بیت
زبان چلتی ہی گویا آج کچھ ذکر خدا کر لے ٭ اجل آئی تو پھر ہرگز ندیگی بات کی فرصت ٭ اور عوض
ہر غم کے شادی کی امید رکھنا چاہیے اور بعد ہر سوز کے توقع سازکی رکھنا مناسب ہی
بیت سالہا دل چون صبا طوف ریاض دہر کرد ٭ در فضاے او گلے گر یافت بیخارے نیافت
ہر حال مین قضاے یزدانی پر راضی ہونا چاہیے اور جزع وفزع کہ کچھ فائدہ نہین رکھتا ہی
توقف مین ڈالنا اچھا ہی بیت جان سپر کن چرا کہ تیر قضا ٭ یک سر مو خطا نخواہد کرد ٭
شیر نے کہا کہ یہ بلا میرے بچون کو کہان سے پہونچی کہ بموجب شعر مولف کے حالت مجھ پر
طاری ہی بیت پڑے سایہ جو میرا مرغ آتش خوار جل جاے ٭ سمندر میرے سوز دل
کے آگے پانی پانی ہی ٭ شغال نے کہا کہ یہ تجھی سے تجکو پہونچی ہی کیونکہ جو کچھ کہ تیر انداز قضا
نے تجھ سے کیا ہی اسی کا عوض ہی کہ تیر ظلم نے دلدوزی مظلومون کی اس سے پہلے کی
تھی پس یہ مکافات تیرے عمل کی ہی کہ تیری طرف مُنہ لائی ہی کما تدین تدان اور یہ
شعر گویا تیرے حسب حال ہی بیت خدا کو بھول گیا محو خود پرستی ہی ٭ تو اور
کام مین ہی موت تجھ پہ ہنستی ہی ٭ خلاصہ یہ ہی کہ جیسا عمل کرے گا جزا پائے گا
اور بہت قریب ہی قصہ تیرا ہیزم فروش سے کہ وہ کہتا تھا کہ یہ آتش کہان سے
میرے انبار ہیزم مین پڑی شیر نے پوچھا کہ قصہ اُس کا کس طرح پر ہی حکایت
کہا کہتے ہین کہ زمانہ پیشین مین ایک ستمگار تھا کہ ہیزم درویشون کی کمال

ستم سے مول لیتا تھا اور نہایت درجے قیمت کم کرتا تھا سو وہ بھی بہزار دشواری دیتا تھا اور زمستان مین توانگرون کے ہاتھ دو چند اور چہار چند کو بیچتا تھا درویش اُسکے ستم سے ازبس تنگ اور توانگر بجفاے گران فروشی سے ضیق مین تھے اور سب یہ شعر گویا کا تکرار کرتے تھے **بیت** اُس ستمگر کے ستم سے گھر جو ہی غمخانہ ہی ÷ خانۂ عیش آگے جو تھا اب وہ ماتم خانہ ہی ÷ ایک دن ہیزم ایک درویش کی بزور چھین لی اور آدھی قیمت مقرر کر کے وہ بھی نہ دی درویش نے دست دعا آسمان کی طرف اُٹھایا اور روے نیاز جانب درگاہ الٰہی باخضوع و خشوع لایا **بیت لمؤلفہ** حذر واجب ہی ظالم تجکو مظلومون کے رونے سے ÷ بھلا کیا حاصل اپنے ساتھ عالم کے ڈبونے سے ÷ اس حال مین ایک صاحبدل پہونچا اور اُسکے ظلم پر واقف ہو کے زبان ملامت اُس ظالم پر کھولی اور یہ شعر گویا کا پڑھا **بیت** آہ ضعیف تیر بلا سے زیادہ ہی ÷ پرزور قوس چرخ سے بھی بس زیادہ ہی ÷ اور کہا اُن بیچارون نے کہ سوا درگاہ الٰہی کے پناہ نہین رکھتے ہین ایسا ظلم نہ کر اور وہ دردمند کہ تمام شب مانند شمع کے سوز دل سے اشکباری کرتے ہین انکے حق مین ایسا ستم روا نہ رکھ غریبون کے خانہ سینہ کو آسیب بیداد سے ویران نہ بنا اور خون دل یتیمون کا بجاے شراب لعل کہ کل خمار بیہوشی لائے نہ پی اور گویا کے اس شعر پر عمل فرما **شعر** جو چاہے رحمت حق عجز کر شعار اپنا ÷ خرید کر کہ نہایت یہ جنس سستی ہی ÷ وہ ستمگر پر غرور اس غریب کی بات کو کب سنتا تھا جمعیت جاہلیت سے منہہ اپنا پھیر کے کہا کہ جا اے شیخ سر میرا نہ پھرا کہ مین ایسی واہیات بات نہین سنتا ہون درویش آزردہ دل پھرا اور اپنے گوشے مین جا بیٹھا قضارا اُسی شب آگ انبار ہیزم کو لگی اور اُس جگہ سے اُسکے گھر تک پہونچی جمیع مال و متاع اُس کا خاکستر کر دیا کہ کوئی چیز باقی نہ رہی وہ بیداد گر بستر نرم سے خاکستر گرم پر بیٹھا اتفاقاً وہی عزیز کہ روز گذشتہ نصیحت کرتا تھا آیا سنا اس نے کہ وہ ظالم اور اُسکے سب متعلق روتے

ہین اور موسے یہ کہرتے ہین کہ یہ آگ کہان سے ہمارے گھر اور انبار ہیزم مین آلگی اُس درویش
نے کہا کہ درد دل درویشان اور آتش جگر سوختگان ہی کہ تیرے خرمن جمعیت کو جلادیا بلکہ
یقین غالب ہی کہ اسی آگ سے تیرا ذخیرہ آخرت بھی جلجاے بیت لمولفہ ڈر درد وناکہ دل
پُر اضطراب سے ÷ برسے گی آگ پانی کی جا اس سحاب سے ÷ ظالم نے سر جھکا لیا اور اپنے
دل مین کہا کہ مقام انصاف سے نہ گذرنا چاہیے کہ وہ تخم جفا کہ مین نے بویا تھا اُسکا پھل
یہی تھا کہ جو مین نے پایا اُسکے بعد شغال نے شیر سے کہا کہ یہ مثل اسواسطے لایا ہون مین
تا جانے تو کہ یہ جو تیرے فرزندون کو پہونچا یہ بدلہ ہی آہو بچون کا تو نے کہ فریاد اُس ہرنی
کی نہ سُنی اور رحم نہ کیا اب کس واسطے جزع کرتا ہی اور امیدوار ترحم الٰہی ہوتا ہی اب
لازم ہی تو صبر کر جیسا کہ تیرے ظلم پر اورون نے صبر کیا شیر نے کہا اس باب مین حجت اور
برہان سے میری خاطر نشان کر شغال نے کہا کہ تیری عمر کتنی ہی شیر نے کہا چالیس برس
کی شغال نے کہا کہ اس مدت مین تیری غذا کیا تھی کہا گوشت وحوش اور آدمیون کا
شغال نے کہا کہ وہ جانور اور آدمی تو نے چالیس برس کھائے اور شکار کیے اور اُنکے
گوشت سے تن پروری کی آیا وہ مان اور باپ نہ رکھتے تھے اور اُنکے عزیزون کو سوز مفارقت
اور صعوبت جزع وفزع مین نہ لایا ہوگا اگر پہلے سے عاقبت اندیشی کرتا اور خونریزی
سے پرہیز رکھتا تو اسوقت مین فرزندون کے درد فراق سے جگر تیرا کیون کباب ہوتا
اگر یہی صفت خونخواری اور سیرت جفا کاری رکھے گا تو یاد رکھ کہ اس سے بھی زیادہ
دیکھے گا جب تک خلق خدا تجھ سے خائف رہیگی بوے آسایش کی نہ سونگھے گا تو اب
بھی کچھ وقت باقی ہی توبہ کر اور اپنا اخلاق رفق ورحمت سے آراستہ کر اور ذیحیات
کے دار وگیر سے کنارہ کر کہ آزار دینے والا منھ راحت کا نہین دیکھتا ہی اور بمراد اگر
ہرگز مقصد کو نہین پہونچتا ہی شیر نے جب کہ یہ بات سُنی سمجھا کہ بنا جس کام کی آزار وظلم
پر ہوتی ہی سواے ناکامی اُس سے اور نتیجہ حاصل نہین ہوتا ہی اور دل مین کہا کہ ہمار

عمر جوانی سے متعلق ہی وہ خزان پیری وناتوانی سے مبدل ہوئی اور ہر دم راہ فتنہ بین
قدم پڑتا ہی اور سفر دور ودراز درپیش ہی اب بہتر یہی ہی کہ فکر زاد معاد کرون اور ترک
دل آزاری اور جفاکاری کرکے تھوڑے قوت پر قناعت کرون اور بیش وکم کا غم نہ
کرکے فکر ہست ونیست سے درگذرون **بیت** لمؤلفہ کیا انفعال ہوگا اگر کاتب
عمل ٭ رکھ دینگے میرے سامنے فرد بن حساب کی ٭ آخر شیر نے گوشت کھانے اور
ایذا رسانی سے توبہ کرکے میوہ صحرائی پر قناعت کی شغال نے کہ مدت سے تائب اور
فقط میوہ صحرائی پر قانع تھا دیکھا کہ شیر ہماری غذا ایک سال کی دس دن مین
کھا گیا مضطرب ہو کر شیر کے پاس آکر کہا کہ شہریار اب کیا کام کرتا ہی کہا کہ مین فقط
میوہ پر قانع ہون اور ایذاے مخلوق سے تائب شغال نے کہا کہ ایسا نہین ہی بلکہ
ایذا مخلوق کی آگے سے بھی زیادہ تر ہی شیر نے کہا کہ مجھ سے کسی کو کیا ضرر پہونچتا ہی نہ اپنا
مُنہ کسی کے لہو سے تازہ کرتا ہون اور نہ پنجہ کسی کے آزار پر کھولتا ہون شغال نے کہا کہ
اپنے حق سے البتہ تو باز رہا مگر رزق اور ون کا کہ ایک برس اُس سے بسر کرنے تھے
تو اُسے دس دن مین کھا لیتا ہی پس روزی جنگلی اس سے متعلق ہی وہ یقین ہی کہ جلد
ہلاک ہو جائین اور اسکا وبال تیرا بار گردن ہو اور اسی جہان مین مکافات اُسکی
تجھے پہونچے اور مجھے ڈر ہی تیرا حال اُس خوک کی طرح نہو کہ جو بوزینے کے مقابلے مین ہوا
شیر نے کہا کہ بیان اسکا کر **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ایک بوزینے نے مدد توفیق نیک

حکایت خوک و بوزینہ

سے اپنی قوم کو چھوڑکے اور ترک تعلق کرکے راہ صحرا کی لی اور ایک بیشۂ انجیر مین
پہونچ کے متمکن ہوا اور خیال کیا کہ ذی حیات کو اکل وشرب سے گریز نہین ہی اور جب
موسم انجیر کا نرہا تو غذا ملنا اس صحرا مین معلوم اس سے یہ بہتر ہی کہ اسی انجیر کا ذخیرہ
کیجیے تا غیر موسم مین بے برگ ونوا نرہیے اس لیے ہر روز ایک درخت کے انجیر کھاتا تھا
اس کے بعد بالکل جھاڑ لیتا اور خشک کرکے ایک گوشہ مین ذخیرہ کرتا تھا

ایک روز موافق قاعدہ مستمرہ کے ایک درخت پر بیٹھا کچھ کھاتا تھا اور ذخیرہ کے لیے کچھ
نیچے گراتا تھا کہ ناگاہ ایک خوک پیدا ہوا اور اُسی درخت کے تلے کہ جس پر بوزینہ چڑھا
تھا آیا جب کہ بوزینہ کی نظر اُس پر پڑی خدا سے پناہ مانگی کہ خوک نے سلام کیا اور کہا
کہ مہمان کا بھی کچھ حق ہی بوزینہ نے بھی جواب مشفقانہ بہ نفاق دیا مصرعہ
مرحبا مرحبا تعال تعال ؛ اور کہا کہ اگر پیشتر سے جناب کی تشریف فرمائی کی خبر معلوم
ہوتی تو فراخور حال شکستہ بال کے سامان مہمانی مہیا کر رکھتا اور اب بھی جو کچھ کہ ہو سکیگا
اُسمین دریغ نہوگا خوک نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون اور اشتہا کمال رکھتا ہون
جو کچھ کہ حاضر ہو اسوقت مہربانی کر بوزینے نے اُس درخت کے انجیر گرانے شروع کیے
خوک بہ کمال رغبت کھاتا تھا حتی کہ ایک دانہ اُس درخت مین باقی نرہا خوک نے کہا
کہ اے عزیز گرامی ہنوز نفس حریص غذا کی خواہش مین بیقرار ہی درخت دوسرا جھاڑ اور
مجھے رہین منت کر بوزینے نے طوعاً و کرہاً دوسرا درخت جھاڑا مگر اُسمین بھی خوک کی سیری
نہوئی اشارہ اور درخت کی طرف کیا بوزینے نے کہا کہ اے عزیز انصاف ہاتھ سے ندے
میرا ایک مہینے کا قوت تو نے ایک دم مین کھا لیا اب مجھے مقدور نہین ہی کہ زیادہ اس سے
متواضع ہون خوک برہم ہوا اور کہا کہ ایک مدت یہ جنگل تیرے تصرف مین رہا آج سے
میری ملک ہوا تو اب یہان سے راہ لے بوزینے نے کہا کہ کسی کا گھر چھین لینا بڑا ظلم ہی
خیال جفا کا چھوڑ دے کہ ظلم اچھا نہین ہوتا اور آزردہ کرنا مظلومون کا بہت مضرت
رکھتا ہی خوک اس جواب سے زیادہ تر آزردہ ہوا اور کہا کہ ابھی اس درخت سے نیچے
گراکر سزاے قرار واقعی دیتا ہون یہ کہا اور جست کر کے شاخ درخت پر آیا شاخ بار
خوک سے ٹوٹ گئی اور وہ ایسا سرنگون گرا کہ مہرہ گردن ٹوٹ کے واصل جہنم ہوا اور
اے شیر یہ مثل اسواسطے بیان کی مین نے کہ تو بھی اسی طرح حق غیرون کا کھاتا ہی جبکہ یہ گروہ
غربا بھوک سے مرجائیگا اقربا اور عزیز انکے تمام عمر تجھے بد دعا دینگے اور اس لیے کام

تیرا خلق آزاری اور خونریزی تھا اور اب حالت زہد مین رزق مظلومون کا غصب کرتا ہی غرض کہ ہر حال مین تیرے ہاتھ سے عالم کو آرام نہین ملتا ہی جانورون کو کسی طرح تیرے جور سے مخلصی نہین ملتی ہی تیرے ظلم کا وہ حال تھا اور زہد صلاح کا یہ حال ہی مناسب ہی کہ لذت تن پروری سے در گذرا اور لذت روحانی کی فکر کر **بیت**

اسیر لذت تن ماندہ ام دگر نہ ترا	چہ عیشہاست کہ در ملک جان مہیا نیست

شیر نے جب کہ شغال سے یہ نصائح سُنے میوے کو بھی ترک کرکے فقط آب و گیاہ پر قناعت کی اور اطاعت خدا مین مشغول ہوا اور کبھی کبھی ان تینون بیتون کو پڑھتا تھا **نظم**

ای دل ازین جہان دل آزار در گذر	در تنگنای گنبد دوار در گذر
کارجہان نہ لائق اہل البصیرت است	مردانہ وار از سر این کار در گذر
چون بیتوان بہ گلشن روحانیان رسید	سعی نما زین رہ پرخار در گذر
در بحر حرص نفس چو غواص شوخ چشم	غوطہ مخور ز گوہر شہوار در گذر

یہ ہی داستان بعضے بدکردارون کی کہ لوگون کو اپنے عذاب مین مبتلا کرتے رہتے ہین اور عاقبت کا کچھ اندیشہ نہین رکھتے ہین آخر کو اسی طرح کی بلا مین کہ جو اور کے حق مین روا رکھتے خود مبتلا ہوتے ہین اسکے بعد راہ راست پہچانتے ہین جیسا کہ شیر نے جب تک اپنے جگر گوشون کو آتش بیداد صیاد پر کباب ہوتے نہ دیکھ لیا خونخواری اور بدکرداری سے دل نہ اُٹھایا اور جب تجربہ اس سے حاصل ہوا پھر اس عالم غدار سے کنارہ کیا اور اسکی آرایش بے اصل کی طرف التفات نہ کیا اور پھر کسی طرح سے عشوہ اس بیوفاے جادو وش کا خرید نہ کیا **بیت**

نوشتہ اند بر ایوان جنت الماوے	کہ ہر کہ عشوۂ دنیا خرید وای بوے

اور جو کہ خردمند ہین وہ زیادہ تر اسکے سزاوار ہین کہ اشارت کو سمجھین اور تجربون کو اپنے حال اور مآل کا پیشوا کرین اور بناے کار دنیا و آخرت اسی ایک قصہ کافی پر رکھین جو کہ اپنے فرزندون کے حق مین پسند نہ کرین وہ اور کے واسطے روا نہ رکھین

تا ذکر جمیل اُن کا حالت حیات اور ممات مین شہرہ آفاق رہے نظم گویا

یہ جہان صحراے وحشت خیز ہی	یا کوئی دریاے آفت خیز ہی
جو تھے نادان اس مین آکر گھر گئے	تھے جو دانا وہ کنارہ گر گئے

باب گیارھوان جزاے اعمال مین بطریق مکافات کے

راے داشبلیم نے داستان دلپذیر سُننے کے بعد فرمایا کہ اے پیر صائب تدبیر برہان روشن اور دلیل واضح مثال مین بدکردار ناعاقبت اندیش کی کہ عالم کی ایذا پہونچانے مین مبالغہ کرتا تھا اور جبکہ اورون کی طرح آپ بھی اس بلا مین مبتلا ہوا تو توبہ کی پناہ مین آیا بیان فرمائی تو نے اب التماس یہ ہی کہ وہ داستان کہ گیارھوین وصیت سے تعلق رکھتی ہی یعنی حقیقت اس شخص کی کہ غیر کے کام پہ مائل ہوا اور وہ کام اُسکے طور کے موافق اور حال کے مناسب نہو بیان فرما حکیم کامل نے اس عبارت مین کہ صفا اور لطافت مین آبحیات کے برابر اور شیرینی اور حلاوت مین ہمسر شربت نبات تھی بیان کی اور دعادی بیت للمولفہ رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم ؛ کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہی ؛ اور کہا کہ بادشاہ عالم پناہ بزرگون نے فرمایا کہ لکل عمل جزاء و لکل مقام مقال یعنی واسطے ہر عمل کے جزا ہی اور واسطے ہر مقام کے مقال ہی اور جامہ خانہ غیب سے لباس خاص ہر ایک کے بالاے والا پہ جدا جدا سیا ہی اور خلعت خانہ بخشش سے ہر شخص کے قامت کے لائق خلعت عطا فرمایا ہی ہر فرد سے ہر کام نہین آتا ہی اور ہر مرد ہر عمل کے لائق نہین ہوتا ہی نظم زغن را ہر طاؤسی نزاید ؛ مگس را پر زعنقاے نزاید ؛ زہر کس آرزوے گل نشاید ؛ شمیم گل زخارے خوش نیاید ؛ ساقی الطاف نے خمخانہ کل حزب بمالدیہم فرحون سے ہر کسی کو فراخور حال ساغر سرور دیا ہی اور شراب عنایت اور سر چشمہ رعایت سے کسی کو محروم نہین کیا ہی بیت کس نیست کہ بہرہ مند از تو نے

اندر خور وبجرعہ یا جامی ؛ بس ہر شخص کو چاہیے کہ جو صفت کہ صانع ازل نے اُسکو
دی ہی اسی کا شغل رکھے اور ایسا کرے کہ اس کام کو بتدریج مرتبۂ کمال کو پہونچائے
اور جو کوئی کہ پیشہ اپنا چھوڑ کے اُس طرف کہ اُسکے مناسب حال نہین ہی رجوع کریگا
بیشک مقام تردد اور حیرت مین گرفتار ہوگا پس ضرور ہی کہ جو راہ اختیار کی پس اُسی سے
منزل کو پہونچے اور اگر اس سے پھریگا تو سراسیمہ اور سرگردان رہیگا مخلوق کو چاہیے
کہ اپنے طریق عمل پر ثابت رہے اور ہر طرف کو دست ہوس دراز نکرے اور افزون کو
شعار اپنا نہ بنائے اور جو کام اسکا پیشہ ہی اسمین مشغول رہے جیسا کہ مولوی معنوی فرماتے
ہین بیت انجیر فروش را چہ بہتر ؛ کانجیر فروشد اے برادر ؛ اور اس محل کے مناسب

حکایت زاہد عبری

کیفیت زاہد عبری زبان کی ہی کہ مہمان ہوس پیشہ نے ارادہ لغت عبری کے سیکھنے کا کیا
اور اپنی بھی زبان بھول گیا راوی والتسلیم نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر ہی اُسنے کہا حکایت
کہتے ہین کہ زمین قنوج مین ایک مرد صالح پرہیزگار دیندار عبادت شعار تھا پاکیزگی
فطرت سے کدورت علائق کو زائل کرکے پردۂ ظلمت کا پیش نظر سے اُٹھا ڈالا تھا اور
غاشیہ اُسکے سجادہ کا فتوحات غیبی سے ہر اہل اللہ کے دوش پر رہتا تھا تمام ہمت اُسکی احیای
رسوم شرع پر مصروف تھی اور مرغ محبت الٰہی نے اُسکے سینۂ بے کینہ مین آشیانہ بنایا تھا اور
اُسکی خورشید ضمیر نے ایک عالم تیرہ کو روشن کردیا اور باوجود اُس بے برگی کے جو کچھ کہ خزانہ
غیب سے اُسکے ہاتھ آتا تھا مہمانون کو کھلا دیتا تھا ایک دن مسافر اُسکے مکان مین وارد
ہوا زاہد نہایت خوش ہوا اور جو کچھ کہ تعظیم و تکریم مہمانداری کی چاہیے بجا لایا بعد انفراغ
طعام زاہد نے پوچھا کہ کہان سے تشریف لاتا ہی اور ارادہ کس دیار کا ہی مہمان نے جوابدیا
کہ قصہ نا مرضیہ میرا دور و دراز ہی اگر خاطر اسکی طول سے ملول نہو تو بیان کرون مین
زاہد نے کہا کہ جو کوئی گوش ہوش شنوا رکھتا ہی ہر قصہ سے حصہ اپنا حاصل کرلیتا ہی اور
قطرہ مجاز سے دریائے حقیقت مین در آتا ہی بیت ز ہر بازیچہ رمزے میتوان خواند ؛

زہر افسانہ فیضے میتوان یافت ✤ تو بے دہشت سرگذشت اپنی کہہ اور جو منفعت اور
مضرت اس سفر مین دریافت کی اُسے مشروحاً بیان کر مہمان نے کہا کہ اے زاہد زمانہ
اصل میری دیار فرنگ سے ہی اور پیشہ میرا نان بائی تھا اور ایک دہقان تھا کہ اس سے
مجھے دوستی تھی اور اکثر میرے اور اُسکے صحبت رہتی تھی اور از راہ یاری وہ مددگاری
غلہ سے کیا کرتا تھا اور قیمت اُسکی آہستہ آہستہ ایک زمانہ دراز مین بقدر آمدنی مجھسے
لیتا تھا اور بہ سبب اُسکی مہلت اور فرصت کے کام میرا آسانی بسر ہوتا تھا ایک روز
مجھے مہمان کر کے باغ مین لے گیا اور شرائط مہمانی جیسا کہ قاعدہ ارباب ہمت کا ہی
بخوبی بجا لایا اور بعد اکل و شرب کے باہم کلام مین مشغول ہوئے فیما بین کلام کے پوچھا
اُسنے منفعت تیرے کسب کی کس قدر ہی کہا مین نے کہ میری دوکان کا آٹھ خروار غلہ ہی
اور اُسکا نفع جو متفرع ہوتا ہی وہ اسقدر کہ اہل و عیال کی خورش کو وفا کرے پس انتہا یہ کہ
دس کے بارہ ہوتے ہین **بیت** چو زین بر نفع ترکاری ندارم ✤ برین دستور روزے
می گذارم ✤ دہقان نے کہا کہ تیرا نفع کچھ بھی نہین مجھے خیال تھا کہ اُسکا افادہ بسیار اور حاصل
بیشمار ہوگا مین نے پوچھا کہ اے خواجہ تیرا نفع کشتکار کس مقدار ہی کہا کہ پایہ میرے کام کا تھوڑا
ہی اور منافع بہت کہ دس سے سو تک بھی قناعت نہین کرتا ہون بلکہ اس سے بھی زیادہ
کا طلبگار رہتا ہون متحیر ہو کر کہا مین نے کہ اے خواجہ یہ دور از قیاس ہی دہقان نے کہا
کہ تعجب نہ کر اس سے بھی زیادہ اسمین منفعت ہی مین تیری تسکین کر دون اب اس سے
قیاس کر کہ ایک دانہ خشخاش کا کہ سب دانون سے چھوٹا ہی جبکہ زمین مین اُسکو ڈالا
اور سبز ہوا ایک دانے سے قریب بیس تیر کے نکلتے ہین اور زیادہ بھی ممکن اور ہر تیر پر
ایک قبہ ہوتا ہی اور قبہ مین اتنے دانے ہوتے ہین کہ شمار اُنکا کسی سے نہین ہو سکتا ہی
اب خیال کر کہ نفع زراعت کا کس قدر ہوا اور حکماے زراعت نے کہا ہی کہ زرع کے تین
حرف ہین دو حرف اوّل کے زر ہین اور حرف آخر کہ عین ہی وہ بھی نام زر کا ہی پس

یہ پیشہ زر بر زر ہے۔ **بیت** دو حرف زرع زرست و یکے کہ می ماند ٭ ہم آن زرست
پس اینجا زرست بر سر زر ٭ یہ اشارہ زراعت کی طرف ہے اور دہقانیت کے موجدون کا
یون اعتقاد ہے کہ کبریت احمر یہ ہے کہ قیل **بیت** جستن گو گر د احمر عمر ضائع کردن است
روے بر خاک سیہ آور کہ یکسر کیمیاست ٭ جبکہ یہ باتین زبان سے دہقان کی سُنی سودا
دہقانیت کا دماغ مین پیدا ہوا اور دروازہ دوکان کا بند کر کے زراعت کے اسباب
کے مہیا کرنے مین مشغول ہوا اور میرے محلے مین ایک درویش تھا صاحب کمال پاک
نفس اور نیک خصال جبکہ اُسے معلوم ہوا کہ مین اپنی حرفت ترک کر کے اور کے کام مین
مشغول ہوتا ہون اُسنے براہ شفقت مجھے بلایا اور کہا کہ اے کاریگر جو کچھ کارخانہ ربانی
سے تیرے حوالے ہوا ہے اسپر راضی رہ اور طلب افزونی کی نہ کر شومی حرص کی بہت بد ہے
جو شخص کہ نقد قناعت ہاتھ مین رکھتا ہے بادشاہ اپنے وقت کا ہے اور جو کہ بدولت طلب
حرص مین گرفتار رہتا ہے مرتبہ دیو و دد مین شمار کیا جاتا ہے **بیت** قرص جوین می شکن
و مے شکیب ٭ تا نخوری گندم آدم فریب ٭ کہا مین نے اے شیخ اپنے کام مین چندان فائدہ
نہین دیکھتا ہون اور فائدہ دہقانیت کا بہت ہے ارادہ اُسکا کرتا ہون کہ شاید اس
شغل کے منافع سے میرے اہل و عیال آسودگی سے بسر کرین اور معاش میری آرام تمام
سے بسر ہو زاہد نے کہا کہ مدت تمامی سے تیرا اسباب معیشت اپنی حرفت سے مہیا ہوا کیا اور
مشرب زندگانی اسی پیشے کے بدولت خس و خاشاک تردد سے مصفا رہا اور یہ عمل کہ اب
اختیار کرتا ہے شاید تو اسکے لوازمات پر قیام نہ کر سکے اور عہدہ اسکے رسمیات کا جیسا کہ
چاہیے تجھسے سر انجام نہ پائے اور جو کچھ کہ نہا نخانہ آرزو سے تیری خاطر پر خطور رہوا ہے شاید
مطابق آرزو کے نہو پھر بجز ندامت کچھ حاصل نہوگا فضولی نہ کر اور کام اپنا نہ چھوڑ کہ اپنا
پیشہ چھوڑا اور وہ کام کہ لائق اپنے نہین ہے یا آپ اسکے لائق نہین ہے اختیار کیا تو اسے
وہ پہونچا ہے جو اس کلنگ کو پہونچا مین نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا **حکایت** درویش نے

نا امید ہونا کا
حکایت کلنگ و گاوزر

کہا کہ ایک گازر دریا کے کنارے اپنے کام مین مشغول رہتا تھا اور ہر روز ایک کلنگ
کو دیکھتا تھا کہ اس چشمے کے کنارے بیٹھ کے جو کرم کہ اس چشمے مین پاتا تھا اسے چن کھاتا
تھا اور اسی پر قناعت کر کے اپنے آشیانے مین رات بسر کرتا تھا ایک دن باشہ تیز پر وہان
پیدا ہوا اور ایک تیہو کا صید کر کے پیٹ بھر کھا لیا اور باقی چھوڑ دیا کلنگ نے خیال کیا یہ
باشہ اس جثہ حقیر پر جانور بزرگ کو صید کرتا ہی اور مین اس ہیکل عظیم پر ایک محقر پر
قناعت کرتا ہون ہر آئینہ یہ صورت میری دنائت ہمت پر دلیل ہی لایق حال کا یہ
ہی کہ آج سے صید حقیر پر نظر نہ کرون اور کمند ارادہ کو کنگرہ آسمان کے سوا اور جگہ نہ
پھینکون اسکے بعد اُسنے ترک شکار کرم کیا اور مترصد صید کبوتر و تیہو کا ہوا اس دھوبی
نے دور سے تماشا باشی اور تیہو کا دیکھا تھا جب کہ حیرت کلنگ کے حال پر مستولی پائی
اور کرم پکڑنے کے شغل سے باز رہا گازر نے فراست سے دریافت کیا کہ جب سے
کلنگ نے شکار باشے کا دیکھا اپنے شکار سے ہاتھ اُٹھا لیا ہی یہ امر بے سبب نہین
ہی اس واسطے بیشتر نظر گازر کی کلنگ کی طرف رہتی تھی قضارا ایک کبوتر اسکے
قریب آنکلا کلنگ اُٹھا اور کبوتر کا ارادہ کیا کبوتر نے پرواز کی اور پانی سے
گذر کے راہ خشکی لی کلنگ کہ اُسکے پیچھے آتا تھا کنارے پر دریا کے گر پڑا اتفاقاً
اس جگہ گل و لاے بہت تھی کہ پانون ہر ایک کا پھنس جاتا تھا اتفاقاً کلنگ کے
پانون بھی اس مین در آئے جس قدر جہد زیادہ کی زیادہ تر پھنستا گیا دھوبی
نے کلنگ کو پکڑ کے گھر کی راہ لی ایک دوست راہ مین ملا پوچھا کہ یہ کیا ہی گازر
نے کہا کہ یہ کلنگ ہی چاہتا ہی کہ کام باشے کا سیکھے وہ تو نہو سکا پر اپنی جان برباد کی اور
یہ مثل اس واسطے لایا ہون کہ تا معلوم کرے تو کہ ہر کسی کو ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہی
چاہیے کہ اسی کام پر قیام کرے اور جو حرفت کہ خلاف اسکے پیشے کے ہو اُسے چھوڑ دے
جب کہ اس درویش نے یہ مثل فرمائی دغدغہ میری حرص کا اور زیادہ ہوا اور

کان میرے کہ محض حرص وہوا سے بھرے ہوے تھے زاہد کی بات نے ان مین راہ نہ پائی
اور پیشہ نان بائی ترک کرکے تھوڑی سی پونجی سے زراعت کا اسباب درست کیا اور
تخم ریزی کرکے دیدۂ انتظار راہ محصول پر رکھا مین نے اس حال مین معیشت عیال
مجھپر وبال ہوئی سبب یہ کہ نان فروشی سے اس قدر ہر روز حاصل ہو رہتا تھا کہ
اہل وعیال کی شب وروز بسر ہو جاتی تھی اور زراعت مین انتظار ایک سال
کا چاہیے تا فائدہ اسکا حاصل ہو اسکے بعد مین نے دل مین کہا کہ غلطی کی تو نے کہ بات
بزرگون کی نہ سنی اب مصارف روزمرہ سے درماندگی ہی اور کسی طرح یہ تکلیف رفع
نہین ہوتی ہی صلاح یہ ہی کہ کچھ روپے قرض لے کر دوکان نان فروشی کی پھر جاری
کرون کہ اہل وعیال ہلاک نہو جائین کہ موسم زراعت کٹنے کا آجاوے بعد اسکے ایک
تاجر شہر سے مبلغ چند قرض لیے دوکان دوسری بار جاری کی اور اپنے ایک ملازم کو اس
دوکان پر مقرر کیا کبھی خبرگیری زراعت کی کرتا تھا مین اور کبھی دوکان کے انتظام کے واسطے
بازار مین آتا تھا جبکہ دو تین مہینے گذرے اس نوکر نے یہان تک خیانت کی کہ دوکان
مین کچھ باقی نہ رہا اور زراعت مین بھی بہت آفتین پہونچین کہ جو خرچ ہوا تھا دسوان
حصہ بھی اسکا ہاتھ نہ آیا جبکہ یہ صورت پیش آئی اس درویش سے حال اپنا بہ تفصیل بیان
کیا مین نے پھر عابد ہنسا اور کہا کہ تیرا حال اس مرد کے مانند ہی کہ داڑھی اسکی دورویہ تھی
اور دونون عورتون کے ہاتھ سے برباد ہوئی مین نے پوچھا کہ یہ کیونکر تھا حکایت درویش
نے کہا کہ ایک شخص کے دو عورتین تھی ایک ادھیڑ اور دوسری نوجوان اور آپ بھی
ادھیڑ دومویہ تھا جسے کھچڑی داڑھی کہتے ہین اور دونون عورتون کو دوست رکھتا تھا
ایک شبانہ روز ایک کے گھر رہتا تھا اور دوسرے دن دوسری کے گھر اور عادت اسکی یون
تھی کہ عورت کے زانو پر سر رکھ کے سویا کرتا تھا ایکدن اس ادھیڑ کی باری تھی اور یہ
اسکے زانو پر سر رکھ کے سوتا تھا اسنے یہ خیال کیا کہ جتنے بال اسکے داڑھی مین سیاہ ہین اگر یہ

ہون تو اس جوان عورت کو تمام بال سفید دیکھ کے اس سے نفرت ہوگی جس وقت یہ سمجھے گا
کہ اسکے تمام حرکات اور سکنات سے نفرت پائی جاتی ہی اس وقت اسکی بھی طبیعت
اُس سے نفرت کریگی پھر اور میری طرف کو رغبت تمام پیدا کریگا اس خیال سے
جس قدر کہ ہوسکا اس سے عرصۂ خواب تک سیاہ بال چنتی رہی اور اس امر کی کچھ اسے
خبر نہ تھی مصرعہ برکندہ بہ آن ریش کہ در دست زن ست * دوسرے ہی دن اس نوجوان
کی باری تھی اپنی عادت کے موافق اسکے زانو پر سر رکھے سو گیا تھا قضارا اسکے خیال
مین آیا کہ بال سفید اس کے اگر باقی رہین اور جبکہ یہ اپنی داڑھی آئینہ مین سیاہ دیکھے گا
مقرر ادھیڑ عورت کی صحبت سے نفرت کرکے میری طرف کو لامحالہ رغبت کریگا پس یہ تصور
کرکے جس قدر کہ فرصت وقت کی تھی بال سفید چنتی رہی جبکہ اسی طرح چند روز گذرے
کہ ایک دن موے سیاہ اور ایک دن سفید چنے جاتے تھے آخرکار ایک بال بھی داڑھی
مین باقی نہ رہا اُس مرد غافل نے ایک دن آئینہ مین دیکھا کہ مُنھ خواجہ سرا کے مانند ہی
آہ کھینچی اور کہا کہ یہ میرا کیا حال ہوا ایک شخص نے لطیفہ گوئی سے کہا کہ جس مرد کی
داڑھی عورتون کے ہاتھ مین ہوگی داڑھی تو کیا اگر اس مرد کے ناک اور کان بھی
باقی رہین تو عجب ہی ایک شخص نے کہا کہ یہ مصرع رضی کا تیرے حسب حال ہی مصرعہ
تیری وہ مثل ہوئی اے رضی نہ الا الذی اور نہ الذی * درویش نے کہا کہ تیرا حال اُسی
مرد دموہیہ کے مانند ہی کہ جو کچھ پونجی تو نے نان بزی کی دوکان مین صرف کی اور باقی دہقانیت
کے کام مین تلف کی اور آج تو دیکھتا ہی کہ تنور معیشت مین نہ روٹی ہی اور نہ مزرع
زندگانی مین خوشہ اور دو شعر مؤلف کے تیرے حسب حال ہین ابیات نہ تو صدمہ
کوہ الم اُٹھا * اور زار یہ ہون کہ نہ شکار ملا * مجھسے توسن ای کا رہا * یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
زاہد نے طوف حرم کا کیا * ہندو نے بت کو سجدہ کیا * ناکام ذرہ ہون مجھسے گویا یہ بھی
نہ ہوا وہ بھی نہوا * جب کہ یہ حکایت سُنی سمجھا ہین کہ پیر عابد نے جو کچھ کہا تھا

وہ سیح ہوا اب مجھے سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہین ہی اگر تمام اثاث البیت جمع
کرون تو بھی ایک شخص کے قرض سے چھوٹنا دشوار ہی یہ خیال کرکے شہر سے بھاگا مین
منزل بمنزل ترسان اور ہراسان چلا جاتا تھا کہ اثنائے راہ مین سُنا مین نے کہ میرے
سب عیال ہلاک ہوگئے اور املاک سب تر صحواہ لے گئے مصرعہ للمولفہ جو دزد سے
بچا اُسے رمال لے گیا ۞ اب مین وطن جانے سے نا امید ہوکے منزل پیمائی کرتا ہون اور یہ
بیت گویا کی حسب حال اپنے ورد زبان رکھتا ہون بیت بُرا ہو زلیست کا کیا کیا الم
دکھاتی ہی ۞ چھٹے وہ رنج سے پیوند جو زمین کے ہوئے ۞ اور وہ واد درد دل کی کسی صاحب دل
سے چاہتا ہون اور جراحت اندوہ پر لقائے اہل اللہ سے مرہم رکھتا پھرتا ہون شاید کہ
اسمین التیام پائے جیسا کہ مولف نے کہا ہی بیت مین دیوانہ ہون مرہم فائدہ مجکو
نہ بخشے گا ۞ اگر اچھے بھی ہونگے زخم تو سنگ جراحت سے ۞ اب اس ساعت کہ میرا آئینہ دل
آپ کے مصقلہ زیارت سے مصفا ہوا ہی اور شربت عیش شیرینی کلام شکربار تیرے سے
مہیا ہی اگرچہ رنج بہت اُٹھائے ہین مگر امید ہی کہ آپ کی برکت زیارت سے مقصود کو
پہونچون یہی شمہ میری سرگذشت کا تھا کہ جو بیان مین آیا مصرعہ سرگذشتم را چہ پرسی
سرگذشت از سرگذشت ۞ یہ زاہد نے فرمایا کہ جو کچھ کہ کہا تو نے اسکے صدق پر میرے دل
نے گواہی دی اگرچہ زحمت مہاجرت او مشقت مسافرت بہت کھینچی تو نے لیکن تجربے
بھی خوب حاصل کیے اب یہ زندگانی دو روزہ بہر کیف آزادانہ بسر ہو جائیگی غم بود
نابود دنیا کا ایک قلم دل سے محو کر ڈالنا مناسب ہی اور واسطے تسکین کے گویا کا یہ شعر
کفایت کرتا ہی بیت دیکھ کہدیتے ہین مست ہاتھ سے کھو دولت فقر ۞ شاہ کہتے ہین
اُسے جو کہ گدا ہوتا ہی ۞ مہمان اور میزبان دونون باہم خوش ہوکے اور ایک نے دوسرے
کی صحبت غنیمت سمجھی اور یہ زاہد ایک مرد تھا قوم بنی اسرائیل سے اور زبان عبری
بہت فصاحت سے بولتا تھا اگرچہ اور علم اور زبانون مین بھی دستگاہ رکھتا تھا

لیکن عبری مین افصح اس زبان کا تھا اور اکثر اپنے خواص سے زبان عبری مین کلام کیا
کرتا تھا یہ مہمان فرنگی حقیقت لغت عبری سے مطلق ناآشنا تھا لیکن کلام زاہد کا اس
زبان مین اسے بہت بھاتا تھا جب کہ عرصہ زیادہ گذرا اور وہ فرنگی زاہد سے بے تکلف
ہوا عرض کیا کہ مین امیدوار ہون مجھے تعلیم کر اور دریغ نہ فرما کہ بے سابقہ معرفت اعزاز واکرام
میرا کیا تو نے اور تکلف ضیافت مین اتنی رعایت کی کہ رابطہ محبت قدیم مین کوئی آشنا
نہ کر سکے اس زبان مین اپنا مجھے شاگرد کر کہ اسکا شوق مجھے ہر دم بیقرار رکھتا ہے اگر اس
زبان مین تیری تعلیم سے مجھے دستگاہ ہوئی تو مین بندہ احسان تمام عمر رہونگا زاہد نے
کہا کہ مجھے اس مین کیا مضائقہ ہے کہ ایک شخص کو حضیض جہالت سے اوج دانش پر ترقی
کرون خیال یون آتا ہے کہ لغت عبری اور زبان فرنگ مین مغائرت بسیار اور مباینت
بیشمار واقع ہے مبادا اُسکی تعلیم سے کلفت تیرے خاطر کو پہونچے اور اسپر بھی تجھے اس سے
بہرہ حاصل نہو اور آزمانا بھی خطائے فاحش ہے کہ ایکبار تو نے اپنی حرفت کو چھوڑ کے
اور غیر کی حرفت اختیار کر کے جان و مال برباد کیا اور اب تک بیکسی اور غربت مین
گرفتار ہے مہمان نے کہا کہ حرفت اور چیز ہے اور طلب علم کی امر آخر ہے اور بارہا دیکھا ہے
کہ جو کوئی کسی کام مین ثابت قدم رہا ہے مطلب کو پہونچا ہے اور جس نے کہ علم کی طلب مین
مشقت کی ہے آخر راحت پائی اور تعلیم اور تعلم کسی طرح ضایع نہین ہوتا ہے جیسا کہ اُس
صیاد نے تھوڑی زحمت کہ علم کے سبب سے اُٹھائی تھی اور اندک خدمت علما کی بجا لایا
تھا نعمت کلی اُسکے ہاتھ آئی اور مضیق احتیاج سے نجات پا کے وسعت آباد عیش کو پہونچا
زاہد نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا اُسنے کہ ایک مرد درویش صیاد پیشہ شکار
مرغ و ماہی سے گذران اہل و عیال کی کرتا تھا ایکدن دام بچھائے ہوے بیٹھا تھا ہزار
محنت سے تین جانور دام نزدیک آئے قریب تھا کہ پھنس جائین اس اثنا مین آواز تند
وجدال آمیز آنے لگی صیاد دوڑا کہ مبادا اس آواز سے یہ مرغ دہشت ناک ہو کر

اُڑ جائین تمام اہل و عیال آج فاقے سے ہین اس اندیشے مین ٹٹی کی آڑ سے باہر آیا دیکھا
کہ دو طالب علم مسئلہ فقہ مین بحث کرتے ہین اور مقال اُنکا جدال کو پہونچا ہی صیاد نے
اُنسے سماجت کی کہ تم شور نہ کرو تاکہ شکار میرا ضایع نہو جاے اُنھون نے کہا اگر ہمین اس
شکار مین شریک کرے یعنی فی کس ایک مرغ ہمین بھی دے تو ہم دم بخود ہو جائین صیاد
نے کہا کہ ای عزیز مین فقیر صاحب عیال ہون اور قوت کتنے شخصون کا انھین مرغون
پر موقوف ہی اگر تم دو مرغ ان مین سے لیجاؤ تو مین ایک مرغ سے دس آدمیون کی کیونکر
تسلی کرونگا اُنھون نے جواب دیا کہ ہر روز یہی کام کرتا ہی اور ہمنے مدت سے گوشت نہین
کھایا ہی یہ ممکن نہین کہ ہم دو مرغ نہ لین والا ہم اتنا شور کرینگے کہ مرغ اُڑ جائینگے نہین تو ہمسے
شرط کر کہ دو مرغ ہمین دے کہ تاہم طلبا اور مدرس کی مہمانی کرین صیاد نے ہرچند معذرت کی
اور کہا کہ تمھارے مدرس نے میرا جال نہین بنایا ہی اور نہ تمھارے طلبہ نے میری رسی کو بٹا
ہی اور نہ مدرس نے دانہ جال مین ڈالا ہی بلکہ مین نے زمین وقت مین جال لگایا ہی بلا کسب
شرع مین درست ہی کہ میرا شکار دو ثلث تم بزور لے لو جبکہ طلبہ نے کوئی عذر صیاد کا نہ سُنا
ناچار وعدہ کیا وہ تینون مرغ پکڑے اُسکے بعد بھی صیاد نے اُنسے بہت عذر کیا کہ مجھپر رحم کرو
اور یہ مرغ مجھسے نہ لو اُنھون نے کہا کہ یہ بیفائدہ گفتگو ہی شرط کے موافق وہ ہمارے حوالے کر
ناچاری صیاد نے دو مرغ اُنکے حوالے کیے اور کہا کہ مین نے رنج اپنے اوپر گوارا کیا او تحفہ
تمھین گذرانا مگر وہ لفظ کہ تم جسمین بحث کرتے تھے سکھا دو کہ مجھے ایک روز اس سے فائدہ
حاصل ہو کہ جیسے انھین الفاظ کی بدولت دو مرغ تمھارے ہاتھ آئے اُنھون نے کہا کہ ہم خنثے
کی میراث اور لفظ مین بحث کرتے تھے صیاد نے کہا خنثے کے کیا معنی ہین اُنھون نے کہا کہ معنی
یہ ہین کہ خنثے کو نہ مرد کہین اور نہ عورت صیاد نے اس لفظ کو یاد رکھا اور بہ کمال ملال
اپنے گھر آیا اور صورت حال اپنے عیال سے بیان کی او رات ایک ہی مرغ کے گوشت پر
کاٹی سب نے دوسرے دن کہ مرغ زرین جناح آشیانہ چرخ چارم سے کنگرہ آسمان پر

جلوہ گر ہوا صیاد نے دام ماہی اُٹھا کے لب دریا پھینکا قضارا ایک ماہی دام مین آئی
کہ ایسی مچھلی کسی نے دیکھی اور نہ سُنی تھی کہ مانند بوقلمون کے رنگ اسکے حساب سے
باہر تھے صیاد اسکی شکل وشمائل سے متحیر ہوا اور دل مین کہا کبھی ایسی مچھلی کسی نے نہین دیکھی
ہو بہتر یہ ہو کہ اسے زندہ بادشاہ کے پاس لے جاؤن اگر بادشاہ کو پسند آئے تو یہ
کلفت میری مٹ جائے ایک ظرف مین پانی بھر کے اور اس مچھلی کو رکھ کے در دولت
بادشاہی پر لایا قضارا بادشاہ اُس باغ مین بیٹھا تھا کہ اُسکے آگے سنگ رخام کا ایک
حوض بنایا تھا اور مچھلیان رنگارنگ کی اُسپر چھٹی ہوئی تھین اور تماشا اُنکا دیکھتا تھا
کہ ناگاہ صیاد نے اس مچھلی کو پیشکش کیا بادشاہ نے ایسی مچھلی دیکھی نہ تھی دیکھکے بہت
خوش ہوا اور حکم کیا کہ ہزار دینار اسے انعام دو ایک وزیر بادشاہ کی خدمت مین گستاخ تھا
اُس نے آہستہ بادشاہ سے عرض کیا کہ صیاد اور دریا بہت ہین اور مچھلیان بیشمار اگر
اسی طرح بادشاہ انعام دیا کریگا تو غالب ہو کہ خزانے مین کچھ باقی نرہے صیاد کو
انعام بقدر استحقاق چاہیے نہ ہزار دینار بادشاہ نے کہا اب مین ہزار دینار زبان سے
کہ چکا ہون کیونکر اس سے پھرون وزیر نے کہا کہ حضور ایک ایسا حیلہ فرمائین کہ خلاف
حکم بھی نہو اور ہزار دینار بھی برباد نہ جاوین وہ یہ ہو کہ بادشاہ اس سے سوال کرے
کہ مچھلی نر ہے یا مادہ اگر وہ کہے کہ نر ہے کہیے کہ مادہ اُسکی لا اور کہے اگر کہ مادہ ہو تو نر کی
طلب فرمائے اور یہ ارشاد ہو کہ اسکے بعد ہزار دینار تجھے ملینگے بادشاہ نے یہی سوال
صیاد سے کیا صیاد مرد دیرینہ اور تجربہ کار تھا دریافت کیا کہ وزیر نے بادشاہ کو ایسا کچھ
تعلیم کیا ہو اور اس سوال مین کچھ سر ہو اُسے وہی نقطہ یاد آیا کہ جو روز گذشتہ طلبا سے
سیکھا تھا عرض کیا کہ ای بادشاہ یہ مچھلی نہ مذکر ہو نہ مونث ہو بلکہ خنثی ہو بادشاہ کو
یہ جواب اسکا نہایت پسند آیا اور وزیر کو زجر فرمایا اور دو ہزار دینار اسے انعام دیا
اور اپنا ندیم کیا فائدہ اس مثل سے یہ ہو کہ صیاد نے دو مرغ علما کے دینے سے اور ایک

لفظ کے یاد کرنے سے دو ہزار دینار پاے اور عنایت سلطانی سے سرفراز ہوکے مخصوص
بارگاہ ہوا پس خیال کیا چاہیے کہ رنج کشی علم کی اور خدمت علما کی کیونکر نہ فائدہ بخشیگی
نظم ناسخ ترقی اگر اپنی چاہے بشر ٭ تو لازم ہی تحصیل علم و ہنر ٭ کہ علم و ہنر سے بشر کی
ہی قدر ٭ جہان مین نہین بے ہنر کی ہی قدر ٭ جگہ ہو کسی کی جو صف نعال ٭ تو پہونچاے
تا صدر اسکو کمال ٭ زاہد نے کہا کہ اس قدر تو مبالغہ کرتا ہی تو مین بھی تیری تعلیم مین کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا آخر ایک مدت تک تعلیم لغت عبری اس مہمان فرنگی کو
کرتا رہا لیکن کسی طرح زبان اسکی اس لغت سے آشنا نہوئی اور جہد اور کوشش کچھ کام
نہ آئی **بیت لمؤلفہ** نہو جس امر مین امداد تقدیر ٭ تو ہرگز کارگر ہوگی نہ تدبیر ٭ ایک دن
زاہد نے کہا کہ دشواری کار اختیار کی اور رنج عظیم گوارا کیا تو نے تو بھی تیری لسان
اس زبان سے آشنا نہین ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ اب اسکو ترک کر اور اتنا سمجھ کہ جو میدان
تیرے جولان کے لائق نہین ہی اسمین قدم نہ رکھ یعنی زبان اپنی اسلاف کی نہ چھوڑ
اور لغت اور حرفت خلاف آبا و اجداد کے اختیار کرنا عقل سے دور ہی مہمان نے کہا
کہ ضلالت اور جہالت مین آبا و اجداد کی پیروی کرنا اسکو تقلید حماقت کہتے ہین
اور مین تقلید اپنے اجداد کی اس امر مین نہ کرونگا اور روش تحقیق کو نہ چھوڑونگا کہ
تقلید کمند ہی شیاطین کی اور تحقیق نیک ہادی ہی صدق دلیلین کی زاہد نے کہا کہ مین نے
ازراہ نصیحت اتنا تجھے کہدیا آیندہ تجھے اختیار ہی مگر اندیشہ یہ کرتا ہون کہ تو زبان عبری
کے درپے ہی ایسا نہو کہ اپنی زبان بھی بھول جاے اور زبان عبری بھی یاد نہ آئے تو
حال تیرا اس زاغ کے مشابہ ہو کہ چال کبک کی سیکھتا تھا اپنی چال بھی بھول گیا
مہمان نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا **حکایت** کہا کہتے ہین کہ ایک زاغ نے پرواز
مین دیکھا کہ ایک کبک عرصہ زمین پر قہقہہ کنان خرامان ہی اور رفتار زیبا سے
دل عالم کو صید کرتا ہی دو بیتین گویائی کہ اسی کے حسب حال تھین پڑھنے لگا

ابیات دیکھکر رفتار را و ظالم سوئی جاتی ہی خلق ٭ کم نہین تلوار کے چلنے سے عالم
چال کا ٭ مردے جی اُٹھتے ہین سُنکر تیری طرز گفتگو ٭ ایک عالم جس پہ مرتا ہی وہ عالم قال کا
زاغ کو خرام کبک خوش آیا اور اُسکے تناسب حرکات اور چستی اور چالاکی رفتار سے
متحیر ہوا اور اسنے خیال کیا کہ خرام اس کبک کا سیکھا چاہیے ۔ اسی کے ملازمت اختیار کی
اور اسکی رفتار کے سیکھنے مین خواب و خور بھول گیا ایکدن کبک نے کہا کہ اے زاغ مین
دیکھتا ہون کہ تو ہمیشہ میرے پیچھے پھرتا ہی اور مترصد میری حرکات و سکنات سیکھنے کا رہتا
ہی یہ کیا خیال خام ہی زاغ نے کہا کہ تیری خوش رفتاری اور تماشہ تیری روش کا ہر دم خیال
مین رہتا ہی اسواسطے تیری خدمت مین حاضر رہتا ہون تاکہ اس رفتار کو سیکھ کے پاے افتخار
ہمسرون کے سر پر رکھون کبک نے قہقہہ مارا اور کہا کہ اے نادان کہان تو کہان مین میرا
خرام امر ذاتی اور تیری رفتار بھی تیری صفت جبلی ہی اسے زائل کرنا اور اسے سیکھنا یہ
دونون من قبیل اجتماع ضدین ہین اور امر جبلی زائل نہین ہوتا ہی اور مقتضاے فطرت
تکلف سے تغیر نہین پاتا ہی تیری وضع اور ہی اور میری روش اور ع ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بہ کجا ٭ اس خیال سے درگذر اور اس اندیشے سے ہاتھ اُٹھا یہ گمان
تیرا محض باطل ہی زاغ نے جواب دیا کہ جو ارادہ مین نے کیا ہی اسے ترک نہ کرون گا
بیت کشتی صبر بدریاے غم انداختہ ایم ٭ تا ببینیم در دیا بکف آید گہرے ٭
آخر زاغ ایک مدت تک کبک کے پیچھے پھرتا رہا مگر روش اُس کی تو نہ سیکھ سکا
بلکہ رفتار اپنی بھی بھول گیا پھر چاہتا تھا کہ اپنی رفتار یاد آئے سو وہ بھی یاد نہ
آئی یہ مصرع جرأت کا اس کے حسب حال ہی **مصرعہ** کہ بھولے اپنی بھی کوا
چلے جو ہنس کی چال ٭ یہ مثل اس واسطے بیان کی ہی تا جانے تو کہ ہیچ بیہودہ
اور بے فائدہ کرنا مناسب نہین کہا ہی کہ جاہل ترین خلایق کا وہ ہی کہ اس
کام مین ہاتھ ڈالے کہ لائق اسکے منصب کے نہو اور یہ قصہ اُس کے مانند ہی

اور تونان بائی ین چھوڑ کے زراعت مین مشغول ہوا آخر الامر سر رشتہ دونون کا
برباد کیا **بیت** آرزو تھی وصل ہو تو دون تصدق جان تک * جان بھی کھوئی
مگر ہو نجانہ ان انجام تک * مہمان نے نصیحت زاہد کی قبول نہ کی اور تحصیل لغت
عبری مین مشغول رہا تھوڑے عرصے مین زبان قدیم بھی فراموش کی اور زبان عبری
بھی یاد نہ آئی یہ ہی داستان اس شخص کی جو حرفت اپنی چھوڑ کے اس کام کو کہ اسکے لائق
نہو اختیار کرے اور یہ بابت پادشاہون کے واسطے مفید تر ہی کہ رعیت اور دوستون
کی تربیت اور دشمنون کے استیصال کو اپنے اوپر لازم کرین اور نا اہل اور بد گو
کو ہر دم اصیل اور پاک طینت کے ساتھ برابری مین نہ لائین کیونکہ مردم کم مایہ
تھوڑی سی قدرت مین آپ کو شہسواران میدان فتوت و شجاعت سے ہمعنان
سمجھتے ہین اور یہ صورت آخر کو منجر بہ فساد ہوتی ہی رئیس کو چاہیے کہ گوہر شناس
کے مانند سنگ و جواہر مین فرق کرے والا قدر اور قیمت مین جواہر کے فساد راہ
پائیگا لازم ریاست یہ ہی کہ مرتبہ قوانین سیاست کو سمجھے اپنے اپنے محل پر صرف
کرے اور اگر عیاذاً باللہ تفاوت مراتب درمیان سے اٹھ جاوے اور اعلے
اور ادنی ایک مین تولے جائین تو ہیئت جہانداری برہم ہو جاوے اور
خلل اور اضطراب امور کلی مین راہ پاوے **بیت** ہر مرتبہ از وجود حکم دارد
گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی * اسی واسطے سلاطین حکمت شعار روا نہین
رکھتے ہین کہ مردم بد اصل علم اور خط سیکھین یا مسائل فقہی اور قوانین
ادب مین دخل پائین کیونکہ جب یہ رسم جاری ہو کہ ارباب حرفت روش
اصحاب دولت کی سیکھین اور ارباب دولت کام اہل حرفت کا اختیار کرین
تو ہر آئینہ ذلت شایع ظہور کرے اور اسباب معیشت خاص و عام کے
خلل پذیر ہوئین اور اس جہت سے اہمال ہر کام مین نمایان ہوا اور

اثر اسکا ہر مرد وزن مین سرایت کرے خردمند ہی وہ کہ محافظت قول حکما اور نصیحت اور موعظت علما واجب جانے تا فوائد اسکے اور ثمرات تجربے کے اس سے حاصل ہون اور مضرت عیب و ریب سے محفوظ رہے نظم کسے را گوئی درگیتی خردمند ٭ کہ دل بر نکتہ دار د گوش بر پند ٭

باب ۱۲ بارھوان فضیلت مین وقار اور ثبات و قرار کے

دوسری بار شہریار کامگار متوجہ طرف حکیم نامدار کے ہوا اور زبان شکر بار سے ثنا کی اور کہا کہ ای پیر یگانہ وای یکتای زمانہ بیان کی تونے داستان اس شخص کی کہ حرفت اور لغت اجداد سے انحراف کر کے اس چیز کے درپی ہوا کہ اسکے حال کے موافق اور اطوار کے لائق نہ تھی اس لیے مطلوب اسکا دیدۂ ارادت سے محجوب ہوا اور پھر کار اصلی پر بھی قادر نہو سکا اب ارشاد کر کہ بادشاہ کے واسطے کونسی خصلت ستودہ تر ہی اور مصالح ملک و ثبات دولت اور استقامت امور اور استمالت قلوب کے واسطے کونسی چیز بہتر ہی اور مین نے بارھوین وصیت مین دیکھا ہی کہ سلاطین کو چاہیے کہ علم کو پیرایہ روزگار اور بردباری کو سرمایہ اپنا کرین مگر مجھے اسمین تردد ہی کہ بادشاہون کے واسطے علم بہتر ہی یا سخاوت یا شجاعت فکر عمدہ سے عقدہ کشائی اور صواب نمائی اس امر کی کر اور بعید اس مسئلہ دقیق کا بہت واضح طرح سے بیان فرما حکیم دانادل نے کہا کہ ای بادشاہ زمانہ جان تو کہ بہتر صفت اور پسندیدہ خصلت بادشاہ کے واسطے یہ ہی کہ لشکر اور رعیت اسکا شکر کرین وہ کیا ہی حلم اور حسن خلق چنانچہ کلام سے سلطان سریر نبوت اور مالک رسالت علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات کے ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ سعادت دنیوی اور فلاح اخروی حلم اور نیکوخوئی پر مقرر کیگئی ہی کما قال یعنی جیسا کہ کہا ہی من سعادۃ المرء حسن الخلق یہ تین خصلتین بادشاہون کو ضرور چاہئیں اور فضیلت ایک کی دوسری صفت پر معلوم کرنا بھی واجب ہی کہ تینون کیسین

ایک فرق رکھتی ہین یعنی شجاعت ہمیشہ کام نہین آتی ہو گاہ گاہ احتیاج اُسکی ہوتی ہو
اور سخاوت اور علم ہر وقت درکار ہے اس لیے علم اور سخاوت شجاعت سے بہتر ہین
اور فائدہ سخاوت کا مخصوص محتاجون کے واسطے ہو مگر حاجت علم کی سب کو ہو اور
منافع خوشخوئی کے خاص و عام اور رعیت و سپاہ کو شامل ہین اس واسطے حلم اِن دونون
صفتون پر فضیلت رکھتا ہو خلق عظیم رکھتا ہو جسکی طینت مین ٭ وہی انسان ہو
حقیقت مین ٭ حسن ظاہر کا گو ہوا نہوا ٭ حسن وہ ہو جو ہووے سیرت مین ٭ ایک
بزرگ نے کہا ہو اگر مجھ مین اور تمام عالم مین ایک تار ہو اور سب اتفاق اسکے توڑنے
کا کرین امکان نہین کہ توڑ سکین یعنی اگر وہ ڈھیل دینگے تو مین کھینچونگا اور جو وہ
کھینچین گے تو مین ڈھیل دونگا یعنی کمال حلم اور وسعت عفو میری ایسی ہو کہ تمام اہل عالم
کے ساتھ مین بآسانی اور نرمی زندگانی بسر کرونگا اور کسی طرح سے شکستگی راہ نپائیگی
بیت من بہ کمند آورم او بمراد خویشتن ٭ او نرو و بطبع من من بر دم بخوے او ٭
اب آشنا اور جاننا چاہیے کہ علم اور تامل نیک ترین خصائل سے ہو خلق اللہ کے واسطے
خصوصاً بادشاہون کے لیے اور ثبات اور وقار سلطنت کا خلق اللہ کی دوستی کے سبب
سے ہوتا ہو اور احکام انکے اہل جہان کے مال اور خون مین اسی سبب سے نافذ
رہتے ہین اور امر اور نہی انکا اعلے اور ادنی پر بلا قید اسی سبب سے جاری رہتا ہو
پس اگر اپنا اخلاق موافق دیانت اور امانت کے آراستہ نہ رکھین تو ممکن ہو کہ
درشت خوئی کے سبب سے اہل اقلیم نفرت کرین اور خفت اور سبک وضعی انکی ایک عالم کو
آزردہ کرے بہت سی جانین اور اموال معرض ہلاکت اور تفرقہ مین پڑین باعث ناسخ
غضب ہو حلم سلطان بے تامل ٭ یہ لازم ہو کرے پہلے تامل ٭ تامل سے اگر غافل رہیگا
بہت سے ملک مین ہونگے تخلل ٭ اگر بادشاہ آب سخاوت سے گرد احتیاج روے
خلق اللہ سے دھو ڈالے یا آتش شجاعت سے خرمن حیات دشمن جلا ڈالے

اگر سرمایہ حلم سے بے بہرہ رہے تو ایک درشت خوئی سے چشمۂ سخاوت کا گندہ ہو جائیگا
اور ایک سخت گوئی مین ہزار دشمن جانی پیدا ہونگے اور اگر سخاوت مین قصور اور
شجاعت مین فتور بھی ہو تو مدارا اور دلجوئی اور حلم وخوشخوئی سے رعیت اور اہل لشکر
کو شاکر اپنا کر سکتا ہی اور خلق اللہ کو قید ہوا داری اور سلسلہ خدمتگذاری مین کھینچ
سکتا ہی بیت ناسخ گو ترا اے رشک گل ہی روے خوش + لطف تب اُسکا ہی
جب ہو خوے خوش + اگر ثبات وقار نہو گا تو علم بھی ضائع اور بیکار ہو جائیگا کہ یہ
تینون آپس مین لازم وملزوم ہین بیت باش ثابت در طریق بردباری ہمچو کوہ +
ہر کہ تمکین بیش دارد بیشتر دارد شکوہ + بادشاہ کو چاہیے کہ حلم کی جگہ متابعت
نفس کی نہ کرے اور غصے کی حالت مین اطاعت شیطان کی روا نہ رکھے کہ غضب ایک
شعلہ ہی آتش شیطانی کا کہ بُستان خیر وصلاح کو جلا ڈالتا ہی اور غصہ وہ درخت ہی کہ
سوا ملال اور پریشانی کے اور پھل نہین لاتا اور حلم پیغمبرون کے اخلاق مین سے ہی اور
اہل تحقیق اور ارباب تصدیق کے نزدیک مقرر ہی جب تک کوئی غضب پر غالب
نہین ہوتا ہی صدیقون کے زمرے مین شامل نہین ہوتا ہی اور نوادر کلمات حکما مین لکھا
ہی کہ ایک بزرگ سے التماس کیا کہ منفعت خلق کی اور مضرت غضب کی بیان فرما
جواب دیا کہ اقسام حسن خلق کے بہت ہین اور ایسے مشہور ومعروف ہین کہ محتاج بیان
کے نہین ہین اور اقسام مضرت کے بھی علی ہذا القیاس مگر مین دو ہی کلمون مین ادا
کرتا ہون گوش ہوش سے سُن وہ یہ ہی کہ ترک کرنا غضب کا جامع ہی جمیع مکارم اخلاق
اور محاسن فضائل کا اور جس نے غضب کو اپنی طبیعت پر غالب رکھا پس یہ جمع کرنیوالا
ہی تمام قبائح اعمال اور فضائح افعال کا نظم خشم وکین وصف سباع ست دد دان +
ہر کرا خشم ست وکین ہست از ددان + اصل خشم از دوزخ ست وکین تو + جزو آن کل ست
وخصم دین تو + چون تو جزو دوزخی پس ہوشدار + جزو سوئے کل خود گیرد قرار + اور دوسرے

اس بات کو جاننا چاہیے کہ بادشاہ کو وزیر ناصح کامل اور خردمند کی احتیاج اس جہت
سے ہوتی ہی اگر غرور جباری اور نخوت شہریاری اسکو حلم اور بردباری سے منحرف کرے تو
وزیر صاحب تدبیر بطریق نصیحت اُسے راہ راست بتلاے اور وہ جادۂ ثبات و وقار پر
ثابت قدم رکھے اور مزاج اُسکا کہ عدالت سے منحرف ہوگیا ہو اعتدال اور استقامت
کی طرف مائل کرے تا عنایت پروردگار اور برکت علم و وقار سے جس طرف کو مُنھ کرے
فتح اور نصرت رفیق اور قرین اور اقبال و دولت ناظر و معین اُسکی رہین اور اگر احیاناً
کبھی نفس امارہ اپنی خواہش کے موافق اگر حکم کرے تو صلاح با فلاح وزیر خوش تدبیر
کی اُسکا ضرر زائل کردے جیسا کہ خصومت مین بادشاہ ہند کی اور براہمہ کی ہوا ہے
نے پوچھا یہ حکایت کیونکر ہی **حکایت** کہا کہتے ہین کہ بلاد ہند مین ایک بادشاہ
تھا ہبلار نام دفائن بیکران اور خزائن بے پایان کا مالک تھا اور سلاطین روزگار مین
برگزیدہ تھا دو بیٹے رکھتا تھا کہ مہر درخشان اُنکے چہرہ درخشان سے روشنی قرض
لیتا تھا اور ماہ تابان اُنکی زیبائی رخسار اور تازگی عذار سے میدان سپہر مین گوے کے
مانند غلطان و سرگشتہ تھا غالب کلام یہ ہی کہ از سر تا پا اگر حسن مجسم کہیے تو بجا ہی چنانچہ یہ
بیت مولف کی انھین کے حسب حال ہی **بیت** چلو تلوار رکھکر دوش پر تو اُڑ چلو
صاحب ٭ پری کی سی ہی صورت صاف باقی یہ لگا تا ہی ٭ ایک کو سہیل کہتے تھے
اور دوسرے کو ماہ جبین اور اُنکی ماں کا ایران دخت نام تھا کہ اُسکے رشک رخسار سے
عروس آفتاب حجاب سحاب مین مُنھ چھپاتی تھی اور گیسوے عنبر اُسکے جعد سنبل کو شرم
سے پیچ و تاب مین رکھتے تھے پس یہ شعر گویا کہ اُسکے حرکات کا منبع ہی **شعر**
مردے جی اُٹھتے ہین ٹھکر ہی یہ طرز گفتگو ٭ ایک عالم جس پہ مرتا ہی وہ عالم چال کا ٭
بادشاہ تو اس گوہر یکتا کے اور ان دونون فرزندون کے عشق و محبت مین والہ و شیدا
تھا اُنکے دیدار کے بغیر آرام جان اور سرور دل حاصل نہوتا تھا اور ایک وزیر تھا کہ اُسے

بلار کہتے تھے اُنکی لغت مین معنی بلار کے یہ ہین یعنی مبارک رو اور وزیر متانت اور عقل
مین مشہور تھا اور اُسکی راے صائب ہر مشورے مین بے خطا تھی اور کیاست و
کاروانی و فراست و مہربانی ہر حال مین اسکے اقوال اور افعال سے تراوش کرتی
تھی اور بیت گویا ای موافق ہی **بیت** ہوا وہ تیرے اشارہ سے جو ہونا تھا ٭ کھلا ہی
ناخن ابرو سے عقدۂ تقدیر ٭ اور دبیر خاص اُسکا کہ کمال نام رکھتا تھا نویسندہ تھا
کہ عطارد وسپہر اسکی کمان بیان و تحریر کو نہ کھینچ سکتا تھا اور نقشی فلک قدم تسلیم سے
اسکے صناع کے مدارج تک نہ پہونچ سکتا تھا زبان کلک لطافت شعار اسکی مخزن اسرار
فصاحت تھی اُسکی تحریر خامہ ظرافت آثار مطلع انوار بلاغت تھی جو دُر معنی کہ رشتہ فکر
مین پروتا تھا وہ انتظام ملک کے واسطے رونق بخش ہوتا تھا اور نقد حقائق کہ میزان
تدبیر مین تولتا تھا تمام عالم اسکو پسند کرتا تھا اور ایک ہیل سفید رکھتا تھا کہ میدان جنگ
مین باد جہان پیما کے مانند دشت پیمائی کرتا تھا یہ قطعہ گویا اسکی شان مین ہی **قطعہ**
جو دیکھون فیل کو تیرے تو کہون مین یہی ٭ برنگ کوہ یہ اہی خسرو جہان بان ہی ٭ نہین ہین دانت
یہ فرہاد کے ہین دست دراز ٭ نہین ہی سونڈھ یہ شیرین کی زلف پیچان ہی ٭ اور دو فیل
سیاہ رنگ تنومند اور عظمت اعضا مین مانند کوہ الوند کے میدان وغا مین گردن
کشون کے سر پائمال کرتے تھے یہ قطعہ گویا کا انھین کی شان مین شایان ہی **قطعہ**
یہ جلد رو ہی کہ پل مین نظر سے غائب ہو ٭ اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہی ٭
کریگا نفی عدو کی ترے یہ ثابت ہی ٭ کہ دو نون دانتون سے اک شکل لا نمایان ہی ٭
اور دو شتر بختی کوہ ہامون نورد رکھتا تھا کہ ایک شب مین اقلیم کو طی کرتے تھے
اور وقت پویا کے گھوڑون سے میدان تیز گامی مین گوے سبقت لیجاتے تھے
بیت ہامون نورد کوہ تن ودل بر تحمل گردنا خوشش ٭ تا روز ہر شب
بارکشش ہر روز تا شب خارکشش ٭ اور ایک سمند تھا تندرو تیز گام

زرین لگام کہ عنان گردی مین باد وجہان پیما سے سبقت لیجاتا تھا اور صباے گیتی نورد اُسکے گرد کو نہ پہونچ سکتی تھی یہ قطعہ گویا کا اُس کے مناسب حال ہی قطعہ

ہی اسپ فلک سیر ترا غیرت خورشید — ڈانٹے تو اگر اُسکو تو بس ہانکے برابر
جاوے کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوا — بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر
اُڑنے مین اگر کہیے تو وہ رشک پری ہی — خصلت مین جو دیکھو تو ہی انسان کے برابر

اور ایک تیغ تھی کہ طیاری مین جواہر اور لآلی قیمتی سے آراستہ اور پیراستہ اور اسکے جوہر ذاتی ایسے تھے کہ جیسے صفحہ الماس پر پارے مور نمودار ہون دیا تختہ مینا پر نرگس ہنے بر افشانی کی ہوا بری اُسے اسی واسطے کہتے ہین کہ خون انسانی مین ابر بہار پر ترجیح رکھتی ہی اور چمک مین برق کے مانند چشم اعدا کو خیرہ کرتی تھی ابیات

تلوار تیری روز وغا برق نظر آئے — سر دشمنون کے قطرہ باران کے برابر
گر کاٹ سناؤن مین تیری تیغ دودم کا — ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر
ہی دوست کو تلوار تری نوح کی کشتی — اور آب عدو کے لیئے طوفان کے برابر

بادشاہ ان سب کو کہ مذکور جنکا ہو چکا بہت عزیز رکھتا تھا اور سلاطین ہفت اقلیم پر ان سب کے سبب سے مباہات کرتا تھا اور اُسکی ولایت مین ایک گروہ براہمہ تھا کہ ان مین سے ایک شخص کو سب برہمنون سے برگزیدہ کرکے اُسکی پیغمبری کے معترف تھے اور وہ راہ حق سے سب کو منحرف کرکے اپنے دین ایجادی کی تعلیم دیتا تھا اور ضلالت اور جہالت مین اس گروہ کو سرگردان اور گمراہ کر رکھا تھا ہرچند بادشاہ اسکو اضلال اور اغواے خلایق سے منع کرتا تھا مگر وہ اپنی عادت کو ترک نہ کرتا تھا آخر بادشاہ نے تعصب دین اور حمیت ملت متین سے ہزار آدمی ان مین سے مع برہمن ابلیس خصلت کے قتل کیے اور گھر اور مال انکا لوٹ کے زن اور فرزند انکے اسیر کیے بعد اسکے چارسو برہمن اُس جماعت کے فنون علم مین آراستہ اور انواع دانش سے بہرہ مند اور ظاہرا اس دین سے بھی تائب ہوے تھے واسطے تالیف کے ملازم پایہ سریر اعلے کے تھے

اور بہ نفاق اطاعت کرتے تھے اور فرصت انتقام اور موقع کینہ خواہ کے منتظر تھے قضارا ایک
شب بادشاہ سریر عشرت پر استراحت کرتا تھا کہ ناگاہ سات آوازین مہیب پی در پی خواب مین
سُنین اس ہول سے بیدار ہوا اور متفکر تھا کہ یہ کیا چیز تھی اس خیال مین بار دیگر سو گیا دیکھا کیا
ہی کہ دو مچھلیان سُرخ کہ انکی شعاع سے دیدۂ نظارگیان خیرہ ہوتے تھے دُم سے کھڑی ہین اور
مرحبا کہتی ہین بادشاہ دوسری بار بیدار ہوا اور اندیشہ دور و دراز مین پڑا تیسری بار پھر سو گیا
دیکھا کہ ایک قاز اور دو بطین رنگین اور بزرگ اُسکے پیچھے سے اڑین اور آگے آگے اترین
اور بادشاہ کو دعا دینا شروع کیا پھر بادشاہ پر ربودگی غالب آئی اور دیکھا کہ ایک سانپ
سبز رنگ کہ اسپر خال زرد اور سپید ہین بادشاہ کے پاؤن سے لپٹ گیا بادشاہ اُسکے خوف سے
بیدار ہوا اور یہ تماشا کہ پردہ خیال سے ملاحظہ کیا اندوہگین تھا اسکے بعد پھر موکل خواب اسے
کشان کشان عالم مثال مین لے گئے اس بار دیکھتا کیا ہی کہ از سر تا پا شاخ مرجان کے مانند خون
مین آلودہ ہی بادشاہ بیدار ہوا اور نہایت مضطر ہو کے چاہا کہ حرمان حرم سرا کو آواز دے کہ
ناگاہ پھر نیند غالب ہوئی تو پھر دیکھتا کیا ہی کہ اشتر سپید راہوار کہ برق جہندہ کے مانند کوہ گذار
اور عمر گرامی کی طرح خوش رفتار ہی اسپر بادشاہ سوار ہی اور مشرق کی طرف جاتا ہی اور ہر چند
نگاہ کرتا ہی کسی ملازم کو سوار و فراش پیادہ کے نہین دیکھتا ہی پھر خواب سے بیدار ہوا اور
چھٹی بار پھر سو گیا دیکھا کہ ایک آگ اسکے سر پر روشن ہی اور اُسکی روشنی اُسکے اطراف اور
جوانب کو گھیرے ہی اس صورت کے مشاہدے سے ہراسان ہو کے بیدار ہوا ساتوین بار پھر غافل
ہو گیا دیکھا کہ ایک مرغ اسکے سر پر بیٹھا ہوا پیشانی پر منقار مارتا ہی اس بار بادشاہ نے خوفناک
ہو کر ایسا نعرہ مارا کہ سب ملازم کہ گرد بادشاہ کے خفتہ و بیدار تھے سراسیمہ ہو کر دوڑے بادشاہ نے
سب کو تسکین دی اور کہا کہ خیریت ہی اپنی جگہ جا کر ٹھہرو اور اس خواب ہولناک کی ہیبت سے
مار دم بریدہ اور مردم مار گزیدہ کے مانند پیچتاب کھاتا تھا اور با خود کہتا تھا
کیا نقش گونا گون تھا کہ کلک قدرت نے دکھایا اور یہ کیا لشکر فساد انگیز تھا کہ پی در پی آیا

بیت نشست یکی عربدہ آشوب گر خاست ٭ تا رفتہ یکی فتنہ بلائے دگر آمد ٭ اس تصور مین
تھا کہ یہ صورت واقعہ کی کس سے کہون اور حل اس مشکل کی کس عالی فہم سے طلب کرون
اور محرم اس اسرار کا کسے بناؤن اور نرد اس قضیے کی کس سے کھیلون **مصرعہ** این درد
کرا گویم و درمان ز کہ پرسم ٭ القصہ شب بہزار رنج بسر کی جبکہ عارض صبح ردش شکن زلف
شب تار سے درخشندہ ہوا اور نقاب ظلمت دن کے آگے سے اُٹھایا گیا بادشاہ اُٹھا اور
براہمہ کو کہ حلال ہر مشکل اور علم تعبیر مین کامل جانتا تھا بلایا اور تعجیل کہ بادشاہون کو
منع ہی عمل مین لایا یعنی غلبہ اضطرار مین بلا تامل خالی حالات خواب کے جس طرح پر دیکھے
تھے اُن سے بیان کیے برہمنون نے واقعات ہولناک سُنکے اور اثر خوف وہراس کا
ناصیہ شاہ پر دیکھ کے کہا کہ یہ خواب بہت سہمگین ہی اور تمام عمر ایسا خواب ہولناک ہمارے
کانون نے کبھی نہ سنا تھا اور کوئی معبر بلا تامل تعبیر اسکی نہین کر سکتا ہی اگر بادشاہ اجازت
فرمائے تو ہم غلام بالیکدگر اتفاق کر کے وہ کتابین کہ فن تعبیر مین اعتبار رکھتی ہین اُنسے
رجوع کرین اور بہ تامل تمام جو کچھ دریافت کرین اور وہ تعبیر کہ جس مین شائبہ شبہہ و شک
کا نہ رہے اُسے عرض کرین اور اُسکے دفع ضرر کی راہ ڈھونڈھین بادشاہ نے اجازت دی
یہ وہان سے باہر آئے اور خلوت کی اور خبث ضمیر اور ناپاکی سیرت سے سلسلہ انتقام کو تحریک دیکر
بالیکدیگر کہا کہ اس ظالم جفاکار نے تھوڑے دن ہوئے ہین کہ ہماری قوم کے ہزار آدمی قتل کیے اور مال و متاع
ہمارا تاراج کیا ہی آج سررشتہ انتقام کا ہاتھ آیا ہی کہ اس وسیلے سے کینہ ہمارا حاصل ہوگا جو اس نے
اس حادثے مین اپنا محرم کیا اور ہماری تعبیر اور تقریر پر اعتماد کیا ہی اب فرصت کو فوت نہ کیا چاہیے
اور کینہ دیرینہ کے لینے مین تاخیر نہ کیجیے پھر ایسا موقع نہ ملے گا **بیت لمؤلفہ** آتش غم سے جل رہا ہی عدو
اب شمشیر دیجیے اُسکو آب ٭ راہ صواب کی یہ ہی کہ اس رات مین ہم کلام بے محابا کرین اور نہایت تہدید سے
اُسے ڈراوین اور کہین کہ یہ سب خواب محاصرہ عظیم پر دلیل ہی کہ ہر ایک آئین سے بیم جان کا مقتضی ہی
اور دفع اسکی مضرت کا یہ ہی کہ خواص ارکان دولت اور اعیان حضرت اپنے تصدق کرنے پر

راضی ہون اور گھوڑا کہ وہ خاصہ بادشاہ کا ہی اور تینون فیل اور دونون شتر اس شمشیر
گوہر نگار سے قتل کیے جائین اور اُن سب کا خون حوض مین بھرا جاے اور بادشاہ ایک
ساعت اس مین بیٹھے اور ہم افسون اُسپر دم کرین اور وہ خون بادشاہ کے بدن پر
ملین اور بعد اسکے آب خالص سے بدن بادشاہ کا دھوئین اسکے بعد بادشاہ نڈر اور
فارغ بیٹھے اگر بادشاہ اسے قبول کرے اور عزیز اور مقرب بادشاہ کے اس حیلے سے
ہلاک ہو جائین اور وہ رہجائے تو تھوڑے عرصہ مین اُسکے بھی ذات کی تدبیر کر سکنا آسان
ہی ہمارا دل کہ اُسکے خار آزار سے مجروح رہے اس صورت مین گل مراد ہاتھ آتا ہی اور قوی
جبکہ ضعیف ہو گیا تھوڑی سی سعی سے مر سکتا ہی **بیت** دل اگر خار جفا دید امید ست کہ
باو ہٖ گل امید بچنید ز گلستان مراد ٭ غرضکہ اس غدر و خیانت سے کفران نعمت پر اتفاق کر کے
بادشاہ کے پاس آئے اور کہا بادشاہ کی عمر دراز ہو تعبیر اس خواب کی سواے ہجوم رنج و بلا
اور محنت و عنا اور کچھ نہین پائی جاتی ہی اور دفع بلا کے لیے تدبیر از روے علم نجوم صحیح یون
ٹھہرتی ہی جو بادشاہ ہماری بات کہ عین نیک اندیشی اور محض خیر خواہی ہی سمع رضا سے
قبول فرمائے تو ہجوم بلا کہ ان خوابون کی تعبیر سے پایا جاتا ہی اور اس مین کسی طرح کا شبہہ
اور شک نہین ہی تو مقرر دفع ہو جاے اور اگر ہماری عرض پذیر نہو گی تو بلاے عظیم کے
منتظر اور زوال بادشاہی اور قطع زندگانی کے مترصد رہیے بادشاہ اس بات کے سُننے سے
ڈرا اور دائرہ حیرت مین پڑ کے از خود رفتہ ہو گیا اور بعد تامل کے پوچھا کہ تفصیل اس اجمال
کی بیان کرو برہمنون نے کہا کہ گویم مشکل و گر نگویم مشکل یعنی اگر کہتے ہین تو تمام
اہل سلطنت آزردہ ہوتے ہین اور اگر نہین کہتے ہین تو خدا آزردہ ہوتا ہی اور ہم کور نمکی
سے منسوب ہوتے ہین یہ سُنکر بادشاہ زیادہ تر گھبرایا اور مبالغہ کیا کہ جلد تفصیل اسکی بیان
کرو آخر اُن مفسدون نے قیل و قال حد کو پہونچا کے عرض کیا کہ وہ دو ماہی کہ دُم پر
کھڑی ہین دونون فرزند بادشاہ کے ہین اور وہ کہ سانپ بادشاہ کے پاؤن

مین لپٹ گیا تھا وہ ایران دخت شاہزادی ہے اور وہ دو بطین رنگین دو پیلان
سیاہ ہین اور قاز بزرگ پیل سپید ہے اور شتر راہوار اور سمند خوش رفتار شہریار
ہے اور وہ دو فراش پیادہ شتران بختی ہین اور وہ آتش کہ فرزند بادشاہ پر روشن
تھی بلار وزیر ہے اور وہ مرغ کہ منقار بادشاہ کے سر پر مارتا ہے کمال دبیر ہے اور
وہ خون کہ جس سے بادشاہ کا بدن آلودہ ہے اثر ہے شمشیر زرنگار کا کہ فرق پر دشمن
لگائین گے اور چہرہ مبارک کو اس سے رنگین کرینگے اور ہم نے تدبیر اس خواب کے
دفع ضرر کی ازروے علم تعبیر کے اس طرح پر ٹھہرائی ہے کہ بادشاہ دونون بیٹے اور
ایران دخت اور دبیر اور وزیر اور اونٹ اور ہاتھی اور گھوڑے کو اسی شمشیر سے
ذبح کر کے خون سب کا تھوڑا تھوڑا لے کے ایک ظرف مین جمع کرین اور شمشیر کو توڑ کے
ان سب کشتون کے ساتھ زمین مین دفن کر دین اور ہم اسکو آب دریا مین ملا کے
ایک آبزن مین ڈالین اور بادشاہ کو اس مین بٹھا کے دعا اور افسون پڑھین اور
اسکے بعد اسی خون سے بادشاہ کی پیشانی پر طلسم لکھین اور شانہ اور سینہ بادشاہ کا
اس خوناب سے آلودہ کر کے تین ساعت کے بعد آب سے سر و تن دھو کے اور خشک
کر کے روغن زیت سے چرب کرین اس صورت مین مضرت کلی دفع ہو جائیگی اور سوا
اسکے کوئی چیز فائدہ بخش نہ ہوگی **بیت** در دفع بلاے کہ نصیب تو مباد ٭ تدبیر
ہمین ست کہ تقریر فتاد ٭ بادشاہ نے جب کہ یہ بات سنی آتش حسرت متاع صبر
مین شعلہ زن ہوئی اور باد وحشت سے خرمن شکیبائی برباد ہو گیا کہا کہ اے
دشمنان دوست رو اور اے آدمیان اہرمن خو تمھاری اس تدبیر سے مرگ بہتر
ہے اور اس تقریر سے کہ تم نے کی شربت اجل خوشتر یہ گروہ کہ بعضے ان مین میری
ذات کے مانند ہین اور بعضون سے مدار ملک و مال اور سبب زینت جاہ و جلال
ہے اگر ان سب کو ہلاک کرون پھر حیات سے مجھے کیا راحت مین تو ان سب کی

حکایت حضرت سلیمان ؑ

راحت دیدار سے زندہ ہون اگر یہ نہوئے تو خاک میری زندگی پر بقول مؤلف
کے **بیت** مثل خاہی غیر کی ہاتھون مری بہار نہ سر سبز اگرچہ ہون چمن روزگار مین
مگر تم نے حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام اور بگلے کی نہین سُنی ہی اور حقیقت اُنکے جواب و
سوال کی تحقیق نہین پہونچی ہی برا ہمہ نے التماس کیا کہ ارشاد ہو **حکایت** کہا ہی کہ حضرت
سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام پیغمبر تھے اور بادشاہ بھی تھے عظیم الشان کہ جن و
انس اور وحوش وطیور سب اُنکے تابع فرمان تھے اور منشی قضا نے منشور سلطنت کا اُنکے
نام پر یون لکھا تھا کہ نہ اوّل ایسا بادشاہ تھا اور نہ بعد اُنکے ایسا کوئی ہوگا اور رغد وہائے
شہر ور واجہا شہر نمونہ ہی اُنکی سیر کا **بیت** فلک بندہ در آفتابش غلام نہ زمانہ مطیع
وجہانش بکام نہ ایک روز مقربان ملکوت مین سے ایک فرشتہ نزدیک حضرت سلیمان ؑ کے
قدح پُر آب ہاتھ مین لے کے حاضر ہوا اور کہا کہ مبدع کل جل شانہ نے تجھے مخیر کیا ہی اور فرمایا
ہی کہ اگر چاہیے کہ تا قیام قیامت کل نفس ذائقۃ الموت کے شربت پینے سے امین رہے تو
اس جام کو پی لے اگر مثل اسکا رکھتا ہی کہ گوشہ زندان ناسوت سے روضہ روحانی لاہوت
کی طرف متوجہ ہو تو جلد قدم اُٹھا یہ سُنکے حضرت سلیمان علیہ السلام نے خیال کیا کہ نقد عمر
ایک سرمایہ ہی کہ اُس سے بازار قیامت مین سود فراوان ہاتھ آنے والا ہی اور عرصہ زندگانی
کا ایک کشت ہی کہ اسمین تخم دولت دوجہانی اور نہال سعادت جاودانی بویا جاتا ہی
اور اس عالم مین ایسی دولت پر نفع کا ہاتھ آنا ممکن نہین ہی پس بہر نوع نشاط حیات
شیون فنا سے بہتر ہی اس کو اختیار کیا چاہیے اور اس عرصہ دراز مین کہ مہلت عنایت
کی ہی رضائے پروردگار مین کوشش کافی کرنی چاہیے عمر اُسکو کہتے ہین کہ خیال
اور افعال خیر مین بسر ہو پھر خیال کیا کہ بلا تامل اختیار کرنا ایسے امر جلیل کا نہ چاہیے
اللہ تعالیٰ نے مشورے کو امر فرمایا ہی تو چاہیے کہ اکابر جن وانس اور وحش وطیر
جمع کرکے مشورہ کرون اور سب کی رائے جس بات پر متفق ہو اُسے عمل

مین لاؤن اسکے بعد سب کو جمع کرکے پوچھا کہ اس غربت حیات کے پینے مین تمھاری کیا صلاح
ہی سب نے عرض کیا کہ ضرور پینا چاہیے کہ دوام مین آپ کی زندگانی کے فلاح تمام جہان کی
ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل مملکت سے کوئی شخص باقی تو نہین رہا
لوگون نے عرض کیا کہ ایک بگلا حاضر نہین ہی اور باقی سب موجود ہین گھوڑے کو
حکم کیا کہ بگلے کو حاضر کرے گھوڑے نے حسب الحکم کہا کہ نبی اللہ نے تجھے یاد فرمایا ہی اس نے
آنے سے انکار کیا دوسرے بار کتے کو حکم کیا کہ جلد جاکر بوتیمار کو لا کتا آیا بگلا اُسکے ہمراہ
بلا تکرار و اکراہ چلا آیا حضرت نے فرمایا کہ بلایا ہی مین نے تجھے ایک شورے کے واسطے مگر
اس سے پہلے ایک شبہہ ہی اُسے حل کرکے بعد اسکے اصل مطلب کا مشورہ کیا جائیگا بگلے نے
عرض کیا کہ میری کیا حقیقت ہی کہ مین شبہے کو حل کرون گا لاکن تجھسا بادشاہ جو مجھسے ذلیل
کو عزت مشورے کی بخشے تو دور نہین ہی بندہ پروری اور غلام نوازی سے **بیت**
تو آفتابی و من ذرہ کہ بغایت پست ٭ بعید نیست از خورشید ذرہ پروردن ٭ اگر حضرت
رسالت منقبت اظہار مین اس شبہہ کے ارشاد فرمائین تو جو کچھ میری خاطر شکستہ مین گذرے
اُسے عرض کرون حضرت نے فرمایا کہ انسان کے بعد اشرف حیوانات گھوڑا ہی اور خسیس تر
جانورون کا کتا اسمین کیا حکمت تھی کہ تو کہنے سے شریف ترین حیوانات کے نہ آیا
اور کہنا خسیس ترین جانورون کا قبول کیا بگلے نے عرض کی اگرچہ گھوڑے کا کمال
شرف ظاہر ہی مگر در غرار وفا مین چرا نہین ہی اور چشمہ حق شناسی سے قطرہ نہین چکھا
ہی یہ مصرعہ حسب حال اسکے ہی **مصرعہ** اسپ وزن و شمشیر وفا دار کہ دید ٭ اور
کتا ہرچند خبث سے موصوف ہی اور ناپاکی مین معروف لیکن لقمہ وفاداری کا کھایا ہی
اُسنے اور رسم حق گذاری کی وہ عادت رکھتا ہی **بیت** سگ حلقۂ مہر کردہ در گوش ٭
یک لقمہ نمیکند فراموش ٭ اور درگاہ حضرت کی کہ منبع وفا و مجمع صدق و صفا ہی ایسے
قول بیوفا کا قبول کرنا مناسب نجانا اور سخن وفادار پر متوجہ ہونا مصلحت سمجھا مین

حضرت سلیمانؑ نے بات اُسکی پسند کی اور ذکر آبِ حیات کے پینے کا ارشاد کیا بگلے نے عرض کیا
کہ یا نبی اللہ یہ آبِ حیات آپ تنہا نوش فرمائیے گا یا دوستون اور عزیزون کو بھی پلائیے گا
حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ رب کریم نے خاص میرے ہی واسطے بھیجا ہی اورون کا
اسمین نصیب نہین رکھا ہی بگلے نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ یہ کیونکر تجھے گوارا ہوگا کہ تو تنہا رہیگا
اور سب ہمدم اور یار اور فرزند اور حق گزار تیرے آگے مرجائینگے پھر اس زندگانی سے تو کیا لذت
پائیگا اور وہ عمر کہ دوستون اور عزیزون کے فراق مین گذرے اس مین کسی طرح راحت
تصور نہین کی جاتی ہی آگے تجھے اختیار ہی قطعہ صحبت یاران غنیمت ہی کہ نقد زندگی ؛
خاص از بہر نثار صحبت احباب ہی ؛ ہی بے ثمر و تماشہ گلشن عمر عزیز ؛ پر یہ محتاج بہار
صحبت احباب ہی ؛ حضرت سلیمان علیہ السّلام نے بات اُسکی پسند فرمائی اور شربت زہر
آمیز فراق سے کہ نام اُسکا آبحیات تھا اجتناب کیا بیت ہر چیز ز احباب
جدائی وہ است ؛ دور ترش وار کہ دورے بہ است ؛ بادشاہ نے کہا کہ یہ مثل
اس واسطے لایا ہون کہ تم جانو اے براہمہ کہ مین زندگانی اپنی بغیر اس جماعت کے
نہین چاہتا ہون اور اپنی موت اور اُنکی موت کو برا برا جانتا ہون ہر آئینہ ملک
صدد زوال اور انتقال مین ہی اور یہ راہ خاطرناک بھی طی کرنا ہی اور وحشت خانہ
لحد مین سونا بھی پھر عمر مسلم دو روزہ کے واسطے کیون ایسے امر نا ملائم پر جراءت کرون
اور اپنے ہاتھ سے بنیاد دولت و عشرت اور نام و نشان کو برباد کرون اگر ہو سکے تو کوئی
اور تدبیر کرو اور چارہ اسکا بوجہ احسن نکالو والا یہ کام مجھسے زنہار نہو سکے گا براہمہ نے کہا
کہ بادشاہ کی بقا ہو سخن حق تلخ اور نصیحت بے خیانت درشت معلوم ہوتی ہی مگر حتی الوسع
ہم خیر اندیشی سے زبانین بند نہ کرینگے ہمین بادشاہ کی رائے سے تعجب ہی اور ونکو اپنی برابر
سمجھنا اور اورون کی بقا کے واسطے اپنی جان عزیز اور ملک موروثی سے کنارہ کرتا ہی اور
نصیحت مشفقانہ نہین سنتا ہی اور خیر خواہون کی بات پر اعتماد نہین کرتا ہی اور اس

کام ہین کہ موجب فرح تمام اور سبب آسایش عام ہی قبول نہین فرماتا ہی خردمندا ورون کو
اپنی ذات کے واسطے البتہ چاہتے ہین نہ غیرون کے واسطے اپنی ذات کو برباد کرتے ہین
اور بادشاہ پر پوشیدہ نہین ہی کہ آدمی رنج بسیار سے درجہ استقلال پر پہونچتا ہی اور
کلید خزانہ ملک کوشش بسیار سے ہاتھ آتی ہی اسکو ضایع کرنا اور عمداً ترک زندگانی
کرنا اور سر پر دولت کامرانی کو دیدہ و دانستہ چھوڑنا روش خرد سے فرسنگون دور ہی
اگر ذات بادشاہ کی باقی ہی تو زن و فرزند بہت ہو رہین گے اور جو ملک برقرار رہیگا تو
جملہ اسباب تجمل اور ملازمان کافی با دیانت بہت ہوجائینگے بادشاہ نے جبکہ فضولی اُنکی
گوش زد کی اور اُنکے دمدمے اور سحر بیانی سے متردد اور متالم ہوا تو بارگاہ سے اُٹھکے
خلوت گاہ مین آیا اور روے نیاز زمین عاجزی پر ملتا تھا آب حسرت دیدہ اشکبار
سے برساتا تھا اور آتش نا امیدی سے خرمن صبر وسکون کا جلتا تھا اور کہتا تھا کہ
یہ ابر فتنہ زا کہ باران بلا سے برستا ہی کہان سے پیدا ہوا اور یہ لشکر غم کہ متاع
حیات کے سوا اور کچھ نہین لوٹتا ہی کہان سے وارد ہوا بیت من بودم و کنجے و حریفے
و سرودے ❊ غم را کہ نشان داد و بلا را کہ خبر کرد ❊ بھلا عزیزون کی مرگ کو کس طرح
گوارا کرون اور بے ہمدمون کے کیونکر زندگی بسر کرون اور فرزندون کے بغیر کہ روشنائی
چشم اور قوت دل ہین اور حالت امیدواری اور بعد موت کے بجاے میرے نتیجہ
شہریاری ہین کس طرح انکی موت پر راضی ہون بقول فردوسی فخر شاعران کے
بیت ندارد دہد ہیچ بابستہ تر ❊ ز فرزند شایستہ شایستہ تر بیت مشہور زمانے مین
یہ مصرع ہی سلف شے ❊ بہتر نہین کچھ باپ کو فرزند خلف سے ❊ اور ایران دخت کہ
چشمہ خورشید تابان رشحہ اُسکے چاہ زنخدان کا ہی اور مطلع ماہ درخشان پر توا سکے
عکس روے درخشان کا ہی اور نسخہ اسکا ایام دولت کے مانند تازہ و خرم اور زلفین
لیالی فراق کی طرح درہم اور صحبت اسکی دلربا اور مصاحبت اسکی راحت افزا ہی

اسکے بغیر زندگانی سے کیا لطف پاؤنگا اور بلا وزیر کہ اُسکی راے روشن شبہاے حادثات
کو آفتاب کی طرح منور کرتی ہی اور پرتو اسکے شمع ضمیر کا نور ہی ظلمت زدا ہو بغیر اسکے
رونق ملک ومال اور افزونی خزانہ اور حصول اموال اس طرح سے کون کر سکیگا اور
کمال دبیر کہ انشا پردازے مین نقش بند سپہر بلند اُسکا شاگرد ہی اور الفاظ اُسکے مانند
لآلی دلکشا ہین اور حسن خط اُسکا طرب افزا ہی اگر وہ نہوا تو مصالح ملک اور حوادث مین
کون مددگاری کریگا اور احوال عدا سے اور بداندیشون کی دشمنی سے کون مجھے
ہر وقت اطلاع دیگا جس وقت کہ دونون ناصح امین کہ مانند دست و پا اور دیدہ بینا
تمام ملک کے ہین اگر فرد بقا پر خط فنا کھینچا جائیگا تو ہر آئینہ فوائد نصیحت اور آثار کفایت
منقطع ہو جائینگے اور پیل سپید کہ جسم اُسکا مانند جرم ماہ اور چرخ دوار کے سربلند اور سریع السیر
ہی اگر وہ نہو تو معرکہ کارزار مین کس پر سوار ہونگا اور پیل سیاہ کہ عرصہ ہیجا مین خرطوم
سے صف دشمن کو زیر زبر کر ڈالتے ہین ہنگام نبرد فوج مخالف کو کیونکر برہم کرونگا
اور اگر وہ دو اشتر کہ پیک صبا کی طرح سریع السیر ہین نہونگے تو ضرورت کے وقت کس سے
خبر منگواؤنگا اور فرمان اپنا ممالک محروسہ کو اس شتابی سے کیونکر بھیجونگا اور اس
سمند دوندہ صرصر تگ پولاد رگ باد کردار صبا رفتار کے سوا کہ رخشندگی مین آتش حسرت
دل رخش رستم مین افروختہ کرتا ہی اور سرعت اُسکی دیدۂ شبدیز خرد سے اشک گلگون
بہاتی ہی کیونکر عزم رزم اور ارادہ سلحشوری اور عنان گیری کرونگا اور گوے طرب
چوگان مسرت سے کیونکر لیجاؤنگا اور وہ شمشیر بران کہ آتش فتنہ اسکی آبداری کی
ہیبت سے یکقلم افسردہ ہو گئی ہی اور آب اُسکی کہ آبروے ملک ہی بغیر اُسکے کس طور
سے وقت جنگ کے خاطر جمع کرونگا جب کہ اس اسباب سے بے سروپا ہوا اور
جماعت متعلقون کی اپنے ہاتھ سے برہم کی مین نے پھر ملک سے کیا تمتع اور عمر سے
کیا لذت حاصل ہوگی بقول مؤلف بیت تو نہین آگے جو آنکھون کے تو دل

خرم نہین ۔ جنبش مژگان کف افسوس سے کچھ کم نہین ۔ القصہ بادشاہ نے ایک شبانروز
دریاے فکر مین غواصی کی مگر وہ گوہر تدبیر کہ جس سے سررشتہ امید کا ہاتھ آئے نہ آیا آخر
یہ راز ارکان دولت پر شائع[1] ہوا کہ بادشاہ فکر عظیم مین پڑا ہی بلار وزیر نے اندیشہ کیا
اگر بادشاہ کچھ ارشاد نہ کرے اور دربارہ استکشاف[2] راز کے مبادرت[3] کرون تو یہ حرمت ادب
سے دور ہی اور اگر توقف کرتا ہون تو مراسم اخلاص اور آئین اختصاص کے منافی
ہوتا ہی آخر ایران دخت کے پاس آیا اور رباعی ثنائیہ[4] مؤلف کی پڑھی رباعی
اوڑھے ہی ازل سے تو ردائے عفت[5] ۔ دیکھا نہ سنا تو نے سوائے عفت ۔ عفت تیرے
واسطے ہوئی ہی پیدا ۔ مخلوق ہوئی ہی تو براے عفت ۔ اور عرض کیا کہ اے عالی
پر مخفی نہین کہ بندہ نے جس روز سے کہ خدام بارگاہ سپہر احتشام[6] مین شرف انتظام
پایا ہی کوئی راز سرکار مجھسے مخفی نہین رہا ہی اور کسی مشورے مین بادشاہ نے میرے بغیر
عمل نہین فرمایا ہی کل سے دو بار براہمہ کو بلاکے مشورت لی ہی اور آج بھی خلوت
ان سے کرکے متفکر اور رنجور بیٹھا ہی اور تو ملکہ روزگار اور مونس شہریار ہی اور رعیت
لشکر سب تیری عنایت کے امیدوار ہین اور تجھے اکثر امور مین بادشاہ کا ثانی جانتے
ہین مناسب یہ ہی کہ تو شہریار کے پاس جاکے صورت حال دریافت کر کہ اُسکے
تدارک مین ہم سب مشغول ہون ورنہ یہ براہمہ غدر پیشہ بد اندیشہ ہین مبادا کہ
خباثت ذاتی سے کوئی فریب کرکے بادشاہ کو اس کام پر تحریص کرین کہ انجام
اسکا حسرت اور ندامت کو کھینچے اور جب کہ یہ بات ہاتھ سے جاتی رہتی ہی تو تاسف
کچھ کام نہین آتا ہی مصرع علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد ۔ ایران دخت
نے جواب دیا کہ چند روز سے مجھ مین اور بادشاہ مین شکر رنجی ہی اس دن سے
کنایہ اور اشارے مین گاہ گاہ کچھ بات ہو جاتی ہی اس لیے مجھے شرم آتی ہی
کہ بادشاہ کی خلوت مین بے طلب چلی جاؤن اور بے محابا استفسار حال

[1] شائع یعنی آشکار شدہ ۱۲ مشہور ہونا
[2] استکشاف بکسر طلب کشف کردن ۱۲
[3] مبادرت پیشی گرفتن ۱۲
[4] ثنائیہ بفتح منسوب بہ ثنا ۱۲
[5] عفت بکسر پاکدامنی از گناہ ۱۲
[6] احتشام بکسر خداوند خدم و حشم شدن ۱۲

کرون وزیر نے کہا کہ ای ملکہ جہان اسے ہدیۃ الاحباب کہتے ہین یہ خفگی نہین ہی بلکہ رسوخ بناے محبت اور موجب ثبات قاعدۂ مودت ہی بیت لمولفہ آپ کو ناز چاہیے مجکو نیاز چاہیے ؛ سچ ہی براے دوستی ناز و نیاز چاہیے ؛ اس محل مین تکلف کو برطرف رکھا چاہیے کہ بادشاہ فکر عظیم اور اندیشہ دور دراز مین پریشان خاطر ہی اور خدمتگار ایسے محل مین گستاخی نہین کر سکتے ہین اور بغیر تیری کلید صلاح کے اور کوئی اس قفل مشکل کا کھول نہین سکتا ہی اور مین نے بارہا یہ بادشاہ سے سُنا ہی کہ جب ایران دخت میرے آگے آتی ہی اگرچہ اندوہگین بھی ہوتا ہون تاہم خوش ہوجاتا ہون اور اُسکے دیدار ہمایون سے میرا غم اور ملال سب دور ہوجاتا ہی اب تو تشریف لیجا اور دریافت کر اور کافۂ خدام پر منت رکھ ایران دخت بادشاہ کے پاس آئی اور کہا بیت غمت مباد و گزندت مباد و رنج مباد ؛ کہ راحت دل و آرام جان و دفع غمی ؛ اسکے بعد عرض کیا کہ موجب فکر اور سبب حیرت کا کیا ہی اگر براہمہ سے کچھ سُنا ہی اور وہ لائق بیان کرنے کے ہی تو خدام کو بھی اس سے مطلع کیجیے تا بموجب اسکے موافقت کر کے شرایط خدمت گذاری سب بجا لائین بادشاہ نے کہا کہ سوال اُس چیز کا نہ کیا چاہیے کہ جواب جسکا مورث رنج و ملال ہو لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم یعنے سوال نہ کرو تم اُن چیزون سے اگر ظاہر کی جائین واسطے تمھارے وہی چیزین تو برائی مین ڈالین تمکو یعنی رنج مین ڈالین تمھین ایران دخت نے کہا کہ یہ رنج اگر سب متعلقون کی طرف رجوع کرے تو غم نہین ہی کہ سلامتی ذات مبارک تدارک جمیع آفات کا ہی مصرع ہزار جان گرامی فداے جان تو باد ؛ اگر عیاذاً باللہ وہ فقط نفس نفیس عالی سے متعلق ہی تو اسمین اضطراب فرمانا اور غمناک بیٹھنا نہ چاہیے مصرع مرد ثابت قدم آنست کہ از جا نرود ؛ بلکہ عزیمت مردانہ کے مناسب ہی کہ عزیمت نشان ہی صبر و ثبات کا کہ عمدہ صفات سلاطین سے ہی اور جزع اور فزع رنج کو زیادہ کرتا ہی اور

بے صبری دشمن کو خوش وقت اور دوست کو رنجور کرتی ہی اور جو حادثہ آدمی پر آئے اسمین مضبوط رسی صبر کی ہاتھ مین لے تو آخر کار چہرہ مراد پیش نظر آتا ہی اور بہترین مطالب کا جبھی ہاتھ آتا ہی کہ حکمہاے الٰہی پر راضی رہے **بیت للمولفہ** صبر ہی آفات مین لازم کہ ہو انجام خوب ٭ ہی نہ دنیا مین صبوری کے برابر کام خوب ٭ بادشاہ کے لایق یہ ہی کہ جو کام کہ حادث ہو طریق اسکی تلافی کا کمال کیاست اور وفور فراست اور نہایت ثبات اور قایم مزاجی سے کرے کہ وہ امر اسپر مشتبہ اور پوشیدہ نرہے خصوصًا وہ بات کہ اختیار مین ہو اس مین ثابت قدم رہے اور مضطر نہو بلکہ طبیعت کو خوش رکھے کہ وہ محض فضل پروردگار پر موقوف ہی بس کریم جو کچھ کہ کرتا ہی خصوص صابر دن کے واسطے وہ بہتر ہی ہوتا ہی اور دوسری خوبی اس امر مین اور ہی کہ انسان اُس مین کسی طرح ملزم نہین ہوتا ہی اور جسمین کہ کچھ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اختیار بخشا ہی اسمین خطا کا بھی احتمال ہی اور خطا الزام و ملال کا باعث ہوتی ہی اگر وہ امر ایسا ہی کہ بجز دعا چارہ تدبیر سے باہر ہی تو سب بندگان شاہی بدل و جان دعاے راحت سلطان مین شبانہ روز مصروف رہینگے اور اگر قابل تدارک کے ہی تو ان بیتون کے موافق عمل فرمائیے **نظم** ہم گنج داری ہم خادم ہم ملک داری ہم حشم ٭ بیرون نہ از خلوت قدم بر باب عالم زن علم ٭ رخ جانب مقصود کن اندوہ را نابود کن ٭ احباب را خوشنود کن بردار از دل بار غم ٭ بادشاہ نے کہا کہ جو کچھ براہمہ نے کہا ہی اگر ایک حرف اُسمین سے گوش کو مین کہدون تو اطراف اُسکے مانند طور کے برہم و درہم ہو جائین اور اگر ایک رمز اسکی روز روشن پر ظاہر کردن تو مانند شب تیرہ تار ہو جاے اے ایران دخت تو اُسکی تفتیش مین مبالغہ کرتی ہی مگر سُننے کی تو تاب نہ لا سکے گی ایران دخت نے پھر مبالغہ کیا بادشاہ نے اُسکے پاس خاطر سے حال ظاہر کیا کہ مین نے کل رات یہ خواب ہولناک دیکھے ہین اور اسکی تاویل اور تعبیر براہمہ سے پوچھی تھی ان ملعونون نے یہ تعبیر دی کہ تجھ دلدار اور دونون فرزندان عالی مقدار اور

وزیر صافی ضمیر اور دبیر خوش تحریر اور پیل سفید مرد افگن اور دونون پیلبان کوہ پیکر صف شکن اور دونون شتر خارا فرسائے خارکن اور سمند صرصر رفتار کو شمشیر گوہر نگار سے قتل کرے اور پھر اُس شمشیر کو بھی توڑ ڈالنا چاہیے تب اُس خواب کا ضرر دفع ہو ایران دخت نے جب کہ یہ کلام بادشاہ کا سُنا دود اندوہ آتشکدہ دل سے اٹھا اور روزن دماغ سے باہر نکل گیا نزدیک تھا کہ چشمہ چشم سے قلزم محیط جوش زن ہو لیکن ازبس کیاست اور بردباری مین موصوف تھی دلکو تھا۔ اور کہا بیت لموٴلفہ تو رہے باقی بلا سے گو فنا ہو جائین ہم ٭ سب بلا تیری پڑے ہمپر فدا ہو جائین ہم ٭ بادشاہ کو اس بات سے اندوہگین ہونا نہ چاہیے اگر جانین خانہ زادون کی بادشاہ کی ذات پر فدا نہو نگی تو اور کس کام آئینگی اگر ذات بادشاہ کی باقی ہے تو اولاد اور بھی ہونا ممکن ہے اور خدمتگزار اور اسباب تجمل کے کم ہونے سے کوئی نقصان سلطنت مین نہین آتا ہے اور خدا کرے تو ضرر خواب کا دفع ہو جاے اور بادشاہ کا دل اس رنج سے فارغ ہو مگر اس طائفہ غدار پر اعتماد زنہار نہین چاہیے کہ دشمن دوست نما ہین اور بادشاہ کے نزدیک اگر قتل کرنا اس گروہ کا ضروری ٹھہرے تو بھی بلا تامل اور بغیر خوب سوچے اور سمجھے ایسے امر دشوار مین جلدی نہ فرمائے کہ خونریزی کار دشوار ہے اور جانوران بیگناہ اور نادر الوجود کی اساس حیات کو منہدم کرنا بلاے امان اور گناہ بے پایان ہے اور اگر نعوذ باللہ بے سوچے اور سمجھے خون ناحق جلدی مین ہو جاے تو عذاب ابدی پیدا ہے پھر تاسف اور پشیمانی فائدہ نہ بخشے گی اور حسرت اور افسوس کچھ کام نہ آئیگا اور مرے کو زندہ کرنا دائرہ قدرت بشری سے باہر ہے ان براہمہ کو بھی دوست نہ جانیے اور حکماے دین اسپر متفق ہین کہ بدگوہر لئیم پیرایہ راستی اختیار نہین کرتا ہے اور علم و دولت اُسے زیور وفا سے آراستہ نہین بناتا ہے اگر طوق مرصع کتے کی گردن مین پڑے تا پاکی اسکی متغیر نہو گی اور خوک اگر ہزار بار آب حیات سے شست وشو کرے تو خباثت اسکی طہارت سے تبدیل نہ پائیگی ایسون کے

علم کے حق مین یہ اشارہ ہو کمثل الحمار یحمل اسفاراً اور مولوی معنوی علیہ الرحمۃ فرماتے
ہین **بیت** علم گر بر دل زنی یارے بود ٭ علم گر بر تن زنی مارے بود ٭ اور علم تیغ کے
مانند ہو کہ اس سے ہر کسی کو مار سکتے ہین وہ لوگ کہ پاک طینت اور پاکیزہ سرشت ہین
نفس بد اور شہوت کو اسی شمشیر علم سے قتل کرتے ہین اور وہ کہ بےحمیت اور ناپاک
سیرت ہین خرد اور روح کو کہ انسان اس سے مرتبہ شرف کو ہوپنچتا ہو اسی تیغ سے ذبح
کرتے ہین اور حوالہ کہ دشمنون کے دفع کے واسطے ہو اس سے دوستون کو آزار ہوپنچاتے
ہین ایک محقق کامل نے اس معنی مین اشعار موزون کیے ہین **ابیات** بدگہر را علم و فن
آموختن ٭ دادن تیغے بدست راہزن ٭ تیغ دادن در کف زنگی مست ٭ بہ کہ آید علم را
ناکس بدست ٭ حیلہ آموزان جگرہا سوختہ ٭ فعلہا و مکرہا آموختہ ٭ ای شہریاران برہمنون
کی غرض تعبیر سے یہ ہو کہ فرصت انتقام کی فوت نہوا ور بہت سے زخم کہ سیاست سلطانی سے
انکے دل مین موجود ہین چاہتے ہین کہ اس اصلاح زہر آمیز سے کہ قانون شفا جسکا نام رکھا
ہو انپر مرہم رکھین یعنی پہلے فرزند کو کہ جو قوت روح اور بجاے ذات شریف کے ہین وہ نظر
سے بادشاہ کی خدانخواستہ اٹھ جائین تا بادشاہ دل شکستہ اور بے ارادہ ہو جاے اُسکے
بعد حکما اور وزرا اور امراے شفیق کہ ارکان دولت اور آبادی ملک اور افزونی خزانے کی
انکی کفالت اور کوشش سے متعلق ہو ضائع کرین تا بادشاہ کو سراسیمہ اور مضطر دیکھکے
رعیت دلیر اور لشکری ناامید ہون اسکے بعد اسباب حشم اور خدم اور جہانداری کو مانند
اسپ و فیل اور شتر و شمشیر کے برباد کر دین تو بادشاہ تنہا بے سر و سامان رہجاے جبکہ شہریار
کو دلشکستہ اور تنہا کر پائین تو چند روز مین جو داعیہ کہ سالہاے دراز سے مکنون خاطر
رکھتے ہین اُسے قوت سے فعل مین لائین آج تک کہ مجبوری سے دم نہین مار سکتے ہین جبکہ
امکان قدرت دیکھین آشوب فتنہ برپا کرین اس صورت مین کہ خدا ناکردہ فرزند اور رفیق
اور سامان جہانداری باقی نرہے تو دشمنون کو چہار طرف سے برانگیختہ کرین لیکن بادشاہ کو

چاہیے کہ دشمنون کے فریب سے کسی حال مین غفلت نہ کرے نظم دشمن غدار سے امین نہو؛
یار پر آزار سے امین نہو؛ دوستی مین جب وہ قابو پائیگا؛ تب کمال دشمنی دکھلائیگا؛
اور باینہمہ اگر قول براہمہ کا بادشاہ کے نزدیک اونٹے ہی تو تاخیر نہ فرمایئے اور اگر توقف
مناسب ہی تو ایک تدبیر اور بھی ہی اگر ارشاد ہو عرض کرون بادشاہ نے کہا جو کچھ
کہ تو نے بیان کیا میرے بھی اعتقاد مین یہی ہی اور جو کچھ کہتا ہی اسے جلد کہو ایران دخت
نے عرض کیا کہ اس کام مین مشورہ کاریدون حکیم کا ضرور ہی کہ وہ سالک مسالک
اخلاق طریقت اور محرم اسرار حقیقت ہی اور کوہ خضرا کے گوشہ غار مین منزوی ہی اور
پاس الفاس ایک دم فروگذاشت نہین کرتا ہی بلکہ شعر پر گویا کے اسکا عمل ہی شعر
زبان کی بند ہر جانب سے روزن کھل گئے دل کے ؛ نظر کی بند پر وہ اُٹھ گیا پس
سد حائل کا ؛ اگرچہ اصل مین ان براہمہ سے نزدیک ہی مگر صدق وصفا اور دیانت
ووفا مین بہت دور ہی مشورہ اس زاہد کا نہایت مناسب ہی بادشاہ کو یہ بات
پسند آئی اور فی الحال سوار ہو کے کاریدون کے پاس آیا اور دیدار حکیم سے کہ مجمع
فیوض نا متناہی کا تھا مستفیض ہوا حکیم بھی شرط تعظیم بجا لایا اور کہا کہ میرا کلبۂ احزان
مقدم شہریار سے منور ہوا لیکن سبب تکلیف فرمانے کا کیا ہی اور تغیر بشرہ مبارک پر
کس باعث سے ہی اور نشان غم کہ ناصیہ ہمایون سے پایا جاتا ہی کون چیز اسکے
باعث ہوئی ہی بادشاہ نے کیفیت خواب اور برہمنون کی تعبیر تفصیل سے بیان کی
کاریدون نے انگشت تعجب دندان تفکر وتاسف سے کاٹی اور کہا کہ بادشاہ نے
غلطی کی جو یہ خواب اس طایفہ غدار سے کہا اور یہ مکار اہلیت اسکی نہین رکھتے
ہین کہ یہ خواب ان سے بیان کیا جاتا جہت یہ ہی کہ نہ عقل رہنما رکھتے ہین اور نہ
دیانت برجا اور بادشاہ کو اس خواب بشارت آمود پر شادی کرنا چاہیے اور
اُسکے شکرانے مین صدقات بکران مستحقون کو دینا لازم ہی اور دلائل سعادت

اور شواہد عزت و عظمت تعبیر سے اس خواب کی پیدا اور ہویدا ہین و مبدم اجراے امور
خواہش کے موافق ہونگے اور ساعت لبساعت مہم دولت انتظام پائیگی دوران اور
گردون غلام اور ملک داعی اور فلک بکام رہے گا اور مین اسی وقت تعبیر ہر خواب
کی بہ تفصیل عرض کرکے کیدان بدکارون کا دفع کرتا ہون ع گر بدست تو خدنگ ست
مرا ہم سپر ست ۞ اول وہ دریا ہی سرخ کہ دم بہ کھڑی دیکھی ہین وہ دونون قاصد
ہین کہ بادشاہ سراندیپ کی طرف سے آئینگے اور دو بیل قوی ہیکل اور جا سور طل یا قوت
رمانی کہ انار اُسکے رشک رنگ سے پرخون ہو جائے اور جرم آتش اُنکی شعاع کی غیرت
سے نہانخانہ سنگ مین مُنہ چھپاے وہ بادشاہ کو پیشکش گذرانینگے اور وہ دو بطین
اور ایک قاز کہ پیچھے سے اڑکے روبرو بادشاہ کے آئی تھین وہ ایک شتر اور دو گھوڑے
ایسے ہونگے کہ رعد خروش برق جوش تیز ہوش سخت کوش کہ بادشاہ دہلی کا بطریق
ہدیہ حضرت کو بھیجے گا اور وہ سانپ کہ بادشاہ کے پانون سے لپٹا تھا وہ تلوار ہی ایسی
آبدار کہ روز جنگ اگر خود پر دشمن کے پڑے تو تنگ مرکب سے مانند برق کے گذر جاے
اسی کی مدح مین یہ بیت مؤلف کی واقع ہی **بیت** ہر دوست کو تلوار تری نوح کی
کشتی ۞ اور آب عدو کے لیے طوفان کے برابر ۞ وہ بطریق ہدیہ بادشاہ دہلی
پیشکش کرے گا اور وہ خون کہ بادشاہ نے اپنے جسم مبارک کو اس سے آلودہ
دیکھا ہی وہ خلعت ہی ارغوانی رنگ مکلل بجواہر کہ دار السلطنت غزنین سے
بطریق ہدیہ کے خانہ خاص بادشاہ مین آئیگا اور وہ شتر سپید کہ بادشاہ اُسپر
سوار تھا سپید ہاتھی ہی کہ سلطان بیجانگر کا بادشاہ کی خدمت مین بھیجے گا اور
بادشاہ اُسپر سواری فرمائیگا اور وہ آگ کہ بادشاہ کے سر پہ چمکتی تھی وہ تاج
ہی کہ سیلان کا بادشاہ ہدیہ بھیجے گا اور وہ تاج ایسا ہوگا کہ کنگرہ اُسکے قصر مینا رنگ
سے برابری کرے گا اور اُسکی گوہر فشانی سے ہر مو بادشاہ کے سر کا رشتہ گوہر کے

مانند درخشان ہوگا اور وہ جو مرغ کہ بادشاہ کے سر پر منقار مارتا ہی اور اس مین
تھوڑا سا اندیشہ کراہیت کا ہی لیکن چندان اس مین ضرر نہین غایت اُسکی یہ ہی کہ
چند روز کے واسطے کسی دوست اور یار مہربان پر ناراضی ہوگی اور مآل اُسکا صلاح
اور فلاح پر انجام پائیگا یہ ہی تاویل اور تعبیر بادشاہ کے خواب کی کہ سات بار
رسول بادشاہونکے درگاہ عالی مین حاضر ہوکے ہدیہ گذرانینگے اور بادشاہ
اُن ہدیون سے شادکام اور تازہ دل ہوگا اور ثبات دولت اور دوام عمر سے
برخورداری پائیگا لیکن لازم یہ ہی کہ شہنشاہ بار دیگر ان نااہلون کو اپنا محرم اسرار
نہ کرے اور بے خردون سے کبھی مشورہ نہ فرمائے اور لائق دانشمندی یہ ہی کہ مردم
بیباک ناپاک بدگو ہرزشت سیرت کے مشورے سے پرہیز کرنا فرض جانے او نفس نفیس
کو کہ ہر دم قیمتی ہی مردم سفلہ طبع دون ہمت لئیم مشرب کے سلک مین منسلک نہ کرے
جبکہ اس پیر مبارک نفس مسیحا دم نے بادشاہ کے دل مردہ کو حیات تازہ اور سینہ
پژمردہ کو نشاط بے اندازہ بخشی سجدات شکر ادا کیے اور کہا کہ عنایت یزدانی میری
مددگار تھی کہ اس جناب حکمت مآب مین رہنمونی کی کہ مین بسبب برکت انفاس متبرکہ
کے اس شدائد غم سے رہائی پاکے شادکام ہوا اور یہ اشعار گویا کے شکر یہ مین پڑھے بیت
مین آتش غم سے جل رہا تھا٭ تن سے مراجی نکل رہا تھا٭ بھیجا ہی خدانے آب رحمت٭ غم کی
ہوئی برطرف حرارت٭ صد شکر کہ مل گیا مسیحا٭ مردے کو کیا ہی زندہ گویا٭ الحمد للہ دائماً وابداً
بعد اسکے بادشاہ بادل شاد مستقر دولت کو آیا اور سات روز کے بعد متواتر رسول ہدیہ
اور تحفہ کے ساتھ جس طرح سے کہ حکیم نے کہا تھا پے در پے آنے لگے ساتوین دن بادشاہ نے
دونون بیٹون اور بلار وزیر اور ایران دخت اور دبیر کو خلوت مین بلایا اور کہا کہ عجب
خطا کی مین نے کہ خواب اپنا دشمنون سے بیان کیا اگر رحمت الٰہی متوجہ میرے حال پر
نہوتی اور ایران دخت راہ تدارک نہ بتاتی تو صلاح ان ملاعین کی مجھے اور آرام میرے

اقربا اور اتباع کو ہلاک کر چکی تھی اور جس سے سعادت غیبی یاری کرے اُسکو چاہیے کہ
مشفقون کی نصیحت کو عزیز تر رکھے اور ہر کام مین تامل فرمائے اور احتیاط کو ہاتھ سے
نہ دے اور مین نے اسکے خلاف عمل کیا تھا مصرعہ ہر کہ بے تدبیر کارے کرد سامانی نیافت
اُسکے بعد فرمایا کہ عزیزون کی خاطر اس واقعہ سے خالی ملال اور کلال سے نہو گی لازم ہے
کہ ہدیہ انبر تقسیم کرون خصوصاً ایران دخت کہ وہ اُس حادثے کی تلافی کی باعث ہوئی
تھی اور بلار وزیر نے کہ ایران دخت کو اس تدارک کی صلاح بتائی ہے مقدم ہین بلار نے
کہا کہ غلام اسواسطے ہوتے ہین کہ حوادث مین اپنے سینے کو سپر بلا کرین یہ کون بڑا کام ہے
مصرع ہر کو سر تو دارد پروائے سر ندارد اور خدام کہ ولی نعمت پر اپنی جان نثاری کا دعوے
رکھتے ہین اگر ایسے موقع مین وہ توقع بخشش و انعام کی رکھین تو وہ جان نثار نہین ہین
مگر ملکہ زمان نے اس حالت مین البتہ بہت سعی کی ہے اگر اس تبرکات مین سے تاج مرصع یا
جامہ ارغوانی ان مین سے ایک چیز جو ملکہ پسند کرین اور حضور عنایت فرمائین تو بجا ہے
بادشاہ نے حکم کیا کہ اُن دونون چیزون کو حجرہ خاص مین لیجائین اور پیچھے سے بادشاہ بھی
مع بلار وزیر اُس حجرہ مین تشریف لایا اور حرم بادشاہ مین سے ایک کنیز بزم افروز نام
کہ بادشاہ کی منظور تھی از بس خوش طلعت کہ خورشید خاوری اُسکی شرم روسے پردہ غربی
مین چھپتا تھا بادشاہ اُسکا بہت مائل تھا باوجودیکہ ایران دخت حسن و ملاحت مین
فتنہ جہان اور لطافت مین آشوب زمان تھی تو بھی بادشاہ بزم افروز کو اُسکے ساتھ
نوبت مین برابری دیتا تھا یعنی ایک شب و روز ایران دخت کے پاس اور ایک
شبانہ روز بزم افروز کے ساتھ رہتا تھا بادشاہ نے اُس حجرہ مین دونون کو بلاکے کہا
کہ پہلے اسمین سے ایک کو ایران دخت پسند کرے اور وہ باقی دوسرا حصہ بزم افروز
کا ہے ایران دخت کو میل تاج کی طرف بہت تھا اُسنے بلار وزیر کی طرف دیکھا
یعنے بلار جسکی طرف اشارہ کردے اُسکو مین لون بلار نے اشارہ طرف جامہ کے

گیا کہ بادشاہ کی نظر بلار کے اشارہ پر جا پڑی ایران دخت نے دل مین کہا کہ اگر
مین جا ہر لیتی ہون تو بادشاہ اس اشارے کو دیکھ چکا ہو خدا جانے کیا بد گمانی
کرے اسی واسطے اُس نے تاج اُٹھا لیا اور بلار بھی ڈرا اور اُسنے اپنی آنکھ اسی طرح کہ
جب سے اشارہ کیا تھا کھلی اور کج رکھی تا بادشاہ اشارے پر مطلع نہوا اور اس کے بعد
چالیس برس بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہا جب بادشاہ کے پاس آتا تھا آنکھ کو
کج کر لیتا تھا تا بادشاہ کو اس اشارے کی بد گمانی نرہے اگر دونون نے یہ دانشمندی
نہ کی ہوتی تو اُن دونون کی جان مقرر برباد جاتی **بیت** ہر کس کہ مدار کار بر عقل
نہاد ✿ بے شبہہ شد از بند بلاہا آزاد ✿ جب کہ ایران دخت نے تاج سے سرفرازی
پائی اور بزم افروز کی بھی خلعت ارغوانی سے عزت افزائی ہوئی اُس کے بعد بادشاہ
ایک شب براحت بزم افروز سے ایک شب ایران دخت سے بسر کرتا تھا ایک دن کہ
نوبت ایران دخت کی تھی بادشاہ معمول کے موافق ایران دخت کے حجرے مین
آیا اور ایران دخت باروے عالم افروز اور زلف آویز دل تاج مرصع سر پر اور
کاسہ زرین پر از شیر و شکر ہاتھ مین لیے ہوے بادشاہ کے آگے کھڑی تھی اور
بادشاہ اس کاسہ سے جرعہ نوشی فرماتا تھا اور نظارہ جمال ایران دخت سے دیدۂ دل
خوش کر رہا تھا اُسی حالت مین بزم افروز بھی جامہ ارغوانی پہنے ہوے سامنے سے
گذری بادشاہ نے جب کہ اُس کے عذار شگفتہ اور رخسار ماہ و ونہفتہ بر نگاہ کی کھانے
سے ہاتھ کھینچا اور یہان تک شوق نے غلبہ کیا کہ بے تحاشا بزم افروز کی طرف متوجہ ہوا
اور ایران دخت سے بطور مطائبہ کے کہا کہ یہ تاج بزم افروز کے سر کے لایق تھا کہ تو نے
اُٹھا لیا ایران دخت مارے غیرت کے بیخود ہو گئی اور وہی کاسہ شیر بادشاہ کے سر پر
ڈال دیا کہ داڑھی اور بدن بادشاہ کا آلودہ ہو گیا اور وہ تعبیر کہ حکیم نے کہی تھی ظہور
اُسکا متحقق ہو گیا یعنی بادشاہ آتش غضب سے شعلہ بن گیا اور بلار وزیر کو بلا کے یہ

غدار با کلمہ خطر ریش از ہر دو جانب ۔۔ مطا سیاہ ۔۔ بالیمن یعنی بادشاہ فوق لبش رنج کردن رک

یاحوال بیان کیا اور کہا کہ اس گیسو بریدہ نادان کو میرے آگے سے لیجائے گردن مارنا
مخلوق جانے کہ جو بادشاہ سے بے ادبی کرتا ہی اسکی یہ سزا ہوتی ہی اور مین اس حکم سے ہرگز
نہ پھرونگا ناچار بلار ملکہ کو باہر لایا اور اپنے دل مین کہا کہ اس کام مین متابعت بادشاہ کی
نہ چاہیے کہ یہ عورت فصاحت بلاغت مین بے مثل اور کیاست اور فصاحت مین بے بدل
ہی اور بادشاہ بغیر دیدار کے صبر نہ کرسکے گا اور اسکی نفس پاک اور راے روشن کی
برکت سے کتنے لوگ ورطہ ہلاکت سے بچے ہین ایسے کام مین ایسی شتابکاری مناسب
نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تامل کرون ایسا نہو کہ سوال کے وقت جواب سے منفعل ہون پھر کیف
دو تین دن ٹھہرنا مناسب ہی اگر بادشاہ اس حکم سے پشیمانی کھینچے تو حیات اسکی اولی ہی
اور اگر اسکے قتل پر اصرار اور مبالغہ کرے تو قتل اسکا کبھی دشوار نہوگا مجھے اس تاخیر مین
فائدہ کلی موجود ہین اول یہ کہ قایم رہنا ایک شخص کی ذات کا دوسرے رضا مندی
بادشاہ کی کہ اگر اسکے قتل سے نادم ہوا اور اُسے زندہ پاے تو کتنا خوش ہو تیسرے اس بات کا
احسان تمام سلطنت پر ہی کہ ملکہ نے فرزند اور اقربا اور ارکان دولت بادشاہی قتل سے
بچالیے ہین یہ احسان سب کو شامل ہی اسکے بعد ایران دخت کو اُن محرمون کے ساتھ کہ بادشاہ
کی طرف سے حرم سرا مین خدمت کرتی تھین ایک مکان محفوظ مین چھپا کے رکھا اور مبالغہ کیا
کہ ملکہ کی تعظیم اور تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور آب شمشیر خون آلودہ ہاتھ
مین لے کے اور غمگین صورت بنا کے بادشاہ کے روبرو آیا اور کہا کہ مین حکم بادشاہ کا
بجالایا اور اُس بے ادب کو سزا کو پہونچایا بادشاہ کی صولت غضب اسوقت کہ فی الجملہ
کم ہوئی تھی سُنتے ہی اس بات کے اُسکے جمال باکمال اور حسن وعقل اور صلاح کو جو یاد
کیا بہت رنجور ہوا اور اثر ندامت کا ہر چند چاہتا تھا کہ چہرہ پر ظاہر نہو تو بہتر ہی مگر
اپنے دل مین آپ کو ملامت کرنا شروع کیا کہ یہ کیا کیا مین نے کہ حلم اور تانی کو برطرف کیا
اور اپنی محبوب دلنواز کو تھوڑی سی خطا پہ کہ حق بجانب اس کے تھا تلف کیا

لازم تھا کہ ایسا حکم نہ کرتا اور آب حلم سے آتش خشم کو بجھاتا جب وزیر نے علامت ندامت
کی بادشاہ کے چہرہ پر مشاہدہ کی کہا کہ بادشاہ کو غمناک ہونا چاہیے کہ تیر شست سے
نکلا ہوا پھر نہین آتا اور مردہ زندہ نہین ہوتا ہو اندوہ بیفائدہ کرنا جسم کو نزار اور دلکو
بے قرار کرتا ہو اور حاصل اس سے دوستون کی اذیت اور دشمنون کی راحت کے سوا
اور کچھ نہین ہوتا اور جو کوئی سنے گا کہ بادشاہ نے ایسا حکم فرمایا اور اسکے بعد پشیمان ہوا
تو وقار اور ثبات بادشاہی مین بدگمانی کریگا لازم تو یہ تھا کہ بادشاہ اس قضیے مین
ملایمت فرماتا اور سختی اور خشونت سے منحرف رہتا تو آج ندامت پیش نہ آتی اگر بادشاہ
فرمائے تو مین قصہ بادشاہ یمن کا عرض کرون بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر **حکایت**

حکایت بادشاہ یمن

وزیر نے عرض کیا کہ ملک یمن مین ایک بادشاہ تھا رائے پیر اور بخت جوان رکھتا تھا
دیدہ گردون نے اس سرعت گردش پر مدت سیاحت مین ایسا آفتاب آسمان سلطنت پر
نہ دیکھا تھا اور گوش روزگار نے صفت جہانداری مین ایسا جہاندار نہ سنا تھا **ابیات**
بزم مین تھا روے تابان آفتاب ÷ رزم مین دشمن کو تھا تیر شہاب ÷ داد دہ سے رام تھا
سارا جہان ÷ شاکر انعام تھا سارا جہان ÷ اور یہ بادشاہ شکار دوست بھی تھا ایک دن
شکارگاہ مین مرکب اپنا چپ و راست دوڑایا اور نظر تامل سے ہر جانب دیکھا مگر وحوش و طیور
سے کوئی صید نظر نہ آیا ایک جگہ استادہ ہوکر متحیر ہر طرف نگران تھا قضارا ایک خارکش
پوست آہو کا نہایت اخلاص سے اوڑھے ہوے اس بیابان مین خارکشی سے تعب اٹھاکے
ایک پتھر کو تکیہ کیے ہوے بیٹھا تھا بادشاہ دور سے سمجھا کہ یہ آہو ہی ایک خدنگ دل شگاف
اسپر مارا **ابیات** شعلۂ تیرے کہ در آورد غرق ÷ جست بران سوختہ خرمن چو برق ÷
فتنہ محابائے بلائے نکرد ÷ کرد خطائے و خطائے نکرد ÷ القصہ بادشاہ نے جب کہ تیر مارا
اور اسکے نزدیک پہونچا اسکو باسینۂ مجروح اور تن پر خون دیکھا سخت غمناک ہوا اور
ناخن ملامت سے چہرہ ندامت نوچا اور اس جلدی کرنے سے ہزار خجالت اور

حسرت کرتا تھا لیکن خارکش زندہ تھا بادشاہ نے اُس سے عذر بہت کیا اور مرہم پٹی کے واسطے ہزار دینار زر سرخ اُسے عطا کیے اور گھر تک پہونچا دیا اور عنان اتصال طرف دار السلطنت کے پھیری اور ایک زاہد کے صومعہ مین آیا کہ وہ عفت اور عبادت مین اس شہر مین مشہور تھا اور یہ استدعا کی کہ ایسی نصیحت مجھے فرما کہ دنیا مین باعث فرید جاہ اور آخرت مین شفیع گناہ ہو زاہد نے بطریق کشف و کرامات کے کہا کہ اے بادشاہ وہ خصلت کہ دولت دُنیا اور سعادت عقبی کو جامع ہو یہ ہی کہ غلبہ غضب کے وقت غصے کو فرو کرے اور کسی امر مین جلدی نہ کرے اور جو کام کرے سو حلم اور تامل کے ساتھ کرے ابیات

کسی کو بر فروزد آتش خشم	مدار از وے طریق مردمی چشم
غضب چون نفس توسن را کند گرم	عنانش در کش آنجا تا شود نرم

بادشاہ نے کہا جانتا ہون کہ چاشنی شربت زہر آمیز بردباری کام عقل مین ذائقہ تمام رکھتی ہی لیکن غصے کے وقت اپنے نفس پر حاکم نہین ہو سکتا ہون اور جس وقت کہ آتش غضب مشتعل ہوتی ہی فرو کرنے پر قادر نہین ہوتا ہون زاہد نے فرمایا کہ مین تین رقعہ لکھے دیتا ہون تو ایک معتمد خاص با اخلاص حاضر باش کو سپرد کر اور کہدے کہ جب غصے کی علامت تیری پیشانی پر مشاہدہ کرے انمین سے ایک رقعہ تجھے دکھادے یقین ہی کہ تیرے نفس کو تسکین ہو جاوے اور اگر اُسپر بھی آتش غضب منطفی نہو تو دوسرا رقعہ دکھادے اور اگر اُسپر بھی نفس سرکش رام نہو تو تیسرا پیش کرے امید خدا سے ہی کہ غصہ تیرا شفقت اور ملائمت سے مبدل ہو جائے بادشاہ اس بات سے خوش ہوا اور زاہد نے تین رقعہ لکھے ایک ملازم معتمد شاہی کو سپرد کیے مضمون اس پہلے کا یہ تھا کہ اقتدار کے وقت باگ اختیار کی نفس امارہ کے قبضے مین نہ دے

که تجھے ورطۂ ہلاکت ابدی مین ڈالے گا اور دوسرے رقعہ کا مضمون یہ تھا کہ غصے
کے وقت زیردستون پر رحم کیا کر تا جزا کے وقت وہ بادشاہ کہ جو تجھ سے بھی زبردست
ہی مہربانی فرمائے بلکہ مضمون حدیث شریف کا یاد رکھ کہ ارحم ترحم یعنی رحم کر کہ تجھپر
بھی کیا جاے اور خلاصہ تیسرے رقعہ کا یہ ہی کہ حکم کرنے مین حد شرع سے تجاوز نہ کر
اور کسی حال مین انصاف سے نہ گذر نظم اگرچہ دی ہی خدانے تجھے جہانداری + مگر نہ
کیجیو زنہار مردم آزاری + نہ ناز کر جو ہی مانند برق خندہ بہ لب + کرے نہ ابر کے مانند
گریۂ وزاری + سمجھ لے عاریتی کارخانۂ عالم + اگر تو دانش و فرہنگ سے نہین عاری
بادشاہ زاہد سے رخصت ہو کے اپنے مکان مین آیا اور ہمیشہ علم کو دوست رکھتا
تھا اور غصے کے وقت تینون رقعے اُسے دکھا دیتے تھے اسی واسطے لقب اس بادشاہ
کا ذوالرقاع یعنی صاحب رقعون کا تھا اور انھین رقعون کے باعث سے ساتھ
اس لفظ کے ملقب ہوا تھا اور ایک بادشاہ کی کنیز تھی نہایت خوبرو اور پاکیزہ
خو شرو سرو قد ماہ خد یاقوت لب سیمین غبغب کبک رفتار طوطی گفتار بیت ماہ روئی
مشک بوے دل کشی + جان فزاے دل فریب مہوشے + نرگس بیمار فریفتہ اُسکی چشم مخمور
کی تھی اور دل عقیق یمانی اُسکے رشک لعل شکربار سے پر خون تھا اور خوبرویان خطا ختن
اُسکی چین زلف مین اسیر اور عشوہ فروشان کشمیر خواہش سلسلۂ جعد پرتاب مین پا
بہ زنجیر تھے بیت دیکھے گر خورشید رخ کو غش کرے + ماہ جو دیکھے جبین غش غش کرے +
اور جمال حال اُسکا پاکدامنی سے مشین اور حجلۂ زیور عفت اور پارسائی سے مزین
تھا بادشاہ کا دل اُسکی شمایل پر اس درجہ مائل تھا کہ ملکہ حرم خاص اور سب
خواصان با اختصاص سے کنارہ کرتا تھا اور عروس بادشاہ کی ہمیشہ غیرت حسرت
سے خوناب روتی تھی اور واسطے اُسکے دفع کے ہزارون حیلے اُٹھاتی تھی القصہ
ایک دن اپنا غم وغصہ مشاطہ حرم سرا سے ظاہر کیا اور قتل بادشاہ

اور دفع کنیز کے لیے مددگاری چاہی مشاطہ نے کہا تو جانتا تھا کہ بادشاہ اُسکے کون سے
عضو پر زیادہ راغب ہی ملکہ نے کہا کہ بیشتر مین نے دیکھا ہی کہ بادشاہ اسکے سیب
غبغب پر منھہ رکھکے بوسے لیتا ہی اور اس حال مین یہ شعر گویا کا پڑھتا ہی بیت
سیب جنت ہوگیا آنکھون مین اندرائن کا پھل ؛ خلد مین جب مجکو وہ سیب ذقن
یاد آگیا ؛ مشاطہ نے کہا کہ طریق آسان میرے اختیار مین ہی کہ بادشاہ جلد تر اُس سے
ہلاک ہوجائیگا وہ یہ ہی کہ قدرے زہر ہلاہل مجکو دے کہ نیل مین اُسکو ملاکے
اور حجرے مین کنیز کے جاکے ایک خال اُس نیل سے اُسکے سیب ذقن پر بنادون
جب کہ بادشاہ حالت مستی مین اُسپر منھہ رکھے گا فی الفور ہلاک ہوجائیگا اور تو
اس رنج سے فراغت پائیگی خاتون اس بات سے خوش ہوئی اور زہر ہلاہل
اُسے منگا دیا مشاطہ نے اسی طرح کیا کہ ذکر جسکا ہوچکا نیل کو ملاکے کنیز کے پاس گئی اور
حالت آرائش مین اپنی سیاہ کاری سے خال اُس کے ذقن پر بنا آئی بادشاہ کا
ایک غلام تھا کہ حرم سرا مین محرمیت رکھتا تھا قضارا پس پردہ خاتون اور مشاطہ
کے کلام کو سنتا تھا اور مشاطہ کا جانا کنیز کے پاس اور اُسکے زنخدان پر خال کا
بنانا دیکھا داعیہ وفاداری اور حق گذاری اُسے اُسپر لایا کہ کنیز اور بادشاہ کو اس
حال سے خبر دے لیکن کسی طرح فرصت نہ پائی اور ان تک پہونچ نہ سکا آخر بادشاہ
بستر کنیز پر حالت مستی مین سو گیا غلام پر شفقت حق شناسی غالب آئی آہستہ آہستہ
سرہانے کنیز کے آکر گوشہ آستین سے اثر نیل کا اُسکے ذقن سے پاک کرنے لگا کہ
اسی حالت مین بادشاہ بیدار ہوا دیکھا کہ غلام نے ہاتھ زنخدان کنیز پر دراز کیا ہی
حرارت حمیت بادشاہ کو غضب پر لائی اور تلوار لے کے غلام کے مارنے کا قصد کیا
غلام خلوت سے باہر بھاگا بادشاہ اُسکے پیچھے تلوار کھینچے نکل آیا وہی معتمد خاص دروازہ پر
کھڑا تھا جب کہ بادشاہ کو غضب ناک دیکھا ایک رقعہ بادشاہ کو دکھایا دریائے خشم

بادشاہ موج زنی سے موقوف نہوا دوسرا رقعہ دکھایا اُسپر بھی آتش قہر نے تسکین نپائی تیسرا رقعہ دکھایا تہ بادشاہ گونہ ہوش مین آیا اور شربت ناگوار غضب کے گھونٹ پینے لگا جب کہ اندکے غضب سے تسکین ہوئی غلام کو بلایا کہا کہ یہ بے ادبی کس راہ سے تونے کی سچ بیان کر غلام نے حال سوبہو بیان کیا بادشاہ نے ملکہ کو بلایا اور اُس کی تفتیش مین مبالغہ کیا ملکہ نے انکار کیا اور کہا کہ غلام جھوٹ کہتا ہی مین نے بارہا دیکھا ہی کہ یہ فاجرہ بدکار اُس کنیز سے اس فعال کے مانند اکثر کام کیا کرتا تھا اور مین شرم کے مارے اور اس اندیشے سے اُسکے ظاہر کرنے مین جرأت نہ کرتی تھی کہ گمان ہوگا کہ یہ رشک کے سبب سے تہمت کرتی ہی الحمد للہ کہ بادشاہ نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا اب اس مفسد کے قتل کرنے مین توقف کرنا سیاست سلطانی کو زیان رکھتا ہی اور غضب جبکہ موقع پر واقع ہو تو وہ مراتب علم سے بہتر ہی بیت خار کز بہر سوختن شاید ٭ در گریبان نہی بہ تنگ آید بادشاہ نے غلام کی طرف دیکھا غلام نے عرض کیا کہ ای بادشاہ کامران اور باعث امان زمان ممکن ہی کہ اب تک بقیہ اُس نیل کا مشاطہ کی ڈبیا مین ہو اگر اپنے حضور بادشاہ اُسے طلب فرمایے تو یہ شبہہ زائل ہو جاوے بادشاہ نے اُسی دم مشاطہ کو مع ڈبیا کے طلب کیا اور قدرے نیل کہ اُسمین باقی تھا اسمین سے ایک کتے کو تھوڑا سا کھلایا پس اُدھر کھانا اور ادھر مرنا اُسکا جب کہ حقیقت حال بادشاہ پر منکشف ہوئی ملکہ کو قید اور مشاطہ کو قتل اور غلام کو آزاد کیا اور سرداری ایک مملکت کی اُس غلام کے سپرد کی اور اس بادشاہ نے جو حکم کیا تو مضرت مشاطہ سے بچ رہا اور برکت بردباری سے اُسکی سیہ کاری نے کچھ ضرر نہ پہونچایا اور اتنا بڑا بھید اُسپر ظاہر ہو گیا اور دوست اور دشمن کھل گئے اور یہ نقل اس واسطے عرض کی ہی مین نے کہ بادشاہون کو کسی کام مین تعجیل نہ چاہیے کیونکہ نظم لمولفہ حکم سلطان برنگ آتش و آب ٭ دم مین کر دے خراب

عالم کو ؎ حکم مین بغمہ نہ اضطراب کرے ؎ کہ نہو اضطراب عالم کو ؎ بادشاہ نے کہا
کر مجھسے واقعی اس حکم مین غصہ کے سبب سے خطا ہوئی بارے تجھے از راہ خیر خواہی
یہ لازم تھا کہ اُسے بچا رکھتا بلکہ یہ بات تجھسے بہت تعجب کی ہوئی کہ ایسے شخص بے نظیر
کو ایک ہی حکم مین ہلاک کیا اور نہ آپ تامل کیا اور نہ مجھے کچھ کہا وزیر نے عرض کیا کہ
بادشاہ کو ایک عورت کے واسطے اتنی فکر نہ کرنا چاہیے اور لوگ کہ حرم سرائے بادشاہی
مین ہین اُنکی صحبت سے باز رہیے **بیت** گر سرو برفت نارون بہت ؎ ور لالہ نماند
یاسمن بہت ؎ بادشاہ کو فحوائے کلام وزیر سے ایسا مفہوم ہوا کہ ایران دخت
مقرر قتل ہوگئی آہ سرد دل پر درد سے برلایا اور گرداب اندوہ مین زیادہ مبتلا ہوا
اور یہ اشعار مؤلف مکرر پڑھتا تھا **ابیات** بھلا ہو خاک عمری زیست جب جدا
ہو جائے ؎ انیس جان و دل آرام نکتہ دان افسوس ؎ ملایا خاک مین اُس رشک
ماہ تابان کو ؎ زمین یہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس ؎ اور یہ کہتا تھا کہ صد افسوس ہے
کہ وہ رونق گلزار کے مانند تھوڑی سی زندگانی رکھتی تھی اور دریغ ہے کہ وہ نہال ریاض
کامرانی آفت خزان سے جلدی بے برگ و بو ہوگیا پھر منہ طرف وزیر کے کیا اور کہا
کہ مین سخت اندوہناک ہون ایران دخت کی ہلاکت سے وزیر نے کہا کہ تین شخص ہمیشہ
اندوہ غم اور بستہ بند رہتے ہین ایک وہ کہ بدکاری پر ہمیشہ معروف رہے دوسرے
وہ کہ حالت قدرت مین نیک کاری اختیار نہ کرے اور تیسرے وہ کہ بغیر خوب سمجھے کام
کرے اور انجام پر نگاہ نہ کرے تو ضرور ندامت کھینچے گا بادشاہ نے کہا کہ اے بلا ر تو نے
خون ایران دخت مین کیون توقف نہ کیا پس تیری فہمید باطل نے اُسے ہلاک کیا
وزیر نے عرض کیا کہ تین شخص کی فہمید باطل ہے ایک وہ کہ جامہ سپید سے شبہ کرے کہ کپڑے
میرے سپید رہینگے دوسرے گازرکہ لباس مکلف پہن کے پانی مین کھڑا ہو کے کپڑے دھووے
اور تیسرے جو سوداگر کہ زن خوبصورت پاوے اور اُسے وطن مین تنہا چھوڑ کے سفر دور دست

اختیار کرے اور مین نے خون مین ملکہ کے سعی نہین کی ہی بلکہ فرمان بادشاہ کا بجالایا ہون اس بات مین میری طرف ملامت عائد نہین ہوتی ہی وہ شخص کہ اُسکے نظر عواقب امور مین محیط نہوا ور ایسے موقع پر رائے روشن سے ملاحظہ نہ کرے اور فکر صائب سے تدبیر نہ فرمائے اُسکا یہی حال ہوتا ہی بیت مثال شاہ بایستی کہ از روے خرد بودے ٭ دراز روے خرد بوے چنین ہا روے ننمودے ٭ بادشاہ نے کہا کہ اس بات سے درگذر اور اسکی فکر کر کہ جسکے فراق نے مجھے اندوہگین کر رکھا ہی وزیر نے کہا کہ دست تدارک کا اس کام کے دامن تک نہ پہونچے گا اور اس قضیے مین پشیمانی کچھ فائدہ نہ کرے گی اور ایسے موقع مین جو کوئی کہ خوض کرے اور وہ کام کہ ندامت اُسمین نفع دے اُسپر عمل کرے اُسے وہ پہونچتا ہی کہ جو اس کبوتر کو پہونچا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت کہا کہتے ہین کہ ایک کبوتر کے جوڑے نے اول تابستان مین کچھ دانے زمستان کے واسطے ذخیرہ کیے تھے اور وہ دانے اندکے نمی رکھتے تھے جبکہ گرمی آخر ہوئی اور وہ دانے سب خشک ہوگئے جو کہ اول مین زیادہ نظر آتے تھے اب کم نظر آنے لگے اور کبوتر اس عرصے مین غائب تھا جب آشیانے مین پھر آیا اور اُن دانون کو تھوڑا پایا مادہ کو ملامت کیا اور کہا کہ یہ دانے ہمنے قوت زمستان کے واسطے فراہم کیے تھے جب کہ شدت مین برف باری کے سبب سے صحرا مین دانہ نہ رہے گا تو ہم اس سے اپنی اوقات گذاری کرینگے اس وقت کہ کوہ و دشت مین دانہ بہت ہی تونے کس واسطے اس ذخیرہ کو کھا ڈالا اور طریق احتیاط کو ملحوظ نہ رکھا کیا تونے یہ بیت نہین سُنی تھی کہ کہا ہی **بیت** کنون کہ برگ و نوائیت ہست جہدے کن ٭ ذخیرۂ بنہ از بہر بینوائی خویش ٭ مادہ نے جواب دیا کہ مین نے ان دانون مین سے ایک دانہ بھی نہین کھایا ہی کبوتر جو دانہ کو کم دیکھتا تھا باور نہ کرتا اور اُسے مارتا تھا آخر کار وہ تنگ ہو کر چلی گئی جب فصل جاڑون کی آئی اور برف باری ہونے لگی اور

حکایت کبوتر

رطوبت در و دیوار مین ظاہر ہوئی اور دانے نم ہو کے پھر زیادہ نظر آنے لگے
اُسوقت کبوتر سمجھا کہ سبب دانون کے کم ہونے کا گرمی اور خشکی تھی کبوتری نے
نہین کہائے تھے بعد اسکے پشیمان ہو کر گریہ وزاری کرتا تھا اور کہتا تھا کہ جدائی دوست
کی بہت سخت چیز ہی فائدہ اس مثل سے یہ ہی کہ مرد عاقل کام مین شتابی نہ کرے
تا مانند کبوتر کے سوز جدائی مین مبتلا نہو بادشاہ نے کہا اگر مین نے قول مین جلدی کی
تو نے فعل مین جلدی کی اور مجھے اس رنج مین ڈالا یہ کہا اور شعر مولف کا پڑھا
بیت تنگ ایسا غم فرقت سے ہون بس ڈوب ہی مرتا ✤ تبادیتی قضا گر گھاٹ
مجکو تیغ قاتل کا ✤ وزیر نے کہا کہ تین شخص ایسے ہین جو اپنے آپ کو رنج مین ڈالتے ہین ایک
وہ کہ لڑائی مین اپنی ذات سے غافل رہے اور چپ و راست کی خبر نہ رکھے آخر
زخم کاری اُٹھاتا ہی دوسرے وہ کہ وارث نہین رکھتا ہی اور مال حرام کا جمع کرتا ہی
وہ مال تاراج حوادث سے برباد ہوتا ہی رنج اور وبال اُسکا اُسکی گردن پر علی الدوام
باقی رہتا ہی تیسرے پیر مرد کہ عورت نوجوان نابکار کو نکاح مین لاتا ہی اور اسپر فریفتہ
ہوتا ہی اور وہ عورت ہر روز اُسکی موت خدا سے مانگتی ہی بادشاہ نے کہا کہ اس امر مین نافہمی
تیری بہت ثابت ہوتی ہی وزیر نے کہا کہ نافہمی دو قسم کے لوگون کی حرکات اور سکنات سے
ظاہر ہوتی ہی ایک وہ کہ اپنا مال دوسرے کے پاس امانت رکھتے ہین اور امتحان اُسکی دیانت
کا پہلے نہین کر لیتے ہین دوسرے وہ کہ اپنے قضیے مین کسی احمق کو حکم اور وکیل کرتے ہین اور
مین نے اس کام مین نافہمی نہین کی ہی نہایت یہ ہی کہ متابعت حکم بادشاہ مین دیر نہین کی
ہی بادشاہ نے کہا کہ مجھے ایران دخت کا بہت رنج ہی وزیر نے کہا کہ پانچ عورتون کے واسطے
غم کرنا روا ہی ایک وہ کہ اصل کریم اور ذات شریف اور جمال زیبا اور عفت کامل رکھتی ہی
دوسرے وہ کہ دانا اور بردبار اور مخلص اور یک دل اور یکرو ہو تیسرے وہ کہ ہر کام مین
نصیحت کرے اور خفگی کے وقت بھی مشفق اور شفیق اور انیس رہے چوتھے وہ کہ نیک اور بد

اور خیر و شر مین موافقت اور متابعت کو شعار اپنا کرے پانچوین وہ کہ خجستہ فال اور
مبارک نفس اور اپنے شوہر کے حق مین نیک قدم ہو اور ایران دخت ان سب صفتون
سے آراستہ تھی غم کرنا اُسکے واسطے بجا ہی اور بادشاہ اُسکے واسطے جتنا اظہار ملال کرے
لائق ہی کیونکہ بے یار وفادار نہ عمر سے لذت ہی اور نہ زندگانی سے راحت بادشاہ نے کہا
کہ ای بلار تو گفتگو مین دلیری اور ہر کنایہ مین حد ادب سے تجاوز کرتا ہی مین ایسا
دیکھتا ہون کہ تجھ سے دوری کرنا لازم پڑا وزیر نے کہا کہ دو شخصون سے دوری بہتر ہی ایک
وہ کہ نیکی اور بدی اُسکے نزدیک یکسان ہو اور ثواب اور عذاب اور نعمت گزاری کو
نابود سمجھتا ہو دوسرے وہ شخص کہ ظاہر کو باطن سے اور باطن کو مناہی سے پاک نرکھے
بادشاہ نے کہا کہ مین تیری آنکھون مین حقیر نظر آتا ہون کہ ایسے بے ادبی کے کلام کرتا
ہی وزیر نے کہا تین گروہ بزرگون کی آنکھون مین ہمیشہ حقیر نظر آتے ہین اول بندہ گستاخ
کہ ہمیشہ آقا کے ساتھ ہمنشین ہو اور خواجہ بھی گاہ گاہ اُس سے ہزل کرے اور فحش دوست
بھی ہو دوسرے مرد خائن کہ خواجہ کے مال کی مختاری پائے اور اس مال مین خیانت
کثیر کرے کہ چند مدت مین آقا سے بھی زیادہ مالدار ہو جائے اور اس مال پر نازش کرے
اور آقا سے آپ کو بہتر جانے تیسرے وہ بندہ کہ بغیر استحقاق کے محل اعتماد آقا کا ہو جاے
اور خواجہ کے اسرار پر مطلع ہو کر حد سے زیادہ تجاوز کرے بادشاہ نے کہا کہ تو نا آزمودہ
بہتر تھا اور مین نے تجھے آزمایا برا کیا وزیر نے جواب دیا کہ آٹھ شخصون کو آزمانا چاہیے
مگر آٹھ جگہ پر آزمائے تو مضائقہ نہین ہی ایک یہ کہ مرد شجاع کو جنگ مین اور
مزارع کو زراعت مین اور بزرگون اور رئیسون کو وقت غضب کے اور
سوداگرون کو وقت حساب کے اور صاحب دولت کو وقت حاجت کے اور
مرد اصیل اور اشراف کو وقت نکبت کے اور زاہد کو کوشش ثواب آخرت مین
اور حاکم کو تقریر اور مباحثہ کے وقت غرض بادشاہ کلام لینت سے جتنا پیش آتا

وزیر جواب اُسکا تیغ آبدار سے تیز تر دیتا تھا اور حدت جواب اُس کے کی مانند شمشیر تیز کے
گلوے شاہ پر اثر تی تھی اور بادشاہ حلم اور تحمل کر کے اُسکو شربت ناگوار کے مانند نوش
فرماتا تھا رباعی تحمل کند ہر کرا عقل ہست * نہ عقلاے کہ خشمش کند زیردست * چو تحمل چو زہر
ناید نخست * ولے شہد گردد بطبع درست * جب کہ وزیر نے دیکھا کہ بے ادبی میری اور تحمل
بادشاہ کا حد سے درگذرا اسکے بعد وزیر نے زبان ثنا کھولی اور کہا کہ سایۂ دولت ظل اللہ
مفارق اہل عالم پر پایندہ رہے اور آفتاب اُبہت اوج شرف اور ذرۂ عظمت سے
تابندہ ہین کہ طریقۂ بے ادبی مین جرأت کرتا تھا یہ سب امتحان ذات ستودہ صفات
کے واسطے اور عالی ہمتی کی تصدیق کے لیے اقدام کرتا تھا مراد میری یہ تھی تا ایسے موقع
مین کہ ایسا اتفاق کمتر ہوتا ہی مبلغ حلم اور بردباری اور ور گند شاہنشاہی کو بکلی
دریافت کرون والا کیا طاقت کہ غلام ناچیز حرف بے ادبی کا تاجدار عالم سے زبان
پر لاتا بارے المنۃ للہ اگر خرد چراغ دانش ہاتھ مین لے کے شبیہ شہریار کو ڈھونڈھے
تو نہ پاے اس عالم مین نہ دیکھے سبحان اللہ کیا ذات ہی حلم اور تمکنت سے آراستہ اور
کیا نفس نفیس ہی تربیت صبر و وقار سے پیراستہ بزرگی ایسی ہی ذات با برکات
کے واسطے زیبا ہی اور بزرگواری تاجداری ایسی ہی ذات قدسی صفات کے لیے سزاوار
ہی بادشاہ نے کہا کہ اے ملا تو خوب جانتا ہی کہ مین نے بناے سلطنت رحمت اور راحت
پر رکھی ہی اور بنیاد شہریاری شفقت و کم آزاری پر قائم کی ہی اور کبھی اُس گروہ
کی تادیب کے واسطے کہ ازراہ نخوت غرور اختیار کرتے ہین اور مقام معارضہ اور
موازنے مین قدم رکھتے ہین کوئی اشارت بہ مصلحت کر دیتا ہون کہ وہ آداب
جہانداری اور تمہید قواعد شہریاری کے واسطے ضرور اور لازم ہوتی ہی ورنہ
دریاے ہمت ہمارا ایسی باتون پر موج خشم کو کب اُٹھنے دیتا ہی

مین نہین خاک ہوا خوار کرے جو دردر		مین نہین آگ جو پانی سے کبھی ہو بجھے فر

نہین سیماب جو ہو آگ سے مجکو پرہیز		مین نہین آب مکدر جو کرے خاکستر

مگر مین حکم قتل ایران وخت مین کثرت غضب سے بے اختیار تھا کہ جیسا کہ اسپ
تیز رو عراقی سکندری بھی کھاجاتا ہی مگر یہ عادت اسکی نہین ہوتی ہی وزیر نے کہا کہ اس طرح کا
حکم نادر ہی اور النادر کالمعدوم مشہور ہی لیکن کسی تاریخ مین دیکھا نہین ہی کہ بادشاہ
کامگار اور رئیس صاحب اقتدار با شمشیر بران اور علم روان مسند حکومت پر بیٹھا
ہو اور غلام گنہگار روبرو کھڑا ہوکے کلام بے ادبی کے ایسے بے محابا کرے اور وہ
حلم عظیم اور عفو عمیم سے درگذر فرمائے بادشاہ نے کہا کہ جب گنہگار اور فرمانبردار
اپنے گناہ کا قایل ہو اور اعتراف کرے تو اس صورت مین مرد کریم کو قبول عذر
سے چارہ نہین ہوتا ہی العذر عند کرام الناس مقبول وزیر نے کہا کہ مین اپنے
گناہ کا معترف ہون اور بڑا گناہ یہ ہی کہ بادشاہ عالیجاہ کے حکم مین تاخیر کی
مین نے یعنی ایران دخت کے قتل مین تاخیر رکھی اور اپنے اس گناہ کے ہول سے کہ
قتل ایران وخت مین کیون تعجیل نہ کی مین نے اپنے کو زندہ درگور جانتا ہون
اب جو حکم بادشاہ کا ہو اسکا سزاوار ہون جب بادشاہ نے مژدہ ایران دخت
کی حیات کا سنا فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی اور شکر پروردگار ہزار جان سے
کرنے لگا اور سجدات شکر الٰہی غیر متناہی ادا کیے اور نعرۂ شادی سپہر برین سے
پرے پہونچایا اور کہا کہ مین اسمین سخت متحیر تھا کہ تیرا کلام سراسر قتل پر ایران
دخت کے دلالت کرتا تھا اور تیری فراست اور کیاست سے یقین کامل تھا
کہ تو ایسے کام مین مقرر توقف کرے گا تجھسے زیادہ میرا کوئی مزاجدان نہین ہی
کہ مین شدت غضب جان سوز مین یہ حکم دے بیٹھا والا ایران دخت تو میرے
لوازم اسباب زندگانی سے ہی وزیر نے کہا کہ تکرار حجت میری اِس واسطے تھی
کہ حقیقت مزاج بادشاہ کو واقعی دریافت کرون کہ حضرت اِس حکم سے

نادم ہین یا نہین اگر بادشاہ کے مزاج کو اسی طرح سے مصر پاتا تو قتل ایران دخت
مین اختیار رہا باقی تھا پھر کچھ تاخیر نہ کرتا جب کہ سمجھا مین کہ خاطر مبارک اسکی بقا پر مائل
ہوا اِس بے گناہ اپنا اظہار کیا مین نے بادشاہ نے کہا کہ رسائی تیرے فہم کی انتہا مرتبہ
آج مجھے تحقق ہوئی اور آج سے خوب سمجھا کہ تجھسے زیادہ دانا دل کسی بادشاہ کو
میسر نہوا ہوگا اِس خدمت بے پایان کا ثمرہ تجھے جلد ہونچے گا اب جا اور ایران دخت
سے میری طرف سے معذرت کرکے التماس کر کہ اب شکوہ اور غصہ دل سے کم کرکے
اور عذر میرا قبول کرکے تشریف لائے اور اپنے شربت وصال سے جان تازہ
مجھے بخشے اور یہ اشعار مؤلف کے میری طرف سے پڑھو **ابیات**

ایک خوش آتی نہین تیرے بغیر ہجر مین جز غم نہ کھایا ہمنے کچھ آتش غم سے ترے خورشید رو ہجر کی شب ہمکو نیند آتی نہین	لاکھ شکلین دلکو دکھلاتے ہین ہم یار کھانے کی قسم کھاتے ہین ہم شمع سان اتنو جلے جاتے ہین ہم زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم

بلار وزیر ایران دخت کے پاس آیا اور اشارت نجات اور بشارت حیات پہونچائی
ایران دخت بھر وا پائے وزیر بادشاہ کے پاس چلی آئی اور شرط بندگی و آداب بجا لائی اور
ہزار زبان سے بعد اظہار قصور منت داری اور شکر گذاری ادا کی بادشاہ نے کہا کہ یہ احسان
بلار کا ہو کہ وہ شرط دانشمندی بجا لایا اور اس حکم مین تامل کیا ورنہ مین اپنے آپ گلے پر چھری
پھیر چکا تھا وزیر نے کہا کہ حلم اور رافت خسروانہ اور فرط کرم شاہی پر مجھے وثوق تام تھا اُس
سبب سے یہ توقف ہوا تھا والا غلام کو حکم سولی مین کیا مجال تامل تھی بادشاہ نے کہا کہ ای بلار
دل قوی رکھ کہ تیرا ہاتھ میری مملکت مین کشادہ ہو اور تیرے حکم نے میرے حکم سے برابری پائی
جو کچھ کہیگا یا کریگا اُسمین اغماض راہ نہ پائیگا بلار نے کہا کہ پہلے احسان بادشاہ کے اتنے ہین
کہ اگر ہزار سال شکر اُنکا کرون تو ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہو سکے گا اور یہ اشعار مؤلف کے

ہیرے حسب حال ہین اشعار گر سو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ ؛ ہو شکر نہ تیرے گل احسان کے برابر ؛ گویا کی زبان ہی ترے اوصاف مین قاصر ؛ ہی گرچہ سخندانی مین حسان کے برابر ؛ لیکن غلام کی اتنی عرض ہی کہ ایسے کامون مین شہریار تعجیل نہ فرمایا کرین تا صفائی عاقبت کدورت ندامت سے سالم رہے بادشاہ نے کہا کہ اس نصیحت کو سمع قبول سے سنا مین نے اور آیندہ بغیر مشورے کے کسی امر مین جرائت نہ کرونگا اسکے بعد وزیر اور ایران دخت کو خلعت گران سے سرفراز کیا اور آپ کلبۂ مفارقت سے کلبۂ مواصلت مین تشریف لایا اور مجلس طرب کو آراستہ کیا ساقی زیبا رو ساغر زرین سے مے صاف دوستون کے کام و دہن مین ڈالتا تھا اور باغبان گلشن نشاط نہال سرور کو جویبار ہستی سے آب دیتا حکایت جبذا بادۂ نشاط انگیز ؛ کردہ بازار عیش و عشرت تیز ؛ مطرب خوش آہنگ و نواے رود و ساز سے مرغ دل کو اہتزاز مین لاتا تھا اور نغمات دل آویز عیش و شادمانی کی طرف ہر دم تاکید ترغیب کرتے تھے اور آہنگ عود و بلبل ہزار داستان کی طرح نغمہ سرائی کر رہے تھے اور نالہاے دلکش چنگ آئینہ سینہ سے زنگ غم کو دور کرتے تھے ابیات

مطرب مانند زہرہ خوش گو	ساقی مانند ماہ خوشس رو
وہ نغمہ کہ تن مین جان آئے	وہ مے کہ بدن مین جان آئے
نغمہ دم عیسوی کے مانند	مے آب حیات سے بھی وہ چند
وہ مے کہ بلا سے دل امان پائے	وہ بادہ بدن مین جس سے جان آئے

غرضکہ وہ تمام روز عیش و عشرت مین بسر کیا جبکہ دوسرا دن ہوا بادشاہ برآمد ہو کے تخت عدالت پر بیٹھا اور دربار عام کیا اُسوقت بلار وزیر نے اعمالنا اپنی طرف سے اور وکالتہ بادشاہ کے عزیزون اور متعلقون کی جانب سے براہمہ کی فتنہ انگیزی کی داد چاہی اور کہا کہ ان بیگناہون کی خونریزی کے واسطے تعبیر خواب کی جوان مفسدون نے تجویز کی تھی بادشاہ خداشناس پر واجب ہی کہ اسکا انصاف فرمائے بادشاہ نے حکم کیا کہ حکیم

حاشیہ: کلمہ ۱ کلبۂ مفارقت — باعث مواصلت ... نشاط سرور ... مطرب ... رود ... کالعبیر

کارندون کا باعزاز تمام لائین جبکہ حکیم حاضر ہوا حکم اس قضیہ کا حکیم کو کیا حکیم نے
حکم دیا کہ بعضون کو دار پر کھینچو اور باقیون کو ہاتھیون کے پانون کے تلے
پامال کرو اور کہا کہ سزا خائنون اور بد اندیشون کی یہی ہی **رباعی**

آسمان کی جو تعدی سے جہان گردش مین ہی	رات دن اسکے عوض مین آسمان گردش مین ہی
پھر خونریزی کیا کرتی ہی تلوارون کو تیز	انتقام اسکا ہی جو ہر دم فسان گردش مین ہی

جب کہ یہ حال براہمہ کا ہوا بادشاہ نے حکومت تمام مملکت کی وزیر کو سپرد کی اور
ایران دخت کے ساتھ عشرت مین بیٹھکے تمام عمر بسر کی اور اس بیت کو اکثر تکرار کرتا تھا
بیت شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان ۔ کہ در عالم کسے احوال فردا را نمیداند
یہ ہی داستان علم اور ثبات کی اور ترجیح اسکی سب اخلاق پر اور فائدہ اس بیان سے
سُننے والون کو یہ ہی کہ نصیحت علما اور حکما کو ہر حال مین اپنا دمساز کرین اور بناے کار
دُنیا و دین کو قانون حکمت اور قاعدہ کیاست پر رکھین اور تعجیل اور سبک وضعی سے منحرف
ہوکے وفاداری اور بردباری کی جانب میل کرین اور جسے کہ عنایت ربانی سے اختصاص ہی
ہر آئینہ تاج و تواضع سے سر اسکا سرفراز ہو کیونکہ تواضع اور حلم سے دشمن بھی دوست
بنجاتے ہین بلکہ دوست بمرتبہ اقربا سے زیادہ تر ہو جاتے ہین **قطعہ لمؤلفہ**

اگر ہو حلم سے تیرا سروکار	تو سب اغیار ہو جائین ترے یار
برائی تو کرے گا گر کسی سے	مقرر تجکو بھی پہنچے گا آزار

باب تیرھوان قول غدار اور خیانت شعار سے ملوک کے اجتناب کرنے مین

جبکہ دابشلیم نے یہ داستان حکیم بیدپا سے سُنی بہت ثنا کی اور کہا کہ میری عقل نے تیرے
فیض بیان سے روشنی پائی اور حل مشکل کی طاقت میری ادراک کو حاصل ہوئی اور سننے مین نے

صفت حلم اور بردباری کی اور دریافت کی مضرت خفت اور سبکساری کی اور معلوم کی
فضیلت ثبات اور وفاداری کی اور بہت سے نکات نافع اُسکے ضمن مین بسبب حکایات
اخلاق بادشاہونکے واضح ہوے اب بیان فرمایہ داستان کہ بادشاہ شخص خاین مین اور
معتمد کے ملازم رکھنے مین کیا کرے اور یہ بیان فرما کہ کیونکہ وہ قدر تعلیم اور پرورش کی خوب
جانتا ہو اور شکر نعمت کو کامل وجہ سے ادا کرتا ہو بیت لمؤلفہ حکیم کہن شکے بد آزما ⁂
ہوا اس طرح سے وہ دستان سرا ⁂ کہ ای بادشاہ جو تحفہ دولت کہ کارخانۂ نصر من اللہ و فتح قریب
سے ظہور پکڑے اور جو عطیہ سعادت کہ منصۂ وما النصر الا من عند اللہ پر جلوہ دکھائے جناب
سلطنت قباب کے واسطے مخصوص ہو جیو اور یہ اشعار مؤلف کے پڑھے نظم جب تک کہ دھوئے
شبنم گلزار ہر شجر ⁂ رخسار لالہ و گل و نسترین و ارغوان ⁂ گلزار جاہ دولت و حشمت ترا رہے ⁂
یارب برنگ گلشن فردوس بیخزان ⁂ اور قوی تر کرن اُسکا کہ جو بادشاہ نے فرمایا پہچاننا اہل ہنر
کا ہو اور بادشاہ کو چاہیے کہ نقد اپنے ملازمون کا بواقعی محک امتحان پر آزمایش کرے اور
عیار عقل سے نصیحت اور اخلاص ہر ایک کا بخوبی دریافت فرمائے اور حقیقت حال اُنکی
بواقعی معلوم کرے اُسکے بعد اعتماد اُنکی پرہیزگاری اور دینداری اور صلاحیت اور امانت
اور دیانت کے لائق کرتا رہے کیونکہ سرمایہ خدمت سلاطین راستی بغیر خداترسی اور
دیانت داری کے وجود نہین پکڑتی ہو اور سرمایہ سبب دانشمندی کا خوف اور خشیت
ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور جو ملازم بادشاہ کا کہ خداترس ہو پس وہ بادشاہ
کے اعتماد کے لائق ہوتا ہو اور رعیت کو بھی اُمیدواری ایسے شخص سے ہوتی ہو اسواسطے
حکیم سخندان سعدی علیہ الرحمۃ نے مضمون نظم کیا ہو نظم خداترس را بر رعیت گمار ⁂ کہ معمار
ملکست و پرہیزگار ⁂ وزیر از خدا بیاندیشناک ⁂ نہ از خوف سلطان و بیم ہلاک ⁂ اور
جو شخص دانستہ دروغگو ہی سانپ کے مانند ہو قول و فعل اُسکا مانند زہرناک ہی پس
ایسے کو محرم راز کرنا نہ چاہیے اور اسرار ملک و مال مین مجال مداخلت اُسے زنہار نہ دے

کہ ایسے شخص سے بہت خلل پیدا ہوتے ہین اور اثر اُسکے ضرر کا بہت دنون مین ظاہر ہوتا ہی بیت سعدی حکومت سپردن باو نارواست * کہ از دست او دستہا بر خداست *
رائے والتسلیم نے کہا کہ یہ تفصیل کی محتاج ہی کیونکہ مرد فرومایہ صفت نیک سے بظاہر آراستہ ہوتے ہین اور آخر کو حال اُسکا کھلتا ہی اور ایسا شخص رئیس کی ندامت کا باعث ہوتا ہی
بیت ناپاک اصل اگرچہ دراول وفا کند * آخر ازان بگردد و عزم جفا کند * برہمن نے کہا کہ تفصیل اُسکی یہ ہی کہ رئیس کے خدمتگذار کو تین صفتین لازم ہین پہلے امانت کہ مرد امین پسندیدہ خلایق ہوتا ہی اور محرمیت اسرار ایسے ہی شخص کو سزاوار ہی دوسرے راستی کہ صفت اُسکی سعدی علیہ الرحمۃ نے دو ہی مصرعون مین ادا کی ہی بیت
راستی موجب رضاے خداست * کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست * اور جناب سالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہی اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ اور دروغگوئی عیب عظیم ہی بادشاہون کو دروغگویون سے احتراز فرض ہو تیسرے اصل پاک اور ہمت عالی رکھتا ہو کہ مرد شریف راہ بیوفائی مین قدم نہین رکھتا ہی اور فرومایہ ادنے ہمت انعام اور احسان کی قدر نہین جانتا ہی اور بلکہ جدھر کو ہوا پھیر ہی دیکھیگا اُدھر ہی کو پھر جائیگا اور مطلق شرم نہ کریگا بیت در طریق دوستی ثابت قدم چون کوہ باش * چون صبا تاچند ہر دم بر سر کوے دگر * بادشاہ کو چاہیے کہ ملازمون کی نیک اخلاقی پر نگاہ رکھے اور اُنکی عقل کا حال دریافت کرتا رہے کہ خوبی اس گروہ کی دانش سے ہی لیکن امتیاز دانش کا اتنا خیال مین رکھے کہ عاقل دو طرح کے ہوتے ہین ایک وہ ہی کہ راے جسکی ہر حال مین اصلاح اور وفا کی طرف مائل ہی اور دوسرے وہ کہ استقلال ذہن سے وہ دور پہونچتا ہی مگر بیشتر نظر اُسکی فساد کیجانب رہتی ہی تو لازم ہی کہ اُس مفسد کو کبھی غافل نہ جانے کہ انجام مفسد کی راے کا کبھی بخیر نہین ہوتا ہی اُس سے اجتناب واجب ہی پس عاقل وہی ہی جو سلیم الطبع ہی پس اُس سے

اختیار کرے کہ انجام اُسکی راے کا بخیر ہوتا ہی پس جو کوئی کہ اس صفت سے موصوف ہو
بادشاہ اُسکی پرورش اور عزت افزائی مین اہتمام رکھے اور باہستگی اور بتدریج اُسے
مراتب تقرب کو پہونچائے تا حرمت اور ہیبت اُسکی سب کے دلون مین رفتہ رفتہ متمکن
ہوتی جائے حکمانے کہا ہی کہ رئیس چاکرون کی تربیت مین طبیب حاذق کے مانند ہو جبتک
کہ حال بیماری اور ملال اور کیفیت علت اور اُسکے اسباب اور علامات کو انکشاف
تمام اور استفسار سے دریافت نہین کرتا ہی اور تا کہ کلیات اور جزئیات عوارض اور
دلائل نبض و قارورہ پر وقوف کامل اور شعور شامل حاصل نہین کر لیتا ہی تب تک اسکے
معالجے مین شروع نہین کرتا ہی اسی طرح بادشاہ کو بھی چاہیے کہ چاکرون کا تعرف حال
از جزئی تا کلی جب تک حاصل نہ کرلے اور اندازہ کردار اور مقدار گفتار اور طریقہ ہنجار اور
سلیقہ کاروبار ہر ایک کا خوب پہچان نہ لے تب تک آغاز تربیت اور پرورش نہ کرے
اور بے سمجھے کسی پر اعتماد نہ کرے تا باعث حسرت اور ندامت نہو حاصل لباب یہ ہی کہ ملازم
رئیس کا ایسا امین اور کاردان ہو کہ ملک و مال اور رعیت و سپاہ بسبب اسکی صیانت کے
جمیع اضرار اور اشرار سے محفوظ رہین اور اگر مقرب رئیس کا بدنفس ہو اور اُسکی بات رئیس
کے نزدیک قبول ہی تو ممکن نہین ہی کہ بیگناہ معرض تلف اور ضیق مین نہ پڑین اور باعث
بدنامی اور خرابی عافیت رئیس کے واسطے نہو اور اُس کلمات کے مانند حکایت زرگر
اور سیاح کی بہت چسپان ہی راے وابشلیم نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا

حکایت زرگر و سیاح

حکایت برہمن
نے کہا کہ ملک حلب مین ایک بادشاہ نامدار تھا اکثر سلاطین اُسے خراج و باج دیتے تھے
اور بادشاہ کی ایک لڑکی تھی ماہ پیکر مہر طلعت زیبا و شکین مو کہ بوے مشکبار اسکی مشام عالم
کو معطر کرتی تھی بموجب بیت غضب چہون غضب کھڑا قیامت قد بالا تھا خدا نے
سر سے لے پانون تلک سانچے مین ڈھالا تھا بادشاہ اُس دُر بے بہا کو دیدہ اغیار
سے درج عصمت مین نہان رکھتا تھا اور مانند گوہر شاہوار صدف ستر و صلاح مین

پرورش دیتا تھا ایک دن اُس دختر کے واسطے زیور بنانا منظور ہوا اور ایک زرگر کاریگر کی احتیاج ہوئی اُسی شہر مین ایک زرگر فنون دستکاری مین یگانہ روزگار تھا بادشاہ نے اُسکی اُستادی کا شہرہ سُنکے بلایا اور طریق زیور سازی کا پوچھنے لگا زرگر آدمی ازبس ظریف اور شیرین بیان تھا بادشاہ کو کلام اُسکا خوش آیا فرمایا کہ ہمیشہ حاضر رہا کرے وہ حاضر رہتا تھا اور ہر روز سخنان عجیب اور ہنرہاے غریب سے بادشاہ کو اپنا کرتا تھا اور ساعت بساعت بادشاہ اُسکی عزت افزائی فرماتا جاتا تھا حتی کہ محرم حرم سلطنت ہوا اور شاہزادی نے کہ آفتاب اور ماہتاب بھی اُسکے اوپر سایہ افگن نہوے تھے اُسکو پس پردہ راہ دی اور اُس بادشاہ کا ایک وزیر ازبس فہیم اور صاحب رائے سلیم اور آبشار شمشیر جہان کشا اُسکی فتحنامہ ہفت اقلیم اور فکر عالم آرا اُسکی حافظ تخت دیہیم تھی جب کہ وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ عزت افزائی زرگر کی لیکن سرحد اعتدال سے تجاوز کرتا ہی اور مبالغہ اُسکے انعام و اکرام کا حد حساب سے گذر گیا محض خیر خواہی سے عرض کیا کہ سلاطین ماسبق نے اہل حرفہ کو مقام اہل مکنت مین جگہ نہین دی ہی غلام کے خیال مین یون آتا ہی کہ یہ شخص اصل کریم اور نسل پاک سے نہین ہی کیونکہ اسکی طبیعت ہمیشہ مردم آزاری اور جفا کاری پر مائل رہتی ہی اور یہ عادت مردم شریف کی نہین ہوتی ہی ایسے شخص سے رسم وفاداری اور آئین حق گذاری کی توقع نرکھنا چاہیے **بیت** ہر کہ از ناکس طمع دارد وفا ٭ از درخت بید میجوید ثمر ٭ اور اکثر مشاہدہ کیا ہی کہ جب شہریار اپنی عادت کے موافق کسی کو کچھ عطا فرماتے ہین یہ سفلہ بد اصل یہان تک ملال کرتا ہی کہ اپنے مٹ جانے پر راضی ہوتا ہی اور حکما کا اس پر اتفاق ہی کہ یہ علامت ارذال کی ہی کہ وہ انعام و اکرام دیکھنے کی تاب نہین رکھتے ہین کہ کوئی کسی کو کچھ دے یا کسی طرح کا کرم کرے اسکے مناسب حال یہ شعر مؤلف کا ہی **بیت** وہ بد نفس سفلہ ہی مردود حق ہی ٭ جو کوئی کسی کا

بُرا چاہتا ہی۔ بلکہ بادشاہ کی صحبت کے واسطے وہ لوگ سزاوار ہین کہ اصالت نسب
اور شرافت فضیلت اُن مین جمع ہوا ور مخالطت جاہل بدکردار کی لایق شان
بادشاہون کے نہین ہی کیونکہ صحبت ایسے شخصون کی بہت خلل پیدا کرتی ہی
اور جس مین کہ خبث ذات اور خیانت نیت موجود ہی وہ کبھی لحاظ امانت و دیانت
نہین کرنے کا پس ایسے شخص سے خیر کی توقع زنہار نہ چاہیئے **مثنوی** کسے کز امانت
ندارد نصیب۔ اگر بد کند نبود از وی غریب۔ خیانت ز ہر فعل بد بدتر ست۔
تمامی بدیہا درو مضمر ست۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ جوان صورت نیک رکھتا ہی اور
صورت نیک دلیل ہی سیرت خوب کی عرب کہتے ہین الظاہر عنوان الباطن یعنی ظاہر
خبر دینے والا حسن باطن کا ہی اور بزرگون نے کہا ہی کہ حسن عنوان یعنی آغاز نامی کا
لطافت مضمون کی خبر دیتا ہی **بیت** لمؤلفہ جانتے ہین حال دل عاقل قیافہ دیکھکر
خط کا مضمون جان لیتے ہین لفافہ دیکھکر۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ اور ایک نسخہ مین حسان الوجود بھی لکھا ہی
خلاصہ معنی حدیث شریف کا یہ ہی کہ طلب کرو اپنی احتیاج نیک صورت اور شگفتہ رو
شخصون سے نکتہ اسمین یہ ہی کہ حسن صورت نمونہ ہی لطافت معنی کا **بیت** آنکہ اخلاق
ظاہرش باخلق۔ نیک بینی گمان بد مبرش۔ وزیر نے عرض کیا کہ دبیرستان حکمت
مین نیک صورت کو نیک سیرت پر قیاس کرکے تعلیم نہین دیتے ہین اور حقیقت
نیکخوئی کی بجز اوصاف پسندیدہ ثابت نہین جانتے ہین کیونکہ بہت صورتین
زیبا اور دلکش دیکھی ہین کہ خالی معانی سے ہوتی ہین چنانچہ تاریخ مین لکھا ہی
کہ ایک حکیم نے جوان خوبصورت کو دیکھا اور دل حکیم کا اُسکی مصاحبت پر
مائل ہوا جب کہ امتحان کیا غیب کثیر کے سوا کوئی چیز اور ہنر نہ پایا حکیم نے
اُس سے دوری اور بیہنری اختیار کیا اور کہا کہ خانہ خوب تھا اگر اہل خانہ بھی

نیک ہوتا تو کیا خوب ہوتا یعنی صورت خوب ہی اگر سیرت بھی خوب ہوتی تو بہتر تھا
بیت ره یعنی بر کہ در صورت و دنی ماندہم ٭ از یکے خیز و شکرہ دان یاک زبہر
بوریاست ٭ چنانچہ بیشتر زن رقص پیشہ اور قحبہ بازاری کو دیکھا ہو کہ جتنا زیادہ
حسین ہوتی ہی زیادہ فسق و فجور مین مبتلا ہوتی ہی یہ کام صورت پر موقوف نہین
بلکہ حسان الوجوہ سے مراد یہ ہی کہ خوش خلق اور خندہ رو ہو بادشاہ نے کہا کہ
لطافت صورت اعتدال مزاج پر دلیل ہی اور صاحب مزاج معتدل مین قبول
قابلیت کی استعداد ہوتی ہی اور جو اُسنے بہ سبب مربّی نہونے کے تربیت نہ پائی تھی
تو کیا عجب ہی کہ بعضے اخلاق حمیدہ اُسکے راہ اعتدال سے منحرف ہوگئے ہون اب
جو ہم اُسکی تربیت پر متوجہ ہین یقین ہی کہ تھوڑے عرصے مین اکتساب و صداق ستودہ
کرکے مرتبہ کمال کو پہونچے کیونکہ آفتاب اپنے آخر صلاحیت سے سنگ خارا کو لعل آبدار
بناتا ہی اور تقویت صفائے آب و ہوا سے خون سیاہ مشک تاتار اور قطرۂ باران اثر موسم
سے گوہر یکتائے شاہوار ہوتا ہی رباعی ناسخ آئینہ بنا ہی تربیت سے پتھر ٭ آتش آب
خاک باد اصل بشر ٭ پارس جو مربی ہو تو آہن ہو زر ٭ دانے کی جو پرداخت ہو تو بنجائے
شجر ٭ وزیر نے عرض کیا کہ اے بادشاہ وہ شخص کہ جوہر اصلی رکھتا ہی اسکو تربیت کرنا
لائق ہی کیونکہ ہر سنگ جوہر نہین ہوتا ہی اور ہر خون مشک اذفر نہین بنتا ہی اگر ناکس
ہزار سال تربیت پائے تو توقع نیکی کی اُس سے نہ رکھنا چاہئے لئیم کو اگر سو بار
تغیر و تبدیل دیجائے اُسکا جوہر اصلی اپنے حال سے متغیر نہین ہونے کا اسی بابمین
ایک عزیز نے قطعہ لکھا ہی قطعہ ہر کہ ناکس ور اصل افتاد است ٭ بہ تقالیب ہر کس
نشود ٭ سنگ لگس را اگر گنج ہملوب ٭ قلب او غیر سنگ لگس نشود ٭ جب کہ یہ
بات متحقق ہو چکی تو چاہیے کہ کوئی ایسے ناپاک سے اختلاط نہ کرے تا درطۂ ذلت
مین گرفتار نہو جیسا کہ وہ ملک زادہ کفشگر کی صحبت سے سرحد زادی ہلاکت

کو پہونچا بادشاہ نے کہا کہ اس کا قصہ کیونکر ہی **حکایت** کہا کہ بلاد یارس مین
ایک بادشاہ تھا نیک سیرت عدل دوست کہ بنیاد جہانداری کی عاطفت اور
رعیت پروری پر رکھی تھی اور سریر سلطنت کو بساط عدل و داد پر متمکن کیا تھا
بیت کشادہ رحمت او دست عدل بر عالم * کشیدہ ہمت او پای ظلم در زنجیر *
اور اُسکی شان مین رعایا اور برایا اُس مملکت کی یہ اشعار گویا کے زبان پر
رکھتی تھی **ابیات** ترے کرم سے شہا ملک عیش و راحت مین * دل کشادہ و طبع شگفتہ
ارزان ہی * جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سرسبز * غضب مین برق ہی تو اور
کرم مین باران ہی * اسکو رب العالمین نے ایک فرزند دیا کہ آثار رشد اور نجابت
اُسکی پیشانی پر ہویدا اور امارت وجہان آرائی اسکی طلعت سے ہویدا تھی اور اُس
فرزند کے کتف پر ایک داغ سیاہ تھا کہ جسے ہندی مین لہسن کہتے ہین بادشاہ اس باغ
مین سیاہ داغ کے دیکھنے سے متغیر ہوا اور حکماء زمان سے خواص اس داغ کے پوچھے
اُنھون نے کہا کہ ہمنے کتب نجوم مین دیکھا ہی کہ جو کوئی ایسا نشان رکھتا ہی مخاطرے مین پڑتا
ہی مگر آخر کو کشور گیر اور مالک تاج و سریر ہوتا ہی بادشاہ اس مژدے سے خوشدل ہوا
اور اس فرزند کی پرورش مین مبالغہ تمام کرنے لگا اور بادشاہ کے ہمسایہ مین ایک کفشگر
رہتا تھا بے احتیاط و ناپاک بادشاہ نے بسبب رعایت ہمسایہ کے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا
تھا کہ بخوبی اُس سے اوقات بسر کرتا تھا شاہزادہ جب کہ چار برس کا ہوا اور طبیعت
لہو و لعب پر مصروف ہوئی اکثر حجرے مین کفشگر کے آکر کھیلا کرتا تھا وزیر اس
حال سے آگاہ ہوا اور اُسکے حجرے مین جانے سے شاہزادے کو منع کیا اور بادشاہ
سے عرض کیا کہ لڑکون کا نہال طبیعت نہایت نازکی رکھتا ہی جس طرف کو جھکائیے
اُسی طرف کو جھک جاتا ہی اور بعد عرصہ دراز کے پھر اسی دستور پر باقی رہتا
ہی صلاح یہ ہی کہ بادشاہ جہانگیر اور جہان پناہ شاہزادے کو کفشگر کی صحبت

حکایت ۵

مخاطرہ با بعض ... اندر ضمن ...

سے باز رکھے تا اُس کے اخلاق مذموم شاہزادے کی طبیعت مین سرایت نہ کرین اور
دون ہمتی اُسکی کوکب سلطنت کو حضیض مذلت مین نہ ڈالے اور بہت سے نقصان
اس مین متصور ہین کہ ایسی صحبت مین خبث نفس کے سوا اور کچھ پیدا نہین ہوتا ہی
بادشاہ نے کہا کہ وہ لڑکا کفشگر سے مانوس ہوگیا ہی ممکن ہی کہ اگر اُسکی صحبت سے
اُسے منع کرون تو ملول ہو اور اُسکا ملال خاطر میری اندوہ افزائی کا باعث ہی
اس لیے خیال مین آتا ہی کہ چندے تامل کرون جب کہ ہوشیار ہو جائیگا اُس وقت
تھوڑے سے منع کرنے سے مان جائیگا اور بسبب فہمید کے ملول نہین ہونے کا کہ اُسوقت
امتیاز نیک و بد کا حاصل ہوگا وزیر سمجھا کہ مزاج بادشاہ کا ازبس اُسکے حال
پر مصروف ہی کہنا میرا فائدہ نہ بخشیگا لہذا سکوت اختیار کیا اور بادشاہ نے
گفشگر کو بلا کے کہا کہ تو ہمارا ہمسایہ ہی اور میرا جگر گوشہ تجھسے مالوف ہی چاہیے
کہ تو ہر دم انیس اور رفیق اُسکا رہا کرے اور ہر بات سے محافظت کیا کر کفشگر نے
زمین ادب کی چوم کر کہا **بیت** گل باغ شہ ہو گل آفتاب ٭ خزان ہو نہ اس باغ
مین بار یاب ٭ اس بندہ کو اس منصب جلیل کی قابلیت کہان ہی اور استحقاق
خدمت عالی کا اپنے مین مشاہدہ نہین کرتا ہون لیکن شہریار نامدار کی نظر وہ
کیمیا اثر ہی کہ خاک کو زر صافی بنا دیتی ہی اور سنگ ناقص سے لعل آبدار پیدا
کرتی ہی **بیت لمولفہ** ہوا بھی اکسیر اگر تو پاؤن رکھے خار ہے ٭ خرمن گل ہو
اگر گذرے خس و خاشاک پر ٭ القصہ بعد قیل و قال بسیار خدمت ملکزادے کی قبول
کی اور اُسکے بعد بے دہشت شاہزادے کو اپنے گھر اُٹھا لاتا تھا اور کبھی اُسے لیکر
بارگاہ شاہی مین آتا تھا اور جس قدر شاہزادہ اس سے زیادہ مانوس ہوتا جاتا
تھا بادشاہ کفشگر سے زیادہ تر خوش ہوتا تھا اور کفشگر بھی طریقہ شاہزادے کی
خدمت کا اس طور پر ادا کرتا تھا کہ روز بروز خدمت مین بادشاہ کے قریب

ہوتا جاتا تھا آخر کار مشار الیہ اُس سرکار کا ہوا اور دن بھر شاہزادے کو سیر باغ و بوستان دکھاتا اور شب کو تماشاے رقص و سرود مین مشغول رکھتا تھا اور گاہ تمام شب باغ مین بسر کرتا تھا حتیٰ کہ ہر کام شاہزادہ عالی مقام کا بجز اُس پر اُس بدانجام کے منحصر ہوا اتفاقاً بادشاہ کو سفر ضروری درپیش آیا کفشگر کو بلا کے مجدداً شاہزادے کو اُسکے سپرد کیا اور بانواع تاکیدات کرکے امیدوار انعامات فراوان کا فرمایا کفشگر نے بجان و دل فرمان شاہ قبول کیا اور کہا کہ اے شہنشاہ خاطر جمع رکھ میری جان شاہزادے پر نثار کو خلق ہوئی ہے جب تک یہ باقی رہیگی شاہزادے کی مددگار رہیگی آخر بادشاہ روانہ ہوا اور کفشگر شاہزادے کی خدمتگزاری مین مصروف تھا نواحی شہر مین ایک باغ بادشاہی کہ نمونہ خلد برین تھا شاہزادہ بیشتر اس باغ مین سیر کو جاتا تھا بادشاہ کے جانے کے بعد ایک دن شاہزادے نے کہا کہ آج باغ کو چل کفشگر مع چند غلام اور پرستار کہ ہمیشہ خدمت شاہزادے کے لیے معین تھے روانہ اس باغ کو ہوا اور شاہزادہ بھی تاج مرصع برسر اور جامہ مکلّل دربر پہنے ہوے باغ مین آیا کفشگر نے دیکھا کہ آج شاہزادہ تاج مکلل بجواہر برسر اور جامہ مرصع دربر رکھتا ہے کہ خراج ہفت اقلیم اُسکی قیمت مین ارزان ہین اس لیے اُسکی سرشت لئیم نے خیانت کی تحریص کی اور دل مین کہا کہ یہ تاج اور جامہ مایہ ہے سو تجار مالدار کا بلکہ راس المال ہزار دریا اور کانون کا ہے اور درینولا بادشاہ بھی دور ہے اور وہان اُسکی میری طرف سے مطمئن ہے صلاح یہ ہے کہ اس لڑکے کو کسی شہر دور دست مین لیجاؤن اور مع اسباب فروخت کرکے تمام عمر اپنی آسایش بسر کردن بیت لمولفہ مطلب اپنا ہاتھ آتا ہے نہ چھوڑا چاہیئے ؛ آج موقع ہے کہ سارے عہد توڑا چاہیئے ؛ آخر اُس بدکردار غدار نے آتش فتنہ برانگیختہ کی اور آبرو امانت اور دیانت کی خاک مین ملائی یعنے اپنے غلام رازدار

۱۷ مجدداً نعم میم و فتح جیم و تشدید دال مفتوح نو کردہ شدہ و از سر نو
۱۸ برستار بفتح فا و بعضی پرستنده
۱۹ مکلل بالضم و فتح لام اول و تشدید دوم مرصع بجواہر
۲۰ لئیم فرومایہ
۲۱ راس المال سرمایہ
۲۲ دور دست
۲۳ برانگیخت

۴

سے مشورہ کرکے شاہزادے کو مع جمیع خدام داروے بیہوشی پلائی جب کہ سب
بیہوش ہوگئے شاہزادے کو صندوق مین بند کرکے پشت پر اونٹ کے باندھا
اور آپ بھی ایک سمند باد پیما پر سوار ہوکے اور اُس غلام کو بھی ایک گھوڑے
تیز رو پر سوار کرکے اور دو گھوڑے اور ایک اونٹ کوتل ہمراہ لیکے روانہ ہوا صبح کے
ہوتے ہی منزل دور دراز طی کر گیا راہ مین تھوڑا سا وقفہ کرکے پھر سوار ہوکے یلغار روانہ
ہوا حتی کہ اس بادشاہ کی حد عمل سے گذر کے اور بادشاہ کے شہر مین جا پہونچا اب ذکر
حال سُنا چاہیے کہ خادم جو ہمراہ شاہزادے کے تھے دو پہر دن کے بعد جب داروغہ
باغ نے بیہوش دیکھے روغن بادام سرکہ کہنہ مین حل کرکے اُنکی دماغ مین پھونکا
جب کہ سب ہوش مین آئے اور ڈھونڈھا تو شاہزادے اور کفشگر کا نشان نہ پایا
آخر شہر مین آکے ملکہ کو خبر دی کہ آپکے فرزند کو کفشگر لے بھاگا ملکہ گریان اور خاک
بر سر باغ مین آئی اور بیٹا بیٹا باغ کا ڈھونڈھا سراغ نہ پایا آہ دردناک کھینچی اور
ہر طرف لوگ دوڑائے وہ کب ملتا تھا تمام شب گریہ وزاری مین بسر کی صبح
ہوتے ہی فرمان پروردگار پہونچا ارجعی اے رنگ یعنی شمع حیات اُسکی تند باد
کل من علیہا فان سے فانی ہوگئی آخر اس حادثہ کی خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ
پھر کے دارالامارہ کو آیا اور فراق زن و فرزند مین جزع و فزع کرنے لگا آخر بجز
صبر چارہ نہ تھا شکیبائی اختیار کی بیت للمؤلفہ مر گیا جب دوست پھر تدبیر کا
یارا نہین ٭ آدمی کو غیر استرجاع کچھ چارہ نہین ٭ کفشگر شاہزادہ کو ملک شام مین
لے گیا اور بردہ کیا شاہزادے کو مع جواہر ایک سوداگر کے ہاتھ بیچا دو سال سوداگر
کی صحبت مین شاہزادے نے نشو و نما پائی اسطرح کا حسن و جمال نکلا کہ یوسف ثانی
کہنا اسی کی ذات کو زیبا تھا جو وقت کہ وہ سرو ناز پرورگھر سے باہر آتا تھا ایک عالم
جان نثاری پر مستعد ہوتا تھا اور ہر کوئی اُس سہی قامت کی درازی عمر کے واسطے

دست دعا اُٹھاتا تھا **بیت** بہر طرف کہ گذشتی برائے دیدہ بد ٭ ہزار دست دعا ازتہین برون آمدے ٭ بازارگان کہ ایک مرد جہاندیدہ تھا اپنے دل مین کہتا تھا کہ اس غلام کا رہنا میرے پاس مصلحت نہین ہی کیونکہ اگر مخفی رکھون تو وجود اور عدم اسکا برابر ہی اور اگر گھر سے باہر لاتا ہون تو آتش فتنہ مشتعل ہوتی ہی اور کوئی طاقت اس کے دیکھنے کی نہین رکھتا ہی بہتر یہ ہی کہ اس تحفہ کو بادشاہ پاس لیجاؤن کہ وہ کریم النفس ہی یقین ہی کہ وہ چند اسکی قیمت سے مجھے انعام دیوے پس سوداگر اُسے پارس مین لایا اور بسبیل تحفہ بادشاہ کو گذرانا دس برس ہوئے تھے کہ وہ بادشاہ سے جدا ہوا تھا اور اب چودہ برس کو پہونچکر مانند ماہ تمام اپنی منزل کو آیا **بیت** مہ چاردہ سالہ ہی مرا راحت جان ٭ مثل ہالہ مہ چاردہ ہی جس پہ قربان ٭ بادشاہ فرزند کے حال سے غافل تھا بطور ہدیہ کے اس غلام کو قبول کرکے حلقہ غلامان خاص مین داخل کیا روز بروز پرورش اُسکی زیادہ کرتا تھا گو تمام غلامون مین اس نے امتیاز پایا اور وہ جوہری کہ خزانہ بادشاہی اسکے سپرد تھا اس سے شاہزادے کو اُنس پیدا ہوا ہمیشہ اُسپر عنایت کرتا تھا اور جو تحفہ کہ بادشاہ اُسے دیتا تھا وہ جوہری کو شریک حصہ کرتا تھا اور جوہری بھی علی ہذا القیاس اسی طرح پیش آتا تھا جب کہ جوہری کو یقین ہوا کہ یہ میرا فریفتہ ہو چکا ہی پس اس کے گوہر لئیم نے طمع خام کا خیال کیا اور دل مین کہا کہ غلام کو فریب دون تا انگشتری بادشاہ کی مجھے لادے کہ اُس مہر سے کاغذ درست کرکے خزانہ بادشاہ کا ویران کرون اور ذخیرہ وافر اور مال نفیس اپنے گھر لے جاؤن اسکے بعد غلام سے کہا کہ اے نازنین ہمیشہ تو اس کمینہ کے حق مین الطاف فرماتا ہی اس لیے مین بھی چاہتا ہون کہ ایک خدمت پسندیدہ تیری ایسی کرون کہ عوض تیرے احسانون کا ادا ہو جائے سو وہ یہ ہی کہ بادشاہ کی انگوٹھی پر ایک نقش ہی کہ جو کوئی اُس نقش کو اپنے

نگین انگشتری پر کھدوائے وہ بادشاہ ہوجائے گویا وہ مہر سلیمان ہی کہ نقش اُسکی خاتم کا جو کوئی اپنے پاس رکھے گا عالم اُسکا مطیع اور فرمانبردار ہوجائیگا اگر تو متحمل اس محنت کا ہو کہ بادشاہ جس وقت خواب غفلت مین مستغرق ہو انگوٹھی کو اُسکی اُنگلی سے نکال کے میرے پاس لے آ تو اس نقش کو ایک نگینے پر کندہ کرا کے تیری انگشتری پر رکھون پر شرط یہ ہی کہ وزارت اپنی مجھے عنایت فرمانا **بیت**

شاہزادے خوان پائے تو مجھے کوئی نوالہ دینا ❊ باغ ہاتھ آئے تو کوئی گل لالہ دینا ❊ شاہزادہ بیچارہ ناتجربہ کار اُس مکار کے فریب مین آگیا شب کو جب بادشاہ سو گیا اُس نے دست جرات بڑھا کے آہستہ انگشت بادشاہ سے انگشتری کھینچی بادشاہ بیدار ہوا اور غلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ جرأت تو نے کیون کی اور اس انگوٹھی سے تجھے کیا کام تھا شاہزادے نے جوہری کا نام نہ لیا اور تقریر مین عاجز ہوا بادشاہ نے غضب مین آکے سیاف کو اُسکے قتل کا حکم دیا جلاد نے دستور کے موافق جامہ اُسکے بدن سے دور کیا بادشاہ نے خال سیاہ غلام کے شانے پر دیکھا بس دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا جلاد اس سلیحے کو دیکھکے متحیر ہوا اور قتل مین تامل کیا جب کہ بادشاہ ہوش مین آیا اور بلحاظ اول خط و خال فرزند کے دیکھے اور یہ نشان کہ جیسے خواص حکما نے بیان کیے تھے اُسنے مشاہدہ کر کے پہچانا کہ یہ میرا وہی فرزند گم گشتہ ہی اسکے بعد سر و چشم چومنے لگا اور کہا کہ اے فرزند صحبت کفشگر مکار سے فراق تیرا حاصل ہوا مجھے اس وقت شاہزادے نے اپنا حال گذشتہ اور یہ حال تازہ کہ جوہری نے مجھے اس بے ادبی پر تحریص دی تھی ڈالا مین ایسی بے ادبی کیون کرتا ہو بہو بیان کیا بس بادشاہ نے جوہری کو سزاے معقول دی اور بیٹے کو نصیحت کی کہ آیندہ ناکسون کی مصاحبت سے پرہیز کرنا کہ مانند ان صورتون کے پھر کسی حادثے

مین گرفتار نہو فائدہ اس مثل کا یہ ہی کہ خاطر اشرف بادشاہ پر ظاہر ہو کہ بد اصلون
کی صحبت شاہ کو بندہ اور بندے کو سرافگندہ کرتی ہی اور یہ زرگر بھی اُنھین
لوگون مین سے ہی محافظت اور احتراز اس سے ضرور چاہیئے۔ اور حال یہ ہی کہ
حضرت اُسکی پرورش مین سر حد افراط سے درگذرے ہین مصلحت یہ ہی کہ اسکے
تقرب مین جانب اعتدال ملحوظ رہے کہ تا خلل کلی پیدا نہو کہ اسکا تدارک حد
امکان سے باہر ہو جائے بادشاہ نے وزیر کی بات پر کچھ التفات نہ کیا اور کہا کہ
سلاطین با تمکین بغیر تلقین خرد کسی کام مین شروع نہین کرتے ہین اور بے مدد الہام
غیب کسی راہ خیر مین قدم نہین رکھتے ہین حق مین انسان کے شرف ذات اور
کمال صفات مین نسبت عالی اور خاندان قدیم کو کچھ داخل نہین ہی بزرگ اور
اکرام انسان کا فضل اور ادب پر ہی نہ اصل و نسب پر کیا نہین سُنا ہی تو نے کہ اللہ تعالے
فرماتا ہی۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم خلاصہ یہ ہی کہ اکرم تمھارا کون ہی جو نزدیک اللہ
کے متقی ہو تم مین سے **نظم** از ہنر خویش کشا سینہ را ٭ مایہ مکن نسبت دیرینہ را ٭
آب گہر ہاے کہن را مجوے ٭ ور چو کہن گشت بود زرد روے ٭ اور شریف اور بزرگوار
شخص وہ ہی کہ بادشاہ وقت اُسے برگزیدہ کرے ایک بادشاہ عالی قدر نے کہا ہی
کہ جسکو ہم اُٹھاتے ہین سر اُسکا فرق فرقدان سے گذر جاتا ہی اور جسکو ہم گراتے ہین
کوکب اسکے بخت کا حضیض نکبت مین گر پڑتا ہی نسیم ہمارے لطف کی اگر شورہ زار
مین بھی وزان ہو تو وہ رشک گلستان ارم ہو جائے اور اگر برق قہرمان ہماری
آتش فشان ہو تو خرمن مملکت ایکدم مین جل جائے رباعی آتش خشم سے شہ کرتے
ہین جسکو مردود ٭ روسیہ ہوتا ہی برباد وہین صورت دود ٭ شہ اگر خار کو مقبول کرے
تو دم مین ٭ رشک گلزار بنے صورت نار نمرود ٭ اور ہمنے اس جوان کو اُٹھایا
ہی اور اس کا سر حرمت دروازہ رفعت کو پہونچایا ہی یقین ہمارا

ترجمہ تحقیق بزرگ تمھارا خدا کے نزدیک وہ ہی جو متقی زیادہ ہی تم مین سے

ترجمہ ہی قول مامون عباسی کا

به هو که کبھی یه خط خطا کی طرف نه کھینچے وزیر نے دیکھا که بادشاه کو اُسکی طرف رغبت
تام هی خاموش هو رها اور کبھی پھر اُسکا مذکور نه کیا جبکه چند روز گذرے اور زرگر نے
اپنے دست اختیار کو دراز پایا جادۂ اعتدال سے پانوٗن باهر رکھا یعنی اُمید و بیم اور
وعده وعید سے خلق کے مال مین تصرف شروع کیا ایک دن شاهزادی کے زیور
کے واسطے احتیاج هوئی جواهر کی جس طرح کا جواهر مطلوب تھا خزانه بادشاهی مین
نه پایا اور نه جوهری بازار مین هاتھ آیا زرگر کو کسی اُسکے دشمن نے خبر دی که فلانے
جوهری کی دختر کے پاس ایسے جواهرات بهت هین زرگر نے آدمی بھیجے جوهری بچی نے
انکار کیا که هرگز ایسے جواهر میرے پاس نهین هین هرچند اُسنے عذر کیا زرگر نے نه مانا
القصه زرگر نے دختر شاه سے کها که مین نے سُنا هی که اُس سوداگر بچی کے پاس ایسا
درشهوار هی که جوهری فلک نے ایسا دانه آنکھ سے نهین دیکھا هوا اور حسب که وا یه
دریا نے در یتیم کو مهد صدف مین پرورش کیا هی غواص نظر نے نظیر اس دانه گوهر کا کبھی
مشاهده نهین کیا هی **بیت** نه زهره مین هی یه درخشندگی ؛ نه هی چاند مین ایسی رخشندگی
اور وه یاقوت خوش آب اُسکے پاس هین که شکم کان مین ربوبیت خورشید سے بصد
خون جگر اُن کی پرورش هوئی هی اور چند پارۂ زمرد هین که اس طرح کا رنگ اور سنگ
اور ڈھنگ رکھتے هین که دیکھنے والون کی آنکھ اُنکی چمک اور دمک سے نظر خیرگی کرتی هی
اور مردم دیده کی اُنکے مشاهده سے روشنی بڑھتی هی **بیت** ز نور بصر فزود معلوم شد ؛
گر سبزه شود روشنی چشم فزون ؛ اور چند دانے لعل کے هین که گلنار فارسی کی طرح نظر مین
مبصرون کے آگے آتش افروزی کرتے هین اور چند فیروزے صاف اور خوش رنگ هین
که مینائے سپهر اُن کی لطافت اور صفائی رنگ سے رشک کرتا هی **بیت** یاقوت
برنگ لعل خندان ؛ فیروزے هین مثل خط جانان ؛ یه ترغیب دیکے کها
که ملکه کسی کو حکم دے که وه اُس جوهری بچی کو ساتھ اس سب جواهر کے حاضر کرے

بیر

اگر بقیمت مناسب بیچے تو بہتر ہی والا بہ تکلف اور تشدد اُس سے لیے جائین ملکہ نے
جوہری بچی کو بلایا اور کہا اُسنے سوگند کھائی کہ اس طرح کے جواہرات خواب مین بھی
دیکھے نہین ہین اور جو کچھ کہ میرے پاس ہین سو سب حاضر ہین یہ کہا اور سب دلنے
کہ جو اسکے پاس تھے روبرو رکھدیے زرگر نے وہ پسند نہ کیے اور ملکہ کو کہا کہ یہ بدسرشت
جب تک سزا نہ پائیگی نہ بتائیگی شہزادی کہ جام جہالت سے مست اور بیہوش تھی
اور دوسرے فریب اس دیو سیرت کا شامل ہوا اور تیسرے نخوت سلطنت اور
شیطان نے مددگاری کی اس عاجز کو بیگناہ شکنجہ عذاب سخت مین کھینچا وہ ضعیفہ
اس عذاب الیم کی کب متحمل ہوسکتی تھی بس اُدھر آہ کھینچی اور ادھر
جان بحق تسلیم کی جب کہ یہ حال گذرا وزیر نے بادشاہ کو آگاہ کیا بادشاہ
عادل کا مزاج کب تحمل ایسے ستم کا رکھتا تھا غیرت عدل سے آفتاب اُسکی آنکھون مین
سیاہ ہوگیا اور اُسکے وارثون کو بلوا کے نہایت دلجوئی کی اور یہان تک انعام دیا
اور بمدارا و الطاف پیش آیا کہ اندوہ اُنکا برطرف ہوگیا اور اُس لئیم بدکردار کی
مصاحبت سے شاہزادی پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئی اور عتاب قہر سلطانی مین گرفتار
ہوئی اور زرگر کو بھی سزا کے واسطے طلب کیا وہ شیطان سیرت پہلے ہی سے روپوش
ہوگیا تھا اور شاہزادی کی مان نے بیٹی کو شہر سے باہر ایک باغ مین بھیجدیا باین خیال
کہ جب قہر سلطانی کم ہوگا تو بلا لونگی زرگر اسی شہر مین چندے مخفی رہا جب سُنا
کہ ملکہ جار باغ مین فروکش ہی زرگر چھپکر شاہزادی کے پاس آیا شہزادی نے
زرگر کو دیکھکر کہا کہ ای بدبخت شوم خوبوم دیدار پھر آیا اب کیا اور کوئی فتنہ خوابیدہ
کو بیدار کریگا دور اور دفع ہو کہ بار دیگر یہان آنا تیرا وبال جان ہوجائیگا
زرگر مایوس ہوکر پھر گیا اور سرِ صحرا پھرتا تھا کہ اتفاقاً ایک بیشے مین رات
ہوگئی شکاریون نے درندون کی گرفتاری کے واسطے اُس جنگل مین گڑھا کھودا

تھا اور ایک بندر اور ایک سانپ اور ایک ببر یہ سب پہلے سے اُسمین گر چکے تھے یہ
زرگر بھی کہ ہمیشہ اور کی راہ مین کنوان کھودا کرتا تھا قضا را اسی کنوئین مین گرا
بیت لمولفہ ظلم کرتا ہی زمانِ جاہ مین * چاہ کُھدواتا ہی اپنی راہ مین *
وہ جماعت کہ گڈھے مین ایک جا تھی اپنے اپنے رنج سے اور کی ایذا پر متوجہ نہوئی
تھی چند روز اسی طرح گذرے تھے کہ ایک سیاح رحم دل شہر سے بارادہ سفر نکلا
اتفاقاً اُسی گڑھے پر آیا حال ان کا دیکھ کر پریشان خاطر ہوا اور دل مین کہ یہ
شخص بھی آدم مین ہی اور اس بلا مین پڑا ہی قریب ہی کہ ہلاک ہو جائے مروت سے
دور ہی کہ اِسے ورطۂ ہلاکت مین چھوڑ دون جس طرح ہو سکے اسے نکالون اور ثواب
اسکا اُس دن کے واسطے کہ لاینفع مال ولا بنون ہی ذخیرہ کرون آخر اُسنے رسی
اُس گڑھے مین لٹکائی پہلے اُس رسی مین بندر جھپٹ گیا اُسنے باہر کو کھینچ لیا دوسری
بار رسی ڈالی سانپ لپٹ گیا اُسے بھی باہر کھینچا تیسری بار ببر نے پنجہ رسی مین ڈالا
وہ بھی باہر آیا جبکہ یہ تینون باہر نکلے سیاح کو دعا دی اور کہا کہ تو نے احسان عظیم
ہم پر کیا اس وقت ہم کوئی عوض اسکا نہین کر سکتے ہین بوزینہ نے کہا کہ برادر یہ پہاڑ
کہ شہر کے متصل ہی اسمین میرا مسکن ہی اگر وہان تک قدم رنجہ فرمائیے تو جو کچھ کہ
طریق بندگی میرے وسعت اختیار مین ہی سو بجا لاؤن ببر نے کہا مین اسی بیشہ
مین رہتا ہون اگر مجھے سرافراز کرے تو غلامون کے مانند تیری بندگی کرون
سانپ نے کہا کہ مین فلان مقام پر شہر مین مسکن رکھتا ہون اگر اُس جگہ تشریف فرما
ہو تو جو کچھ ہو سکے خدمت بجا لاؤن اور کہا کہ ایک پند اور کرتا ہون کہ سننا اور
عمل کرنا اُس کا فرض ہی وہ یہ ہی کہ اُس شخص کو کہ کنوئین مین ہی اُس سے نہ نکال
کہ آدمی بد عہد ہوتے ہین اکثر اور پاداش نیکی کی بدی کرتے ہین اُن کے جال پر
فریفتہ ہونا نہ چاہیئے اور اُن کے قبح باطن اور ناپاکی طینت سے اجتناب واجب ہے

بیت بگذر از صورت و سیرت بصفا دار ازانکہ ؛ آدمی شکل بود گو تبر از دو باشد ؛ اکثر اہل روزگار آرایش صورت پر مالوف ہین اور صلاح معنی سے غافل **مصرع** دیدہ ور ایوسف اند و دل راگرگ ؛ علی الخصوص یہ شخص کہ چند روز ہمارے ساتھ رہا ہو اسکی خصلت و خو کو مین نے خوب پہچانا ہو اور اسکے بشرے سے علامت بیمروتی اور بیوفائی کی پائی جاتی ہو **بیت** وفا مجوے ز خوبان کہ ہیچکس نشنید ؛ بہیچ دور ز گلزار دہر بوے وفا ؛ اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو ایک دن اسی کے ہاتھ پشیمانی کھینچیگا سیاح نے سانپ کے کہنے پر عمل نہ کیا اور رسی کو ڈال کے زرگر کو نکال لیا زرگر نے بعد شکرگذاری کے شمہ حال بادشاہ کی بے التفاتی کا اور اپنی خواری اور ذلت کا بیان کیا اور یہ التماس کیا اگر کبھی مجھے سرفراز کیجیے تو جو کچھ کہ خدمتگذاری ہوسکے تو وہ میری سعادت ہو سیاح نے کہا کہ مین نے مدت سے ترک تعلق کیا ہو اب چند روز سیاحی کرونگا اور تماشا عالم کا دیکھونگا لیکن اگر موت نے امان دی اور زندہ آیا البتہ تا مقدور ارادہ ملاقات کا کرونگا یہ کہکر سب کو وداع کر کے روانہ ہوا اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ کو گیا اور زرگر شہر مین آ کے ایک گوشے مین چھپکر بیٹھا اور بادشاہ وزیر کی نصیحت نہ سننے سے منفعل تھا اور بیٹی کی طرف التفات نہ کرتا تھا اور کسی کی سفارش اُسکے حق مین نہ سُنتا تھا اس قصہ مین ایک سال گذرا سیاح نے اکثر بلاد و ولایت کا تماشا دیکھا اور چند صد دینار سرخ بھی ہاتھ آئے آخرکار ارادہ وطن کا کیا اور خیال کیا ہر چند سفر مجھے وسیلۂ الظفر ہوا ہو کہ فلاح ساعت بساعت پیش آئی ہو اور سعادت دارین منہ دکھائی ہو یعنے مال و زر بھی ہاتھ آیا اور کار ثواب بھی حاصل ہوے لیکن وطن کی ہوا نہایت ساز گار اور چشمۂ وطن خوشگوار ہو آخر طرف وطن کے روانہ ہوا ایک دن نزدیک اُس کوہ کے جس مین بندر کا مسکن تھا شام ہو گئی اُسی جگہ پڑ رہا کہ دو و دزد خونریز فتنہ انگیز مریخ خنجر گزار جن کے تیر سینہ شگاف سے حذر کرتا تھا اور سپہدار فلک

ودہ بالفغ بر دو دال لعل زرندہ اس نفع کو منحصر یا ہمین کہ صورت پر خیال نکرنا چاہئے اور خصلت اچھی اختیار کرنا

چاہیے کیونکہ بہتوں بری خو ہو ہین درندہ سے بدتر ہوتے انسانی نہین فقط صورت انسانی رکھتا

۱۹ ۱۰ ۱۸

ان کی تیغ کے ہول سے سپر ماہ اپنے منھ پر رکھتا تھا بالین سیاح پر آئے اور نقد وجنس
جو کہ اُسکے پاس تھا سب لے لیا اور ہاتھ اُس بیچارے کے کمند سے باندھکر ایک
خطرناک ٹیلے کے اوپر کہ شاہراہ سے بہت دور تھا چھوڑ دیا سیاح دل سے کہتا تھا کہ ابھی
زبان چلتی ہو شکر کیون نہین کرتا ہو غرضکہ تمام شب ہاتھ پانون بندھے اور زبان
شکر کھلی تھی جب صبح ہوئی اور طاقت درد کے تحمل کی نہ رہی فریاد آغاز کی **بیت**
می رسد گر کند ولم فریاد ٭ لیک فریادرس نمی بینم ٭ اشک حسرت آنکھون سے
جاری تھے اور سوز سینہ سے فریاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ افسوس کوئی اس مہلکہ
مین میرے حال سے خبردار نہوا اور عبث بیابان مرگ ہوا **بیت** کس سے اظہار
کرون حال پریشان اپنا ٭ کوئی دلسوز نہین جز دل نالان اپنا ٭ صبح کو بندر بھی
تلاش معاش مین اپنے مسکن سے باہر آیا تھا اور اُس ٹیلے کے حوالی مین پھرتا تھا
ناگاہ آواز دردناک کان مین آئی اور اُس آواز سے بوے آشنا آتی تھی اس آواز
پر ٹیلے کے قریب آیا جبکہ سیاح کے سر پر پہونچا اور پہچانا اور اپنے محسن کو بستہ بند بلا
دیکھا سیلاب خون آنکھون سے جاری کیے اور کہا کہ اے دوست اس جگہ کیون
پڑا ہو تو اور حال تیرا کیا ہو سیاح نے کہا اے یار مہربان اس محنت آباد دنیا مین کوئی
راحت بے جراحت حاصل نہین ہوتی ہو اور خزانہ روزگار غدار مین کوئی گنج لطافت
بے زخم اژدہاے رنج و آفت ہاتھ نہین آتا ہو **بیت لمولفہ** فائدہ بھی یہان
تو نقصان ہو ٭ سنگ کھاتے ہین باروار درخت ٭ اور جو کوئی اس نکتہ سے آگاہ
ہوا اُسکو نہ کاوش خار آزار گیتی سے مانند ابر خزان کے اشک گرانا مناسب ہی
اور نہ جلوۂ گلنار تازہ پر موسم بہار کے مانند طرح طرب کی ڈالنا لایق ہی
کیونکہ نہ اُس غم کو ثبات اور نہ اِس شادی کو قرار ہی **ابیات** گویا
ہو یہ تقریر عارفان الست ٭ نہ غم نیست ہو نہ شادی ہست ٭ آسمان جس کو سیر کرتا ہی

ہیضے سے وہ غریب مرتا ہی جیسے پانی سے سیرا بنے کیا ہو گیا آخر اُسکو استسقا جس سے اس کج اوانے نیکی کی ساتھ مین اُسکے اک بدی بھی کی اسکے بعد قصہ چورون کا اور مال لیجانے کا اور اپنے باندھکے ڈال جانے کا بہ تفصیل بیان کیا بندر نے کہا تو دل خوش رکھ بیت در نومیدی بسے امید است پایان شب سیہ سپید است اور مین بقدر لیاقت تدارک اُسکا کرتا ہون اور مقدم یہ ہی کہ تیری رہائی ہو اُسکے بعد سیاح کے دست و پا کے بند کاٹے اور اُس جگہ کہ اپنا گھر خس و خاشاک سے بنایا تھا لے گیا اور جو میوہ تر و خشک کہ موجود تھا حاضر کر کے التماس کیا کہ آج کے دن اس مکان سے پانؤن باہر نہ رکھنا اور فراغ خاطر سے بستر آسایش پر آرام کرنا اور مین ایک کام کے واسطے جاتا ہون یہ کہا اور روانہ ہوا چورون کے نشان پا پر جاتا تھا چور کہ تمام اسباب دزدی لے کر ساری رات چلے تھے صبح کو کوفتہ ہو کر ایک چشمے پر سو رہے اور اسباب کھول کر رکھدیا تھا اور با دل امین اور خاطر مطمئن آرام کیا تھا چاشت کے وقت بندر بھی جا پہونچا اور اُنکو غافل پاکر فرصت غنیمت جانی اور پشتارہ کو پھاڑ کر اسباب نکالا پہلے خریطۂ زر کا اُٹھا کے ایک گوشے مین گڑھا کھود کے دفن کر دیا اور دوسری بار باقی اسباب لے جاکر دوسری جانب مین دفن کیا یہان تک کہ اسباب چورون کا بھی باقی نہ رہا اور آپ درخت پر جا بیٹھا اور منتظر اُن کی بیداری کا ہوا آخر جب چور بیدار ہوے اور زر و اسباب مین سے کوئی چیز نہ دیکھی تو سراسیمہ ہو کے ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے ایک اُن مین سے کہ وہ عاقل تھا اُس نے کہا اے برادر اس چشمہ پر آمد و شد آدمیون کی نہین ہی اور دوسرے آدمی کے قدم کا نشان بھی نہین پایا جاتا ہی یہ کام کسی طرح آدمیون سے نہین ہوا غالب ہی کہ یہ چشمہ جگہ دیوؤن کی اور پریون کی ہو اور ہم گستاخانہ اس جگہ آئے اور دست و پا دراز کر کے

سو رہے اس لیے یہ حرکت اس قوم سے ہوئی ہو اور یہ بھی جگہ شکر کی ہو کہ اُنھون نے
ہمین قتل نہین کیا اب بہتر ہو کہ یہان سے بھاگین اور نیم جان کر باقی رہی ہو اسے
سلامت لے جائین اُسکے بعد با دل تنگ اور ترس ناک بھاگے اور بندر اس کی
معاودت سے خاطر جمع کر کے اپنے گھر آیا اور صورت حال یار سے کہی اور اس شب
سیاح کو اپنے گھر رکھا جب کہ دن ہوا بندر سیاح کو چشمہ پر لایا اور جو کچھ کہ زر اور
لباس اُسکا چور لے گئے تھے سپرد اُسکے کیا سیاح نے اپنا مال لے لیا اور جو رخت
چورون کا ہاتھ آیا اُسے نہ لیا اور شکر گذاری کر کے بندر کو رخصت کیا اور آپ
روانہ ہوا چند فرسخ راہ گیا تھا کہ اتفاقاً گذر اُسکا ببر کے مسکن پر ہوا جبکہ وہ مانند شیر ژیان
کے نمودار ہوا سیاح نے ڈر کر چاہا کہ بھاگے ببر نے آواز دی کہ خوف نہ کر مجھے تیرا
احسان بھولا نہین ہو اسکے بعد نزدیک آ کے کمال محبت سے پیش آیا اور التماس کیا
کہ ایک ساعت توقف فرما سیاح اُس کی رضامندی کے واسطے متوقف ہوا
ببر تلاش مین تحفے کے کہ ایک مہمان کے لائق ہو ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا کہ گذر اُسکا
اُسی باغ مین جس مین کہ بادشاہ کی بیٹی رہتی تھی ہوا دیکھا شہزادی لب حوض
زیور قیمتی پہنے بیٹھی ہو ببر نے ایک ہی پنجے مین کام اسکا تمام کیا اور سب زیور
لے کر سیاح کے آگے دھرا اور بمنت کہا کہ یہ آپ کی نذر ہو سیاح نے زیور کی
شکر گذاری کی اور شہر مین آیا اپنے دل مین کہا کہ جب بہائم اور سباع سے
حسن عہد درست پایا زرگر تو انسان ہو کہان تک میرے احسانون کا عوض
نہ کرے گا اور اسے جواہر شناسی مین مہارت ہو یہ جواہر اُسکی معرفت خوب
بکے گا اس خیال مین زرگر کے پاس آیا اور ماجرا مو بمو بیان کیا زرگر با عزاز تمام
پیش آیا اور اسی دن بادشاہ کی دختر کے قتل کا شہرہ تمام شہر مین ہو رہا تھا
زرگر نے کہا کہ وہ جواہر کہان ہو دیکھون مین سیاح نے زیور مرصع نکال کے

آگے رکھا دیکھتے ہی زرگر نے پہچانا اور دل مین کہا کہ یہ زیور شاہزادی کا ہی
خوش ہوا اور کہا کہ یہ زیور ایک سلطنت کے خراج کی قیمت رکھتا ہی اے سیاح
دل خوش کر تجھے فکر احتیاج سے فارغ کیے دیتا ہون اور با خود کہا کہ آج وقت ہی
اور موقع تاخیر کا نہین ہی یہ خوب وسیلہ بادشاہ سے صفائی کا ہاتھ آیا کہ وہ بیٹی کے
غم مین مبتلا ہی اور تلاش قاتل مین بیٹھا ہی اگر نشان اُسکے زیور کا پائے گا تو
اسکے جلدو مین پھر وہی مرتبہ میرا کر دے گا اور سیاح کو قتل کرے گا زاہد کو کہا تو
اب بخاطر جمع بیٹھ مین زیور لے کر جوہریون کے پاس جاتا ہون اور اسکے بعد
زیور در دولت بادشاہی پر آیا اور کہا کہ مین نے ملکہ کے قاتل کو معہ زیور گرفتار کیا ہی
بادشاہ نے اُسے بلایا اور زیور کو دیکھا کہا کہ سیاح کو لاؤ زرگر سیاح کو بادشاہ
کے روبرو لے گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے آج تمام شہر کے گرد پھرائین اور رات
کو قید رکھین کل اسے قتل کرون گا بیچارہ سیاح بے گناہ آہ آہ کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ اے زرگر جو تو نے دوستی مین کیا کوئی ایسا دشمنی مین نہ کرے گا عوض احسان
کا یہی تھا مین نے کہنا اُس سانپ کا نہ مانا وہی ندامت اُٹھائی اگر ہزار چند اسکی
سزا اور جزا مجھے ملے تو بھی تھوڑی ہی مگر بادشاہ کو یقین ہوا کہ کلام اِسکا مکاری
سے ہی اور گنہ گار یہی ہی بموجب حکم کے اسے تمام دن پھراتے تھے اور وہ سانپ
بانبی کے اوپر دیکھتا تھا آخر اسنے پہچانا کہ وہی شخص ہی جس نے مجھے گڑھے سے
نکالا تھا غمگین اور منتظر فرصت کا تھا کہ شب ہوئی اور سیاح کو زندان مین
لے گئے جبکہ رات کو فرصت پائی سانپ اسکے پاس آیا اور کہا کہ مین نے
کہا تھا کہ انسان بد گوہر وفادار نہین ہوتا ہی اور احسان کے عوض
مین بدی کرتا ہی اور تو نے جو نصیحت میری نہ مانی اور زرگر بد اصل
کو کوئین سے نکالا مین اُسی دن سمجھا تھا کہ تیرا انجام ندامت پر ہو گا

بیت من ہمان روز زفرہاد طمع ببریدم ٭ کہ عنان دل شیدا بکف شیرین داد ٭
سیاح نے کہا کہ ای دوست مہربان خجل کرنے سے ملامت دل کے جراحت پر نمک پڑہتا
ہی اس سے سوز دل اور اضطراب خاطر کے سوا اور کچھ حاصل نہین ہوتا ہی اور مجھے
یہ رنج کیا کم ہی کہ تیری نصیحت نہ ماننے سے رسوائے جہان اور بدنام الانس و جان ہوا
اب وہ صلاح بتا کہ اس بلا سے رہا ہون سانپ نے کہا کہ تدبیر یہ ہی کہ مین جا کے
بادشاہ کی مان کو کاٹتا ہون ایک خلقت عاجز آئیگی پر وہ صحت نہ پائیگی یہ بوٹی لے
اور بادشاہ کی مان کو پلادینا فی الفور صحت پائیگی تو شاید کہ اس جلد وین تیری
رہائی ہو جائے سیاح نے شکر گزاری کی اور سانپ بوٹی دے کر روانہ ہوا اور جاکر
بادشاہ کی مان کو کاٹا بادشاہ تمام شب سرہانے مان کے بیٹھا رہا اور معالجہ مارگزیدہ
اطبا سے پوچھتا تھا طبیب بھی جو کچھ کہ تریاق وغیرہ اُسکی دوائین مقرر ہین دیتے
تھے کچھ فائدہ نہوتا تھا جبکہ صبح کاذب ہوئی سانپ نے بام پر آکر آواز دی کہ
علاج مار گزیدہ کا نہایت مجرب سیاح بے گناہ کے پاس ہی کہ زندان مین محبوس اور
موجود ہی بادشاہ نے کہا کہ دیکھو بام پر کون شخص ہی ہر چند کوٹھے پر لوگون نے
ڈھونڈا نشان کسی کا نہ پایا یقین ہوا کہ ہاتف غیب نے آواز دی ہی سیاح
زندان سے بلایا گیا اور دوا کی درخواست کی سیاح نے کہا بیت ہمیشہ
درگہ عدل و کمال احسانت ٭ چو کعبہ مقصد حاجات اہل عالم باد ٭ علاج
اس زہر کا میرے پاس ہی امید خدا سے رکھتا ہون کہ ملکہ جہان اسی دم صحت
پائے لاکن اُمیدوار ہون کہ اول بادشاہ میری پریشانی کا حال سن لے اور
عدل شاہی کے بھی زیبندہ یہی ہی کہ گوش ہوش مظلومون پر کھلا رکھے اور جو
بادشاہ کہ شنوائی حال مظلومون کی نہین کرتا ہی وہ جہانبانی کے سزاوار نہین
ہوتا ہی سخن راست سیاح کا بادشاہ کے دل پر اثر کر گیا اور بطریق لطف کہا

کہ حال اپنا از ابتدا تا انتہا بلا دہشت بیان کر سیاح نے سب حال اپنا بسبب اس
جرأت کے کہ راست گویون کی قدرتاً ہوتی ہی دلیرانہ اور مشروحاً بیان کیا بادشاہ کو
یقین ہوا کہ یہ بیگناہ ہی اُسکے بعد سیاح نے بوٹی دودھ مین گھولکر بادشاہ کی مان کو پلائی
فی الحال اسنے شفا پائی بادشاہ نے سیاح کو خلعت گرانبہا اور انعام کثیر سے سرفراز فرمایا
اور زرگر غدار مکار ناحق شناس کو دار پر کھینچا آخر اپنے کردار کی مکافات کو پہونچا نظم

درین دار المکافات آنکہ بد کرد	نہ بر حال کسان پامال خود کرد
اگر خواہی نکو باشی نکو باش	ہمیشہ راست کار و راستگو باش

یہ ہی مثل بادشاہون کے فائدہ کے واسطے کہ کن شخصون کو اپنا مصاحب کرین اور متعلقون
کے حال کا تفحص کرتے رہین اگر بادشاہ حلب کا اُس بد اصل بے ادب کی پرورش نہ
کرتا تو بیٹی بادشاہ کی قصور عظیم مین مبتلا نہوتی اور بطریق جزا کے پنجہ شیر سے جان اپنی نہ
کھوتی اور اگر بادشاہ قول مظلوم ستمدیدہ کا نہ سنتا تو حق باطل سے اور راست دروغ سے جدا
نہ ہوتا بادشاہ کو لازم ہی کہ بغیر تحقیق واقعی کے پرورش نا اہل کی نہ کرے اور سیاست کے وقت
ترحم اور نیکی کے موقع پر بدی کی تجویز نہ فرمائے اور فراش قضا نے کہ بارگاہ دولت اُنکے لیے ایستادہ
کیا ہی اور کار فرماے قدر نے کہ نوبت جہانداری کی واسطے اُنکے بجائی ہی تو لازم ہی کہ ایسی سعی کرین
کہ وہ کام ان سے ظہور پاے کہ باعث نیکنامی دنیا اور سبب نجات عقبیٰ ہو قطعہ

ہر مدتے نظر بکسے کند سپہر	ہر نوبتے زمین بکسے کے دہد زمان
چون کام جاودان متصور نمیشود	خرم کسے کہ ماند ازو نام جاودان

باب ۱۴ چودھوان مشتمل ہی عدم التفات اور انقلاب زمانہ پر

یعنے بناے کار کو قضا و قدر پر رکھنا بہتر ہی جبکہ راے کشور آراے نے یہ داستان کہ فائدہ
مین خزانہ بیکران ہی حکیم پر فسون سے سُنی بجان و دل ممنون ہوا اور کہا کہ قطعہ

اے تشنگان بادیۂ شوق یافتہ ٭ از بحر طبع روشنست آب زلال علم ٭ بر داشتہ
ضمیر منیرت بدست فکرہ ٭ روزی ہزار بار نقاب از جمال علم ٭ تصدیع جناب حکمت
مآب کی زیادہ حد سے گذری اور تکلیف وہی اس طرف سے حد بے ادبی کو پہونچی
اور نزدیک ہی کہ طناب اطناب کی قطع ہو جاے مگر جو از راہ تلطف تیرھوین وصیت
سے فیضیاب فرمایا تو نے اور داستان ملوک اور تربیت ندما اور متعلقون کی سُنی اور جو
خلل ارذال کی صحبت اور سفلون کی مصاحبت سے پیدا ہوتا تھا اس سے مطلع ہوا ہین
اب عنایت فرماکے مضمون وصیت آخری کا کہ چودھوین ہی مفصل بیان فرماکہ اس حکایت سے
بھی ہین مشرف و حاآگاہی پاکہ تیرا بندۂ احسان ہون اول یہ فرماکہ کریم مزاج اور
عاقل کامل کیون بستہ بند بلا اور خستہ رنج و عنا رہتے ہین اور لئیم اور جاہل و رنادان و غافل
کس سبب سے بفراغت و رفاہیت زندگانی بسر کرتے ہین وجہ اُسکی او سبب جلب منفعت
اور دفع مضرت کا کیا ہی اور کس تدبیر سے محفوظ رہنا اور کون سی تدبیر سے مقصود کو
پہونچنا ہو سکتا ہی برہمن نے جواب دیا کہ ای بادشاہ دولت اور سعادت کے واسطے
مقدمات اور اسباب بہت ہین جو کوئی کہ اُسے حاصل کرکے اُس راہ پر چلے سزاوار
جاہ و مکنت اور شایستہ عزت و رفعت ہوتا ہی مگر اُسکے نتیجے اور ثمرات تقدیر الٰہی سے
متعلق ہین اور اصل ان سب کی تقدیر ہی اور اسکے بعد علم بادشاہی کیونکہ بغیر
مشیت ایزدی کے سب وسیلہ باطل ہوتے ہین بلکہ بارہا دیکھا ہی کہ بہت سے دانا
نان شبینہ کو محتاج پھرتے ہین اور اکثر جاہل اور نادان کہ ہرگز لیاقت شوکت کی
نہین رکھتے ہین اور تقدیر اُنکو سریر سلطنت پر بٹھاتی ہی قطعہ گنج شاہی ہند دونان
را ٭ بہنر پیشہ نیم نان ندہند ٭ سفلہ بر صدر و اہل دانش را ٭ بغلط رہ بر آستان ندہند
ایضاً ناسخ آیا ہی نظر عجب طرح کا یہ باغ ٭ ہر پھول کو رنج کانٹون کو فراغ ٭ دیکھی ہی
عجب ہوا یہان کی اُلٹی ٭ بلبل ہی قفس مین بند آزاد ہی زاغ ٭ غرضکہ یہ سب وابستہ

حکایت شاہزادہ منظور و دستار باز

حکم یزدانی کے ہین ہرچند خرد کامل ہواُس سے وجہ معاش سرانجام کرسکتا ہو مثلاً حرفت کہ نزدیک عقلا کے آسان ہی یا جمال زیبا کہ دلون کو صید کرتا ہی اور سبب منافع کا ہوتا ہی لیکن جب تک قضاے الٰہی اُنکی یار نہو یہ سب ہیچ ہی اور کوئی ثمرہ ان سے مرتب نہو سکے گا لاکن جو کہ پسندیدہ عقل ہی مآل کار اُسکا بخیر ہوتا ہی اور ثمرہ نادانی کا بیشتر پشیمانی کو کھینچتا ہی چنانچہ ایک بادشاہزادے نے یہ حکایت شہر منظور کے دروازہ پر تحریر کی تھی اور یادگار رہی اور اسبات کے واسطے ایک داستان رنگین اور قصہ شیرین ہی راے نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ ولایت روم مین ایک بادشاہ کامگار تھا اُسکے دو فرزند تھے نہایت علم و فضل سے آراستہ جب کہ اُس بادشاہ نے داعی اجل کو لبیک کہا بڑے بھائی نے باپ کے خزانے پر قبضہ کیا اور ارکان دولت کو نہایت شیرین زبانی اور چاپلوسی سے مائل اپنا بنایا اور تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوکر آئین پدری کو جاری کیا جبکہ چھوٹے بھائی نے دیکھا کہ ہماے سلطنت بڑے بھائی کے سر پر سایہ فگن ہوا سمجھا کہ مبادا بھائی مجھے شریک سلطنت جانکر ضرر پہونچائے اِس خوف سے کہ ہمت غربت اختیار کی بیت ز شہر خویش بلولم سر سفر دارم ؛ بجز غم تو ندانم چہ توشہ بردارم ؛ شاہزادے نے راہ دور و دراز تنہا اختیار کی اور سر شام حد منزل کو پہونچا اور اپنی تنہائی اور غریبی پر روتا تھا اور کہتا تھا کہ پہلے ہی منزل میں یہ کرب و بلا ہی تو انجام مین کیا ہوگا القصہ وہ شب تنہائی مین کاٹی دوسرے دن جبکہ خورشید تابان نے حلق افق سے سر نکالا شاہزادے نے چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جوان خوشرو پسندیدہ خو ہمراہ ہوا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک محبوب ہی کہ قباے کمال حسن اسکے قامت پر دوختہ اور دل آفتاب اُس کے رشک شمع جمال سے سوختہ ہی جبکہ شاہزادے نے بغور وہ خط دلکش اور رخسار ماہ وش مشاہدہ کیا دل مین کہا کہ الحمد للہ محنت سفر کی اس جوان کی

راحت موافقت سے آسان ہو جائیگی بلکہ اُس شخص کی آوارگی گھر سے بہتر ہی
جسکے ہمراہ ایسا محبوب ہوا اُسکے بعد وہ دو یاسمن جوانی اور وہ دونو نہال جو ئبار
زندگانی باہم کی ملاقات سے اس قدر خوش ہوے کہ بیابان الم کو گلستان ارم تصور
کرتے تھے اور خارستان مشقت کو سامان حشم و خدم سمجھتے تھے رباعی ورد ز خم اندلف تو
در جنگ آید ٭ از حال بہشتیان مرا ننگ آید ٭ وربے تو بصحراے بہشتم خوانند ٭
صحراے بہشت بر دلم تنگ آید ٭ اور دوسری منزل مین ایک سوداگر بچہ نہایت
ہوشیار کاروان صائب تدبیر و دور اندیش تمام خرد کہ ہنگام کار تدبیر کامل سے رشتۂ
شب گردون روز پر باندھتا تھا اور وقت ضرورت فکر رسا سے جنبش خورشید کو
چار بازار فلک سے ارزان خرید کرتا تھا بیت حریفے چابکے شیرین زبانے لطیفے
ہوشیاری کاروانے ٭ وہ بھی اُنکے ہمراہ ہوا یعنی سعادت نے اس شکل مثلث مین
ظہور کیا تیسرے دن دہقان زادہ زور آور کہ ابواب زراعت مین بصارت شامل
اور اہتمام کشتکاری مین مہارت کامل رکھتا تھا اور علم فلاحت مین صناع بے بدل
تھا کہ اگر چوب خشک کو زمین سخت مین گاڑ دیتا تو تھوڑے سے عرصے مین نہال
اسکا کمال پر پہونچ کے میوہ افشانی کرتا اور فن دہقانیت مین برکت قدم اُسکی
یہ اثر رکھتی تھی کہ جس خاک پر پاؤن رکھتا تھا بے اُسکے کہ تخم اسمین بویا جاے زراعت
باردار ہو کر لہلہاتی تھی وہ مصاحب اُنکا ہوا جبکہ یہ چار رکن یکجا ہوئے دوستی
بدرجۂ اتم ان مین پیدا ہوئی اور مضمون خیر خیر الرفقاء اربعۃ نے ظہور پایا اور یہ آپس
کی مصاحبت سے باہم اتنے خوش تھے کہ عزیز و اقربا اور یار و دیار کو فراموش کر کے
منزل پیمائی کرتے تھے اور کربت سفر سے مطلق ملول نہوتے تھے بلکہ بسبب ملاقات
اور اختلاط آپس کے خرم و مسرور رہتے تھے القصہ قطع مسافت کے بعد شہر منظور
مین پہونچے اور کنارے شہر کے واسطے آسایش کے ایک جگہ بہتر سمجھ کر ٹھہرے

لیکن کسی کے پاس کچھ زاد راہ اور کوئی دینار و درم باقی نہ رہا تھا ایک نے ان یارون
مین سے کہا کہ وقت یہ ہو کہ ہر ایک اپنا ہنر دکھاے اور جد و جہد سے کچھ حاصل کرے
تا چند روز اس شہر مین بسر کرین اور محتاج آزوقہ کے نہون شاہزادے نے کہا کہ
کام عالم کا تقدیر الٰہی پر موقوف ہو اور کوشش اور جہد اور سستی اور کاہلی اسمین
زیادتی اور نقصان نہین کر سکتی ہو پس چاہیے کہ عاقل طلب دنیا مین فکر نہ کرے اور
عمر عزیز کو ایسی مردار کے پیچھے کہ باوجود ناپائداری کے دشمن بیوفا ہو رایگان نہ دے
نظم این جہان بر مثال مرداریست ۞ کرکسان گرد او ہزار ہزار ۞ این مر آنرا ہمیزند
مخلب ۞ وان مر این را ہمیزند منقار ۞ آخر الامر بگذرند ہمہ ۞ وز ہمہ باز ماند این مردار
اور کم زیادہ اسمین ہو سکتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو نحن قسمنا بینہم معیشتہم یعنی ہمنے تقسیم
کیا ہو رزق کو انمین یعنی مخلوق مین پس تقسیم خدا کو کس کی مجال ہو جو کم و بیش کر سکے
اور دوسرے یہ ہو کہ حریص کا انجام کار وبال و نکال پر ہوتا ہو **ابیات** گرچہ
لبے لقمہ بدست آوریم ۞ بیشتر از روزی خود کے خوریم ۞ پس ز پے آنکہ نہ روزی ماست
این ہمہ تشویش کشیدن چراست ۞ راہ رضا گیر و برومند شو ۞ حرص بیکسو نہ و خرسند
شو ۞ اسکے بعد جوان زیبا رو نے کہا کہ حصول زر کے واسطے حسن کا ایک وسیلہ ہو
معتبر جس جگہ کہ چہرۂ جمال جلوہ آرا ہو غالب ہو کہ مال کی وہان کمی نہو اور جسجا کہ نگاہ
ظرافت ظہور پکڑے رافت اور مہربانی ہر طرف سے ظہور دکھاے سوداگر نے کہا کہ
سرمایۂ حسن بازار معاملات مین ایک نقد ہو مگر بہت بے بقا کہ اندک زمانے مین
زائل ہو جاتا ہو مگر حصول دولت اور نعمت کے واسطے راے درست اور تدبیر صائب
اور کارشناسی اور معاملہ گذاری سے بہتر کوئی چیز نہین ہو اور جس کا پاے معیشت
اپنی جگہ سے لغزش کرے گا سواے پنجۂ عقل اور فراست کے اور کوئی دستگیری
نہ کر سکے گا **بیت** کریگا عقل سے کوئی اگر کام ۞ نہو گا دین و دنیا مین وہ ناکام

دہقان زادہ نے کہا کہ عقل اور تدبیر ہر جگہ کام نہین آتی ہی اور ہر وقت اُسکے
فائدے مترتب نہین ہوتے ہین کس واسطے کہ اگر دانش دولت کے حاصل کرنے کی
سبب ہوتی تو جو کوئی کہ دانائی مین سب سے بیش اور رای درست مین سب سے
در پیش ہوتا تو لواے دولت میدان سلطنت مین وہی بلند کرتا سو ایسا نہین ہوتا ہی
اور مین نے بہت عاقلون کو دیکھا ہی کہ زندان احتیاج مین گرفتار ہین اور وہ لوگ کہ
عقل سے بہرہ نہین رکھتے ہین بوستان تنعم اور مالداری مین خوش گذران کرتے ہین
بیت فلک بمردم نادان دہد زمام مراد ۔ تو اہل دانش و فضلی ہمین گناہت بس ۔
بلکہ برکات کسب سے بھی آدمی کامگاری اور مسرت کو پہونچتا ہی اور وسیلہ ہنر اور فائدہ
حرفت سے زیور شادکامی اور بہجت سے آراستہ ہوتا ہی **نظم** کسب کر زر اسی سے پائیگا ۔
عقل سے کچھ نہ ہاتھ آئیگا ۔ گرچہ ہین بادشاہ صاحب تاج ۔ ہین مگر کسب سے وہ سب
محتاج ۔ جبکہ نوبت کلام تمام ہوئی پھر سب نے شاہزادے سے التماس کیا کہ اب کوئی اور
نکتہ بیان فرمائیے شہزادے نے کہا کہ مین اسی مذہب پر ہون کہ پہلے سے شمہ اُسکی تقریر
کا بیان کیا تھا اور ہم سب رفیقون کی بات بھی درست ہی کہ پیرایۂ حسن اور سرمایۂ عقل اور
کسب سے کچھ حاصل ہوتا ہی اسکا بھی منکر نہین ہون مگر مدعا یہ ہی کہ اگر جمال قضا پردون
کے پیچھے سے جلوہ نہ دکھائے و ستارۂ حسن افق اقبال سے طلوع نہ کرے اور جب تک کہ
کارگزار قدر دروازہ دکان مشیت نہین کھولتا ہی متاع عقل و دانش بازار قبول مین رواج
نہین پاتا اور فائدہ کسب کا ایک نوالہ ہی کہ حوالہ کرنے سے تقدیر ازلی کے نصیب ہنرمندان
کے ہوتا ہی اور نفع زراعت کا ایک توشہ ہی کہ خرمن ارادت لم یزلی سے مزرع جان
حرفت کو پہونچتا ہی اور بمقتضاے حکم ربانی جو خط کہ اندیشہ رنگ آمیزی سے
لوح خیال پر کھینچا جاتا ہی اور جو افسون عزیمت خوان کا کہ بے امداد تقدیر ورق تدبیر
سے پڑھا جاتا ہی انجام اُسکا ایک افسانۂ لاحاصل ہو جاتا ہی **بیت** چہ نقشہا کہ برانگیختیم و سود

نداشت ۞ فسون ما بر او گشته است افسانہ ۞ پس ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ اچاہے
تو مقصود ہر کسی کا بے محنت اور تعب بھی حاصل ہوتا ہی اور اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ
اُسکے حصول پر نہو تو کوشش کچھ کام نہین آتی ہی پس گردن کو حکم الٰہی پر اور سر
تسلیم کو تقدیر ربانی کے نیچے رکھا چاہیے ورنہ خسر الدنیا والآخرہ موجود ہی مصرع
درمان ما رضا بقضا دادن ست وبس ۞ جیسا کہ اس پیر مرد دہقان نے اپنا کام عنایت
الٰہی کے سپرد کیا اور تھوڑے سے دنون مین مطلب حاصل کرکے قید محنت سے آزاد ہو گیا
تینون یارون نے پوچھا کہ یہ قصہ کیونکر تھا حکایت کہا کہتے ہین کہ شہر اندلس مین ایک دہقان
تھا کہ ہاتھ اُسکا کشادہ اور اسباب زراعت سب آمادہ تھا چنانچہ چند روز مین اسنے
تین سو دینار سُرخ جمع کیے اس مال سے خوش رہتا تھا اور اُس مین سے کچھ صرف نہ کرتا تھا
ہر روز انھین کھولکر آگے رکھتا تھا اور شمار کرتا تھا اور زعفران زار طرب افزا سے لب عیش
کو خندان کرتا تھا ایک دن عادت مستمرہ کے موافق گنکر چاہتا تھا کہ تھیلی مین رکھے
کہ ایک آشنائے قدیم نے دروازہ پر آواز دی دہقان نے بحکم استر ذہبک اس خوف سے
کہ آشنا کو علم اسکا نہو جلدی سے اشرفیون کو ایک سبو مین ڈالدیا اور جلد باہر آکر
اس آشنا کے ساتھ کسی کام کے واسطے ایک قریے کو گیا اور جاتے وقت اپنی زوجہ سے
تاکید کر گیا کہ کھانا پکا رکھنا جبکہ دہقان گیا عورت نے چاہا کہ آش پکائے گھڑے کو
خالی سمجھکر گھر سے باہر لے کر آئی اور منتظر تھی کہ کوئی آشنا صورت نظر آئے تو اُس سے
پانی منگواؤن قضارا ایک قصاب گاؤ کی خریداری کے واسطے اس قریے مین شہر
سے آیا تھا اس طرف اتفاقاً اسکا گذر ہوا زن زوجہ دہقان نے کہ اس سے تعارف
رکھتی تھی کہا کہ اتنی تکلیف کر کہ یہ گھڑا مجھے کنوئین سے بھر لادے قصائی نے کہنا
قبول کیا اور وہ گھڑا اسکے ہاتھ سے لے لیا اور اس عورت کو یہ علم نہ تھا کہ اسمین
اشرفیان ہین قصاب گھڑے کو پس پشت پر رکھے کنوئین کی طرف چلا راہ مین

اُسے معلوم ہوا کہ کوئی چیز اور اِس گھڑے مین کھڑکتی ہو جب کہ گھڑے مین ہاتھ
ڈالکر دیکھا تو توڑا اشرفیون کا پایا خوش ہوکر چھپا لیا اور کہا **بیت** دولت
آنست کہ بے خون دل آید بکنار ٭ ورنہ باسعی عمل باغ جنان این ہمہ ہیچ ٭ اور
بہ ستایش اور منت حضرت اللہ تعالیٰ شانہ کی بجا لاکے کہتا تھا کہ بے شائبۂ محنت
اور مشقت اور بے غائلہ رنج واذیت یہ نعمت بے نہایت اور دولت بے غایت مجھے
عنایت فرمائی اب شکرگزاری اس نعمت غیر مترقب کی بھی واجب ہو اور حرفت بھی
چھوڑنا مناسب نہین ہو اور اس زر کو براے وقت احتیاج ذخیرہ رکھنا چاہیے اسکے
بعد اس قصاب کو زر کی خوشی مین پانی اور گھڑا سب بھولا اور اپنے زر سے کہ ہمراہ
لایا تھا ایک گاؤ فربہ خرید کرکے گھر کی راہ لی جب کہ اس قریہ سے نکلا اور شام ہولی
دل مین اندیشہ کیا کہ یہ زر میرے پاس ہو اور اس راہ خطرناک سے کیونکر راہ کٹیگی
اور اگر کہین دفن کرتا ہون تو مبادا نشان اُس مکان کا بھول جاؤن اور اگر
کسی کے پاس کسی قریے مین امانت رکھتا ہون تو رسم امانت داری کی اس زمانے سے
اُٹھ گئی ہو صلاح یہ ہو کہ ان دینارون کو کسی طرح سے گاؤ کے حلق مین اُتارون جب یہ
گھر مین یہ پہونچے گی اُسے ذبح کرونگا بجنسہ نکال لونگا اسکے بعد بیچاری گاؤ کو اس بلا
مین مبتلا کیا اور گوسالہ سامری کے مانند پر زر کرکے گھر کی طرف روانہ ہوا قضارا راہ مین
اُسکا بیٹا ملا چند کام اور کہ قصاب کو ضروری تھے اُسکا بیان بیٹے سے کیا اور ان کامون
کے واسطے قصاب پیچھے پھرا اور گاؤ کو بیٹے کے سپرد کیا اور بیٹے کو اس راز سے آگاہ نہ کیا
اس عرصے مین دہقان گھر کو پھرا تھا اور ایک مدت سے دہقان نے نذر مانی تھی کہ ایک
گاؤ فربہ قربانی کرونگا جب کہ ایسی فربہ گاؤ دیکھی واسطے خریداری کے متوجہ ہوا اور جو
قیمت کہ مانگی اُس سے زیادہ دیکر اور گاے کو لے کر گھر آیا اور ارادہ قربانی کا کیا اس حال
مین اُسے اشرفیون کا توڑا یاد آیا کہ اُس سبو سے نکالکر جاے محفوظ مین رکھے ہر چند

تلاش کیا سبو کو نہ پایا عورت سے پوچھا کہ گھڑا کیا ہوا عورت نے تمام حکایت بیان کی
دھوان دہقان کے دل مین اُٹھا اور زار زار رونے لگا ادھر خرد و بزرگ مین رسوائی سے
ڈراتی تھی کہ خاموشی اولے ہی کہ شماتت اعدا سے تو بچے گا بیت جماعتے کہ گویند
بہر مال و منال ٭ یقین بدان تو کہ بر خویشتن ہمی خندند ٭ دہقان ایک ساعت
ورطۂ تحیر مین رہا آخر دل کو راضی قضاے الٰہی پر کیا اور کہا مصرع بگذاشتیم
تا کرم او چہا کند ٭ اُسکے بعد گاے کو قربانی کیا اور پیٹ چیرا توڑا اشرفیون کا بجنسہ
اُسکے پیٹ سے نکل آیا خوشی سے بیہوش ہو گیا جبکہ ہوش مین آیا صرہ اُٹھایا اور چاک
کرکے چومتا تھا اور آنکھون سے لگاتا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ ایسا امر عجیب اور
سانحہ غریب نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا تھا اور نہ کانون نے سنا تھا کہ جس طرح سے
زر ہاتھ آیا اگر بار دیگر ایسا حادثہ پیش آیا تو بغیر اُس زر کے زندگانی نہوگی اب
احتیاط واجب ہی اسکے بعد وہ دہقان ہمیشہ اُس توڑے کو پاس رکھتا تھا اور اسکی
عورت ہمیشہ اس بات سے ملامت کرتی تھی کہ یہ عمل طریق توکل سے دور ہی اور ذخیرہ
رکھنا یہ دلیل ہی خدا کی رزاقی پر اعتماد نہ کرنے کی کیونکہ اللہ تعالیٰ ضامن رزق
کا ہی اور اپنے بندون کو ہر حال مین روزی پہونچاتا ہی پھر ذخیرہ رکھنے کے کیا معنے بلکہ
عاقل کامل وہ ہی کہ مال کے جمع کرنے مین حرص نہ کرے اور دیدۂ توکل کرم پر کریم
کارساز کے کھلے رکھے کہ کوئی فرد عالم مین ایسا نہین ہی کہ اُسکے خوان احسان سے
روزی نپاوے اور یقین کرنا چاہیے کہ روز ازل سے جو مقدر ہوا ہی زیادتی اور
نقصان اُسمین ممکن نہین کہ پیشانی تقدیر مین بیش و کم کی گنجایش نہین رہی ہی پس دہقان
نے کہا کہ اے عورت عالم اسباب مین تدبیر کے بغیر کام نہین نکلتا ہی ظاہر مین رعایت
اسباب کی کرنا اور باطن مین ساغر شراب توکل پینا چاہیے رباعی لمؤلفہ زنہار نہین
ہی یہ توکل ٭ کرنا ہر اک امر مین تغافل ٭ ہشیاری بھی کر خدا کو بھی سونپ ٭ یک جا ہو

توکل و تعقل ﷺ عورت خاموش ہو رہی اور دہقان نے وہ اشرفیان کمر مین باندھین
اور اپنے کام مین مشغول ہوا ایک دن چشمۂ آب پر غسل کرنے کو گیا اور وہ اشرفیان
کمر سے کھولکر کنارے رکھدین جبکہ نہانے سے فارغ ہوا کپڑے پہنکر روانہ ہوا اور اشرفیان
اسی جگہ بھول گیا مقارن اُسکے ایک شبان بکریون کو پانی پلانے کو اُسی جگہ وارد
ہوا اور وہ اشرفیان لب چاہ دیکھکر جلد اُٹھالین اور اپنے گھر کو بھاگا اور گھر مین
آکر شمار کین تو تین سو دینار سرخ تھے اپنے دل مین کہا کہ یہ دولت خدا داد بے سعی ہاتھ
آئی ہے اسے محافظت سے رکھون اور معاش اپنی حرفت قدیم سے کیا کرون اور یہ
مبلغ روز سیاہ کے واسطے رکھ چھوڑون بعد اُسکے دم کو لے رہا اور کسی سے یہ مذکور
نہ کیا اور اپنی شبانی مین مشغول رہا لیکن اسکے بعد اس سادہ لوح نے دل اپنا
یہان تک ان اشرفیون سے لگایا کہ ایک حالت عشق کی پیدا ہوئی جب کہ
دہقان کو گھر جاکر اشرفیان یاد آئین بادل محزون وبا دیدۂ پرخون پھرا اور
بہت سی تلاش کی پر مطلب کو نہ پہونچا آخر مایوس ہوکے گھر آیا اور صورت حال
اپنی زوجہ سے بیان کی چونکہ پہلے سے دل عورت کا شوہر کی اس حرکت سے پھر رہا
تھا جبکہ یہ کیفیت سُنی زبان ملامت کی کھولی اور کہا کہ ای ناعاقبت اندیش اس
زر کی حفظ مین یہ مبالغہ کیا تو نے اور ہمارے نفقے مین تنگی رکھی اب اس زر
کی حسرت مین آنکھون کو نمناک اور دل کو غمناک رکھ دہقان نے کہا کہ سچ کہا
تو نے **بیت** بدر و دوری اگر مبتلا شدیم رواست ﷺ کہ روز وصل نگفتیم شکر
نعمت او ﷺ محض عبث تھا کہ زر کے جمع کرنے مین سعی بیفائدہ کی اور اہل پر تنگی
معاش رکھی کوئی عاقل ایسا نہ کرے گا کہ صرۂ زر کو کمر مین باندھکے محنت کرے اور
اہل وعیال کی تکلیف روا رکھے مگر عوض اسکا یہی تھا کہ کارخانۂ تقدیر سے ایسا ظاہر
ہوا کہ اس طرح سے مین گرداب تحیر مین پڑا اب کہ ساحل نجات کو پہونچ نہین سکتا ہون

یہ رباعی گویا کی میرے حسب حال ہی رباعی ہر چند ملی خدا سے دولت مجکو۔ لیکن نہ ملا گنج قناعت مجکو۔ غفلت سے مین افسوس نہ سمجھا کہ یہ حرص۔ کردے گی گرفتار مصیبت مجکو۔ اسکے بعد دہقان اسی غم مین مبتلا رہا اور یہ نذر کی کہ اگر پھر اسکے بعد اللہ تعالی مجھے مال دیگا تو مین جمع نہ کرونگا بلکہ صرف بیچارگان مین کوشش کرونگا اسکے بعد توکل سے توسل کرکے کلید اپنے قفل بستہ کی حضرت معبود کو تفویض کی اور بیت مؤلف کی تکرار کرتا تھا بیت اگر توکل رزق بے اندازہ ہی۔ ہر جگہ اللہ کا دروازہ ہی۔ اور ادھر شبان کا یہ حال تھا کہ اس توڑے کو اپنی بغل مین رکھتا تھا اور بکریون کو چرایا کرتا تھا ایکدن کنوئین کے پاس بیٹھا نگہبانی کرتا تھا کہ ایک غول سوارون کا دور سے نظر آیا ڈرا کہ مبادا یہ سوار اشرفیان مجھ سے چھین لین اس توڑے کو اُسی کنوئین مین ڈالدیا اور بکریان لیکر اپنے گھر کو بھاگا اتفاقاً وہی دہقان مزدوری کے واسطے گھر سے باہر نکلا تھا جبکہ اس کنوئین کے قریب پہونچا باد سخت تند وزان ہوئی اور دستار اُسکی سر سے اُڑکے اس کنوئین مین جا پڑی دہقان اس کنوئین مین جلدی سے اُترا اور دستار اپنی کنوئین مین ڈھونڈھنے لگا ناگاہ وہی توڑا اشرفیون کا اُسکے ہاتھ آیا یہ وہ مثل ہی کہ ایک شخص کھر با ڈھونڈھتا تھا یاقوت پایا دہقان شکر الہی بجا لایا اور اپنے گھر مین آکر یہ قصہ اپنی عورت سے کہا اسکے بعد جو شمار کیا وہی تین سو عدد پورے تھے دہقان نے کہا کہ اسی قدر گم میری ہوئی تھین اُتنے ہی دینار اللہ نے غیب سے مجھے عنایت کیے اسکے بعد جو اسنے نذر کی تھی اُسے وفا کیا یعنی اسکو خرچ کرنا شروع کیا کچھ اسمین نفقۂ عیال کرتا تھا اور کچھ راہ خدا مین صرف کرتا تھا یہانتک کہ دو سو روپے خرچ ہوگئے اور وہ شبان شب کو اُس چاہ پر آکے کنوئین مین اُترا ہر چند تلاش کیا اپنے یوسف گم گشتہ کو نہ پایا یعقوب وار رویا اور کہا کہ اُس مال کے بغیر کہ محبوب جانی تھا زندگانی سے کیا راحت ملے گی اور بیت ناسخ کی پڑھتا تھا

بیت کاش ہون دل کی طرح دیدۂ بیدار جدا ؛ کسکا نظارہ کرونگا کہ ہوا یار جدا ؛
اسی طرح سے شبان حیران و پریشان تاسف کنان پھرتا تھا ایک مدت کے بعد شہر
مین آیا اور گذر اُسکا اُسی دہقان کے گھر مین ہوا دہقان جلدی سے اُٹھا اور
اپنی عادت کے موافق اُس شبان کو مہمان کیا اور کھانا کھانے کے وقت کلام باہم
کرنے لگے دہقان نے دیکھا کہ آثار ملال کے شبان کے چہرہ پر ظاہر ہین کہ بار بار اشکباری
کرتا ہی دہقان نے سبب رونے کا پوچھا شبان نے کہا کہ کیونکر شکستہ دل نہون کہ یہ
بیت حسب حال میرے ہی **بیت** انچہ از من گم شدست ار از سلیمان گم شدی ؛
ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستی ؛ اور کہا کہ تین سو اشرفیون کا مین مالک تھا اور
قوت دل و راحت جان اور نور بصر اور سرور سینہ مجھے انھین سے حاصل تھا فلانے
دن ظالمون کے خوف سے فلانے کنوئین مین ڈال دی تھین دوسرے دن جو ڈھونڈھا
تو اثر اُنکا نہ پایا دہقان نے جبکہ یہ بات سنی متحیر ہوا اور عورت کے پاس جاکر کہا کہ
اس مال کو مین حلال جانتا تھا اور دست تصرف اُسپر دراز کیا تھا سو وہ حق اس
شبان کا ہی اور مین غفلت کے سبب سے ورطۂ وبال مین پڑا اب جسقدر کہ بچا ہی
وہ اس مہمان کو سپرد کرون اور جو خرچ ہو چکا ہی اگر اللہ تعالے اپنے کرم سے
میرا دسترس کریگا تو اُسے ادا کرونگا ورنہ عمر اپنی استغفار مین بسر کرونگا اور
اللہ عالم ہی کہ بے علمی نے مجھے ورطۂ ماخوذیت مین ڈالا اور اس حال کا بھی افشا
نہ کرون اور نہین تو فی الحال یہ تینون سو اشرفیون کا مطالبہ ابھی کریگا اور مین
اسکے ادا کرنے مین عاجز آؤنگا عورت نے یہ بات بہت پسند کی کہ حق حقدار کو پہونچانا
اور قناعت توکل سے ساز کرنا واجب ہی تا حقتعالی عوض اُسکا ہمکو بہر عنایت
کرے جو توکل اختیار کرتا ہی جلد مقصد کو پہونچتا ہی دہقان نے سو دینار جو باقی
رہے تھے برسبیل ہدیہ شبان کے آگے رکھے شبان نے کمال منت سے اُٹھائے

اور گننے تو پوری سو اشرفیان تھین شبان نے دل مین کہا کہ یہ فال نیک ہو امید ہو کہ باقی دو سو بھی ملجائین اور ان سو کو نہایت محافظت سے رکھا چاہیے تاکہ پھر رنج مین گرفتار نہون کہ حدیث شریف مین آیا ہو لایلدغ المومن من حجر واحد مرتین اُسکے بعد ایک چوبدستی بہت موٹی کہ جسے لٹھ کہتے مین شبان کے ہاتھ مین تھی اُسے تھوڑا چیرا اور مجوف کرکے وہ اشرفیان اُسمین بھر دین اور ہر دم اپنے ہاتھ مین رکھتا تھا ایک دن ایک دریاے بزرگ پر کھڑا تھا کہ وہ چوبدستی گر پڑی ہر چند اُسنے جہد کی نپائی حیران و پریشان گھر کو آیا اور دریا شہر کے نیچے سے نکلا تھا اتفاقاً وہی دہقان کنارے پر غسل کرتا تھا کہ وہ چوب دستی بہتی ہوئی اُسکے پاس آ نکلی اُٹھا لیا اور گھر مین اپنے آیا اُس وقت عورت دہقان کی کھانا پکا رہی تھی اور لکڑی جلانے کی باقی نرہی تھی دہقان نے اس لیے کہ کھانا نیم پخت نرہجائے اُس لاٹھی کو جلانے کے واسطے چیرا کہ ناگاہ وہ سو اشرفیان نکل آئین شکر خدا بجالایا اور موافق معمول کے پھر اُسکا خرچ کرنا شروع کیا چند روز کے بعد پھر شبان دہقان کے گھر آیا پہلے حال سے بھی حال اُسکا ابتر پایا دہقان نے پوچھا کہ سبب اتنے غم کا کیا ہو اُسنے قصہ اول اشرفیون کے عصا مین رکھنے کا اور عصا کے دریا مین گر پڑنے کا سب بیان کیا دہقان نے کہا کہ سچ کہہ کہ اول بار تونے یہ اشرفیان کہان سے پائین اور کیونکر جمع کی تھین شبان نے بھی حال مو بمو اور راست براست کہ جو گذرا تھا بیان کیا دہقان نے تبسم کیا اور کہا کہ حمد بیحد خداے پاک کو سزاوار ہی کہ حق کو اُسکے مرکز پر قرار دیتا ہی اے شبان جان تو کہ یہ صُرہ زر کا اُس چشمہ پر مین ہی بھول آیا تھا اور چاہ سے بھی مین نے نکالا تھا اور یہ سو دینار جو تجکو دیئے تھے وہ اُسی کا بقیہ تھا اور اگلی بار بھی تیرا عصا جس مین وہی سو دینار تھے میرے ہی پاس آیا کہ اُسی مین سے آج تک خرچ کرتا ہون شبان متحیر ہوا اور

کہاکہ اس بوالعجبی سے معلوم ہوتا ہی کہ روزی کسی کی کوئی نہین کھاسکتا ہی غرض
مثل سے یہ تھی کہ تا یار لوگ بھی حبل المتین قناعت ہاتھ سے نہ چھوڑین اور دائرۂ
توکل سے قدم باہر نہ رکھین اور عجائبات زمانے سے کہ نتیجہ قضا و قدر ہی غافل نہ
رہین فرصت حیات کی غنیمت سمجھ کے مال اور کمال اور جمال پر اعتماد نہ کرین کہ حقیقت
ہر امر کی پس پردہ قضا و قدر مخفی اور مستور ہی کسی کو معلوم نہین ہی کہ انجام کار کیا ہو
القصہ وہ دن اسی گفتگو مین کٹا دوسرے دن کہ سنبل غالیہ بیز شب میدان سپہر سے
گوشۂ خفا مین چھپا اور باغبان قدرت نے گل صد برگ آفتاب کو چمن افق سے
بصد آب و تاب نمایان کیا دہقان اٹھا اور کہاکہ تم فارغ دل بیٹھے رہو مین آج کے
دن اپنے ثمرۂ مجاہدہ سے جو کچھ کہ پیدا کر لاتا ہون وہ تمھارے آگے رکھتا ہون
کل کے دن ماندگی تم سب کی دفع ہو جاوے گی تو پھر اپنے اپنے طور پر معیشت کی تدبیر
کرنا درست ہی سب اس بات پر راضی ہوئے اور کہاکہ بہتر ہی اسکے بعد دہقان زادہ
شہر سے باہر آیا اور لوگون سے پوچھاکہ شہر مین کونسی چیز کی خریداری بہت ہوتی ہی
لوگون نے کہاکہ اس جگہ ہیمہ سوختنی کی قدر بہت ہی اور نہایت قیمت سے بکتی ہی جوان
فی الفور کوہ کی طرف روانہ ہو کر ایک پشتارہ کلان ہیمہ خشک کا باندھ لایا اور دس
درم کو بیچکر طعام مطبوخ بازار سے خرید کر کے یارونکے آگے رکھدیا لیکن جب کہ شہر مین آنے لگا
تو دروازۂ شہر پر لکھا آیا کہ نتیجہ ایک دن کے کسب کا دس درم ہی حاصل الامر
اُس دن سب یارون نے دہقان زادے کے کسب سے کھانا کھایا دوسرے دن کہ
حسن جہان آرائے خورشید عالم نے جہان تیرہ کو اپنے جمال سے درخشان کیا جوان بیارد
سے کہاکہ آج تو اپنے جمال سے کچھ کام کر کہ یارون کی معاش کا باعث ہو زیبا روا ٹھکر
باہر آیا اور دل مین سوچا کہ مین تو ہنر کچھ نہین رکھتا ہون اور بغیر حصول بھر کے بھی
نہ آؤنگا عجب مشکل مین پڑا ہون کہ نہ جاے رفتن اور نہ روے باز گشتن

ہی رباعی لمؤلفہ ہی زلف کے مانند مرا عقدۂ دل ٭ مثل دہن تنگ ہی کھلنا مشکل
پانی تو کہان خبر آب تیغ ابرو ٭ دانے کے عوض فقط ہی عارض کا تل ٭ اسی فکر مین
ایک کوچہ شہر مین بیٹھا تھا کہ ناگہان ایک عورت خوبرو آشفتہ مو کہ مال بیکران
اور تجمل فراوان رکھتی تھی اُس جوان کے پاس سے نکلی اُسکی نظر جوان زیبا رو پر
پڑی وہ خط دلنواز اور روے دلفریب دیکھا عنان صبر و شکیب ہاتھ سے جاتی رہی
کنیز سے کہا کہ اس رخسارۂ زیبا کو دیکھ کر گل سُرخ اُسکے رنگ رخسار سے آب خجالت مین
غرق ہوتا ہی اور اُس قامت رعنا پر نگاہ کر کر سرو سہی اسکی لطافت اور نازکی سے
پاے در گل ہو رہا ہی بیت لمؤلفہ ایسی کس سرو روان کی چال ہی ٭ کبک جسکی چال
کا پامال ہی اور یہ شعر میر مغفور کا پڑھا بیت آہ کیا تن ہی کہ گل کو بھی حسد جس
تن پہ ہی ٭ کیا بدن کا رنگ ہی تہ جسکی پیراہن پہ ہی ٭ اور کہا کہ اگر تعریف اِس لب
کی کرون تو لعل ہی شکر آمیز اور اگر توصیف اُس خط کی رقم کرون تو بلا ہی فتنہ انگیز
بہر تقدیر یہ بشر نہین مگر مالک کریم ہی کہ یہ حسن جمال حد آدم زاد سے بہت زیادہ ہی اے کنیز
وہ تدبیر کر کہ یہ ہماے سعادت میرے دام مین پھنسے کنیز نے جوان کے پاس آکر کہا نظم
اے نور دیدہ آرزوے جان کیستی ٭ شیرین لبے واز شکرستان کیستی ٭ شور لیست از لب تو
بیا زار کائنات ٭ آخر بگوے تا نمک از خوان کیستی ٭ اے نازنین میری بی بی نیازمندی
کے بعد کہتی ہی کہ تو اس شہر مین مسافر نظر آتا ہی اور مسافر شکستہ دل ہوتا ہی اور میرا
مکان نہایت سرور انگیز اور مقام فرحت خیز ہی اگر تشریف لائیے اور ایک ساعت
کرم فرمائیے تو زندگی جاوید مجھے حاصل ہوتی ہی اور مین مسافر کی خدمت ہمیشہ سے
سعادت جانتی ہون اور تیرا کچھ زیان اِسمین نہین ہی جوان نے کہا مین حاضر ہون
اسکے بعد اس کنیز کے ساتھ جا کے اُسکا مہمان ہوا اور تمام روز اسکے ساتھ بعیش و آرام
بسر کیا اور شام کو رخصت مانگی عورت نے سو اشرفیان دیکے بہزار مشکل رخصت کیا

جوان نے آنے کے وقت شہر کے دروازہ پر لکھا کہ ایک روز کے حسن وجمال کی اُجرت
سو اشرفیان ہین اور اُسے لاکے یارون کے روبرو رکھدیا تیسرے دن جب کہ
صبح ہوئی سوداگر بچے سے سب نے کہا کہ لو آج تمھاری باری ہی اسنے قبول کیا
اور روانہ ہوا شہر کے باہر جاکر دیکھا کہ کشتی اسباب تجارت سے بھری ہوئی کنارے
دریا کے لگی ہی اور شہر کے سوداگر نرخ توڑنے کے واسطے قیمت بہت کم کہتے ہین
سوداگر بچے نے قیاس کیا کہ اس مین فائدہ زیادہ ہی یکمشت تمام کشتی خرید کی اور
متفرق کرکے سب اسباب بیچ لیا ہزار درم نفع سردست حاصل ہوئے پھر سوداگر نے
دروازہ پر لکھا کہ حاصل ایک دن کی عقل کے ہزار روپیہ ہین اور وہ سب لاکر
یارون کے آگے رکھدیے جب کہ چوتھا دن ہوا شاہزادے سے سب نے کہا کہ تو ہمیشہ
لاف توکل مارتا ہی اب اسکا نفع اور حاصل آج دکھا کہ کیا ہوتا ہی شہزادے نے یارون
کا کہنا قبول کیا اور ہمت عالی کے ساتھ کہ خالی شائبہ ریب سے تھی روانہ ہوا اسدن
بادشاہ شہر کا قضا کر گیا تھا ایک خلقت ماتم داری مین مشغول تھی شاہزادہ
بھی اُسی جگہ پہونچا اور ایک گوشے مین بیٹھکے تماشا سب کا دیکھتا تھا کہ ایک
دربان نے خیال کیا کہ لوگ حالت ماتم مین گرفتار ہین اور ایک شخص اجنبی گوشے
مین بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہی شاید جاسوس ہی اُسنے شاہزادہ سے آویزش کی اور سخت
اور سُست کہا اسنے آتش غضب کو آب تحمل سے سرد کیا اور اس بیت کے
موافق مطلق دم نہ مارا **بیت** سفیہ ار درشتی کند از غرور * زمن غیر نرمی نیاید
ظہور * اسکے بعد جنازہ بادشاہ کا گورستان کو لیچلے اور سب وضیع و شریف ساتھ
ہوئے تمام مکان خالی ہوگیا مگر شاہزادہ اُسی جگہ بیٹھا ہوا تماشا در و دیوار کا کرتا
تھا اور پھر دربان نے آکر دیکھا کہ وہ شخص اُسی طرح بیٹھا ہی بہت آزردہ ہوا
اور اس بیچارے بیگناہ کو قید خانے مین بھیجدیا جبکہ شب ہوئی اور شاہزادے کی خبر

یارون کو نہ ملی سمجھے کہ اُسنے بناے کار کو توکل پر رکھا تھا جبکہ کوئی صورت نہ بن سکی
شرمندگی سے مُنھ چھپا کے کسی طرف راہی ہوا کاش ہم اُسے تکلیف نہ دیتے تو دل اُسکا
شرمندہ نہوتا یہ اپنی جگہ اُسکا تاسف کرتے تھے اور وہ زندان مین خدا کو یاد کرتا تھا
اور بیک خیال سے کہتا تھا **بیت** خبر من برسانید بیاران چمن * کہ ہم آواز شما در قفسے
افتادہ است * بعد سوم کے اشراف اور ارکان دولت نے جمع ہو کر کہا کہ کسی ایسے
شخص کو جو لایق سلطنت کے ہو تخت پر بٹھانا چاہیے کیونکہ بادشاہ کا کوئی وارث
نہ تھا اور دربان نے دل مین کہا کہ جاسوس پکڑا ہی کیا عجب ہی کہ اُسکا کوئی ہمراہی
بھی ہوا اور اپنے مالک کو خبر دیوے اور وہ تخت کو بادشاہ سے خالی سمجھکر کچھ فساد
کرے پس بہتر یہ ہی کہ مین حال اسکا ارکان دولت سے ظاہر کرون یہ خیال کرکے
سب حال اُسکا بیان کیا اعیان دولت نے محبس[ل] سے شاہزادے کو بُلا کر حال پوچھا
جبکہ سب کی نظر اُسکے جمال ملکت آرا پر پڑی سمجھے کہ یہ شخص تو جاسوس نہین ہی
ایسی ذات شریف سے ایسا کار ذلیل نہین ہوتا ہی شرایط تعظیم بجا لائے اور
استفسار حال کیا کہ اپنے مولد اور نژاد سے مطلع کرو اور اس جگہ آنے کا کیا
باعث ہی شہزادے نے کمال فصاحت سے کلام کیا اور اصل اور نسب اپنا بیان
کیا اور کیفیت وفات پدر اور تغلب اور غصب بھائی کا ظاہر کیا کہ اتفاقاً ایک
گروہ اُس دیار کے تجار کا اُس جگہ وارد تھا دیکھتے ہی شاہزادے کو پہچانا اور
سب ارکان دولت سے حال شہزادے کا اور حسب و نسب اسکا کہ سلطان
ابن السلطان ہی بیان کیا مجموع اکابر اس سلطنت کے دیکھتے ہی جمال باکمال
کے اور سُنتے ہی اس حال کے متفق الکلمہ ہوے کہ لایق اس تخت کے یہی
شخص ہی کہ اصل پاک اور نسب پاکیزہ رکھتا ہی بیشک افتتاح[ع] ابواب[ع] عدالت
اور عاطفت مین رعیت کے واسطے اس سے بہتر دوسرا شخص نہ ملے گا اور یہ مقرر

ل محبس بفتح میم وسکون حا و فتح با جگہ موعدہ جاے قید ۱۲
ع افتتاح بکسر کشادن ۱۲
ع ابواب جمع باب بمعنی دروازہ ۱۲

اپنے اسلاف کی راہ جاری کرے گا کہ انوار سعادت اس مہ جبین کی جبین سے
پیدا ہین غالب ہی کہ فضائل موروثی مفاخرت کے ساتھ جمع کرکے خلق کو آسودہ
رکھے گا اور لمعہ فرزندانی کہ اسکے جبین مبین سے لامع ہی استحقاق جہانبانی اور
استعداد کشورکشائی پر دلیل قوی اور حجت ساطع ہی اور علامت شہریاری
اور امارت نامداری کہ اُسکے حال سے روشن ہی غالبًا کسی صاحب نظر سے مخفی
نرہی ہوگی **بیت** برحشمت سلیمان ہرکس کہ شک نماید ٭ برعقل ودانش او
خندند مرغ وماہی ٭ غرض بعد قیل وقال کے اُسے تخت پر جلوہ افروز کیا اور توکل
کی برکت سے ایسی سلطنت خدا داد ہاتھ آئی جو کوئی مقام توکل مین ثابت قدم
رہے تو نتیجہ اسکا دنیا اور دین مین ضرور ملتا ہی **بیت** کلید توکل چو آید بدست ٭
در گنج واقبال بتوان کشود ٭ بچوگان صدق اندرین عرصہ گاہ ٭ زمیدان
توان گوے دولت ربود ٭ اور اس شہر مین یہ رسم تھی کہ اول روز بادشاہ کو
بیل سفید پر سوار کرکے تمام شہر مین پھراتے تھے تا وضیع وشریف اُسکے جمال روشن
سے آنکھین منور کرین چنانچہ اس سے بھی یہی معاملہ کیا جب کہ وہ شاہزادہ
اس دروازہ پر پہونچا کہ جہان اُن تینون یارون نے اپنے ہنر کا فائدہ لکھا
تھا حکم دیا کہ اس جگہ پر لکھدو کہ کسب اور جمال اور عقل کا اُس وقت فائدہ
ہوتا ہی کہ قضاے الٰہی اُسکے موافق حکم کرے اور حال توکل کا یہ ہی کہ مین روز
اول زندان مین مقید ہوا اور دوسرے دن تخت زرنگار پر بیٹھا اہل بصیرت
کی عبرت کے واسطے یہ امر کافی ہی اسکے بعد پھر کے ایوان شاہی مین داخل ہوکر
اجراے امور سلطنت مین مشغول ہوا **قطعہ** بخت چون برتخت دیدش
تہنیت ہا کرد و گفت ٭ ایکہ بر تخت جہان داری تو میدانی نشست ٭
چون جہانداران کمر بربند و عالم برکشاے ٭ وقت کار آید دگر بیکار نتوانی

نشست ۞ اسکے بعد شاہزادہ نے تینون یارون کو بلایا تاجر صاحب عقل کو
وزیر ثانی کیا اور زرگر بچے کو داروغگی اسباب خاص کی دی اور صاحب جمال
کو خلعت گران بہا اور مال بے پایان دیکر فرمایا کہ ہرچند مفارقت دوست عزیز
کی سخت ہے لیکن بہ بنا تیرا اس شہر مین اچھا نہین ہے تا کہ عورتین اس شہر کی تیرے
جمال پر مفتون ہوکر فسق و فجور نہ کرین بعد اسکے بزرگان مجلس کی طرف منہ پھیرا
اور کہا کہ تمنے بہت شخص دیکھے ہین کہ ہنر اور دانش مین مجھ پر ترجیح رکھتے ہین لیکن
ملک بغیر عنایت یزدانی ہاتھ نہین آتا ہے چنانچہ منطوق تؤتی الملک من تشاء
سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر اُسکی حمایت کے ایک برگ کاہ کوئی ہلا نہین سکتا ہے نظم
اے مقصد ہمت بلندان ۞ مقصود دل نیازمندان ۞ از قسمت بندگی وشاہی ۞
دولت تو دہی بہر کہ خواہی ۞ توفیق تو گرنہ رو نماید ۞ این راہ بعقل کے کشاید ۞ اور کہا
کہ ہمراہی میرے سب کسب مین کوشش کرتے تھے اور ہر کسی کو ایک دست آویز
حاصل تھی اور مین نہ دانش اور قوت پر اعتماد رکھتا تھا اور نہ کسی کی مددگاری کا
اُمیدوار تھا بلکہ بنائے کار محض توکل پر رکھی تھی اور بموجب اس بیت کے عمل
کرتا تھا بیت سر قبول بباید نہاد وگردن طوع ۞ کہ ہرچہ حاکم عادل کند
ہمہ داد وست ۞ حاضران مجلس مین سے ایک سخندان نے اُٹھ کے عرض کیا کہ جو کچھ
زبان مبارک پر جاری ہوا گوہر ہے الماس خرد سے سفتہ اور زر ہے محک دانش پر
آزمودہ کہ جہانداری عقل اور حکمت پر موقوف نہین بلکہ نعمت خداداد ہے
وہ ایسا ہی کریم ہے جسکو جو دیا اُسکے لایق دیا بیت ز خوان نعمت
بے منتہاے او ہر کس ۞ بقدر حوصلۂ خود نوالہ می یابد ۞ خوش نصیبی اس دیار
کی تھی کہ تجھسا بادشاہ حق شناس فرمان روا ہوا اور خوبی طالع ساکنان اس
مرز بوم کی تھی کہ سایہ تجھ سے ہمائے سعادت کا ان مرغان شکستہ بال پر پڑا

ہی تخت ہمایون ❊ ایسا مہ جسمین ہو گر جاجوہ منزل وہ ہی مبارک **بیت لموٗلفہ**
جس پر کہ بیٹھے بادشہ ایسا ❊ اسکے بعد دوسرا ترانہ سنج ہوا کہ اے بادشاہ جوان بخت
چند ابیات لائق نثار فرق مبارک کے کہ گنجینۂ سینہ مین ہی سو عرض کرتا ہون **نظم**
ابا شہے کہ کف کامگار زر بخشت ❊ کمند در سر گردون کامران انداخت ❊ شد از
نزول حوادث چو آسمان ایمن ❊ بران دیار کہ چتر تو سائبان انداخت ❊ اسی طرح
سے ہر ایک ندیم فراخور حال اپنی بات کہتا تھا اور صحیفہ مناقبت سلطانی سے
خوش بیانی کرتا تھا سب کے بعد ایک پیر پاک ضمیر خوش تقریر نے دست بستہ
ایستادہ ہو کر عرض کیا کہ اے بادشاہ قدر و قضا کے باب مین جو کچھ کہ زبان
گوہر فشان سے نکتہ بیان فرمایا تو نے موافق اس بندے کی سرگذشت کے ہی
اگر ارشاد ہو تو عرض کردن بادشاہ نے کہا کہ بیا تا چہ داری یعنی لا جو کچھ کہ رکھتا
ہی تو **حکایت** پیر نے کہا کہ مین ایک بزرگ کی خدمت مین حاضر تھا جب کہ
بیوفائی دنیا کی پہچانی مین نے اور فریب سے اس زال دستان کے خوب
آگاہ ہوا کہ یہ عروس شوہر کش اپنے شیفتون کو ہمیشہ نا اُمید رکھتی ہی اور
یہ معشوقہ غدّار ناساز گار ہیبت سے عاشقون کو خاک مین ملا چکی ہی اپنے دل
سے کہا مین نے کہ اے احمق اُسکی دوستی مین آپ کو پھنساتا ہی تو کہ جسکا دست رد
لاکھون بادشاہان کامگار کے سینون پر رکھا ہوا ہی اور اُس نے خرمن جمعیت
کتنے بادشاہون کا بادہستی سے برباد کیا ہی اس پیر زال کے خیال سے درگذر
اس رہگذر مین کہ دمبدم طیاری کوچ کی ہی گھر اپنا نہ بنا **ابیات لموٗلفہ**
عالم امکان مسافر خانہ ہی ❊ جو بنائے اس مین گھر دیوانہ ہی ❊ جس جگہ رہنا
ہی تجکو تا ابد ❊ چاہیے اُسکی عمارت مین ہو کد ❊ خواب غفلت سے بیدار ہو کہ
وقت تنگ ہی اور مرکب عمل کا لنگ اور عمر کوتاہ سے توشہ اُٹھا کر راہ

حکایت

دور و دراز پیش ہی کہ ابیات آن طلب امروز بہر گوشۂ ٭ کز پے فردات
بود توشۂ ٭ راہ تو دور آمد و منزل دراز ٭ برگ رہ و توشۂ منزل بساز ٭
آخر کار اس فکر سے نفس سرکش متنبہ ہوا اور اسکے بعد نشاط تمام اور رغبت
صادق سے خداے کریم کی طرف مُنہ کیا مین نے اور خدمت دنیا اور صحبت
اہل دنیا پر پشت ماری ایک دن بازار مین دیکھا مین نے کہ ایک صیاد دو
ہدہد بیچتا ہی اور وہ دونون آپس مین اپنی زبان مین ایک دوسرے کا غم
کھاتا ہی اور اپنی گرفتاری سے پژمردہ ہوکے آزادی اپنی خدا سے طلب کرتا
ہی مین اُنکی زبان سمجھتا تھا جبکہ یہ حال اُنکا دیکھا تو رحم آیا مجھے کہ ان کو چھوڑا دون
کہ شاید اُنکی آزادی کی برکت سے خدا کی رحمت کا سزاوار ہون آخر صیاد نے
دو درم اُنکا مول کیا اور میرے پاس سواے دو درم کے اور کچھ نہ تھا سو اسطے
مین متردد تھا اور نفس میرا رخصت نہ دیتا تھا کہ وہ دو درم اپنے خرچ کر دون
آخر توکل خدا پر نظر کرکے دونون درم صیاد کو دیے اور انھین آزاد کیا مین نے
وہ دونون اُڑکے ایک دیوار پر جا کے بیٹھے اور حق شناسون کے طور سے دعا دیتے
تھے اور کہتے تھے کہ اب ہاتھ ہمارا تیرے احسان کرنے کے عوض کرنے مین کوتاہ
ہی لیکن اس دیوار کے تلے ایک صندوقچہ جواہر قیمتی کا مدفون ہی اسے لے کر یہ
ہم تیری نذر کرتے ہین مجھے اُنکی گفتار سے تعجب آیا اور کہا مین نے کہ طرفہ حال ہی
کہ صندوقچہ جواہر کا نیچے زمین کے دیکھا تمنے اور دام کہ نیچے تھوڑے سے غبار کے
چھپا تھا اُس سے غافل رہے ہدہد نے جواب دیا کہ قضاے الٰہی جبکہ نازل ہوتی ہی
دیدۂ عقل خیرہ اور آنکھ باریک بینی کی تیرہ ہو جاتی ہی اور مقتضاے قضاے قدر
کسی سے دفع نہین ہو سکتا ہی اس محل مین نہ عاقل کو عقل اور نہ عارف کو معرفت رہتی
ہی اور یہ حکایت قول شاہ کے واسطے کہ باب قضا و قدر مین صادر ہوئی

گواہ عادل ہی اور حکمانے بھی تائید اس معنی کی کی ہی قطعہ گر کار تو نیک است
تبدبیر تو نیست ٭ ور نیز بدست ہم بتقصیر تو نیست ٭ تسلیم و رضا پیشہ کن و شادی
کن ٭ این نیک و بد جہان بہ تقدیر تو نیست ٭ اسکے بعد کہا کہ ای شاہ مین نے
اس دیوار کے نیچے کھودا اور صندوقچہ جواہر کا پایا اب اسے مین اس لیے ظاہر کرتا
ہون کہ شہریار اپنے خزانۂ عامرہ مین پہونچا دین بادشاہزادے نے کہا کہ تخم تونے
بویا تھا اُسکا پھل پایا شرکت اسمین کسی کی نہین اور یہ جواہر حکمت کہ اس وقت رشتۂ
تقریر مین پروئے تونے ہمارے واسطے کافی ہین کہ کوئی جواہر زیباتر سخن نیک سے
نہین ہی کیمیائے سخن مس قلب کو زر کامل عیار کر سکتی ہی حاضرین محفل نے ذہن پر شاہزادے
کے آفرین کی اور بدل و جان پیمان مضبوط کر کے خط فرمانروائی قبضۂ اختیار مین
شاہزادے کے بکلی سپرد کیا اور اُسکے سایۂ دولت مین بآرام تمام زندگی بسر کرتے
تھے مصرعہ تا آنزمان کہ نوبت ایشان تمام شد ٭ یہ ہی داستان منافع توکل اور
نتائج تفویض قضا و قدر کی اور یہ بات ظاہر ہی کہ عنان اختیار ہمارے قبضہ مین ہوتی
تو کوئی کام اپنی مراد کے خلاف وجود نہ پاتا اور حال یہ ہی کہ اگر ہزار نقش ہم خیالات
کے بنائین تو ایک بھی اس طرح پر کہ جو ہمارے آئینہ تصور مین ہی ظہور مین نہ آئیگا
بیت اگر محول حال جہانیان نہ قضاست ٭ چرا مجاری احوال برخلاف رضاست
جبکہ برہمن بیدپا نے یہ فصل تمام کی اور مضمون ہوشنگ کے وصایا کا ان داستانون
کے ساتھ کہ جو بیان مین آچکا ادا کیا وا بتسلیم شرط خدمت کی بجا لایا اور فرمایا کہ
حضرت کی برکت ہمت سے نقاب خفا چہرۂ مقصود سے اُٹھا اور جو کہ مطلوب تھا
برکت صحبت رفیع منزلت سے حاصل ہوا شکر ہی اس خدائے کریم کو کہ سعی میری
باطل نہ کی اب التماس یہ ہی کہ جو تحفہ کہ بطریق اخلاص پیشکش کردن مین حکیم
روشن دل اُسے بنظر ہدیۂ نیازمندانہ قبول فرمائیے برہمن نے کہا کہ ای بادشاہ

مین نے دار دنیا سے گوشۂ عزلت اور توشۂ قناعت اختیار کیا ہی اور دامن اپنا
لوث تعلق فضول سے دھویا ہو امکان نہین رکھتا ہی کہ کسی طرح سے بار دیگر
اسکی نجاست مین آلودہ ہون مین **بیت** بدنیا تا توان آسودہ بودن ؁
دریغ آید مرا آلودہ بودن ؁ اور اگر بادشاہ چاہتا ہی کہ میری کچھ خدمت کرے
اور طوق سنت کا میری گردن مین ڈالے تو متوقع اسکا ہون مین کہ ان
کلمات حکمت آمیز کو رشتۂ تالیف مین منسلک کر کے مقتداے راہ نجات اور
پیشواے طریق کمال سمجھے اور ہمیشہ اسی وسیلے سے مجھے اپنی خاطر عاطر سے فراموش
نہ کرے اور دعاے مغفرت سے دریغ نہ فرمائے کہ کہا ہی دعاء الامام العادل لا یرد
یعنی دعا امام عادل کی رد نہین ہوتی بلکہ دعا بادشاہ عادل کی اجابت سے نزدیک
ہوتی ہی راے داشلیم نے ارشاد برہمن کا قبول کیا اور رخصت ہو کے اپنے دار الخلافت
مین پھر آیا اور جو جواہر حکمت کہ درج گوش مین لایا تھا اُنھین رشتہ تالیف مین
انتظام دیا اور ہمیشہ ہر حادثے اور ہر مہم مین استمداد انھین نصیحتون سے کرتا تھا
ابیات آنکہ او پیروی پند خردمندان کرد ؁ آخر الامر بسر منزل مقصود رسید ؁ وآنکہ
شد منحرف از جادۂ آن راست روان ؁ راہ گم کرد وز مطلوب نشانی نشنید ؁ حکیم
خجستہ راے نے یہ حکایت دلپذیر متضمن ہدایت سے نہایت تقریر فرمائی بادشاہ
ہمایون فال مانند گل سیراب بساط نشاط پر شگفتگی کرتا تھا اور اُسکے نہال حال نے چمن اقبال
مین سر فرازی شروع کی اور وزیر کو بسبب رہنمائی اس حکایت کے عواطف بادشاہانہ
کا امیدوار فرمایا اور اُسکے دیدۂ دل کو حصول مقصد سے روشن کیا اور دل مین کہا
بعد الیوم دستور راے اور قانون کارخانہ ملک ستانی اس نصیحت سامی کے موافق
کرونگا کہ ان باتون نے میرے دل پر عجیب طرح کی تاثیر کی ہی کہ ایک دم سرور
میری خاطر سے کم نہین ہوتا ہی اور وہ باعث ناصح صاحب اخلاص پاک طینت ہی

اور اگر ناصح براست گو نہو اور سخن ہر چند نفس الامر مین نیک بھی ہو لیکن ناصح کی آلودگی کی جہت سے کہ وہ صاف باطن نہین ہوتا ہی تو اسکی سیاہ دلی کے باعث وہ سخن بھی کچھ تاثیر نہین کرتا ہی اور ان حکایات عجائب اور روایات غرائب سے کہ بے شائبہ ریا اور بے سبب غرض اس حکیم دانا دل نے تقریر فرمائی میرے جان و دل مین اثر ہوتا ہی وزیر نے بادشاہ کو دعا دی اور کہا کہ جو کچھ زبان فیض ترجمان حکمت نشان شاہنشاہی پر گذرا عین صدق اور محض ثواب واقعی ہی کہ اہل مکر و فریب اور دروغگو اور ریائی کی بات بے فروغ ہوتی ہی کہ زبانہ آتش کے مانند تھوڑے سے صدمہ مین سرد ہو جاتی ہی اور کلام اہل صدق و صفا کا تاثیر مین صبح کے مانند ہی کہ دمبدم روشنی اسکی زیادہ ہوتی جاتی ہی اور شعلہ نور خورشید نورانی کے مانند ساعت بساعت ترقی بہم پہنچاتا ہی بادشاہ نے وزیر خجستہ راے کو دوبارہ سرفراز کیا اور وزیر نے بھی صفات پسندیدہ اور انوار اخلاق ستودہ شاہی کو مشاہدہ کر کے دعا اور ثنا کو اس طرح تمہید دی لمؤلفہ ای بادشہ جہان فریدون حشمتا شاہان سبق سے لے گیا تو سبقت ؛ کیا دین ہی کیا عقل ہی کیا عدل و کرم ؛ تابان ہو ترا ہمیشہ نجم دولت ؛ اس دعا پر مجلس ختم ہوئی اور ہمایون فال نے بھی رای دابشلیم کے دستور پر لطائف ان حکایات کے اپنے اعمال پر ثبت کیے اور ذکر جمیل یادگار چھوڑ گیا ؎ دو چیز حاصل عمر است خیر و نام نکو ؛ وزین چو درگذری کل من علیہا فان ؛ مباش در پے آزار کام خلق بر آر ؛ گزین دو کار بیابی سعادت دو جہان ؛ یہ تھے کلمہ چند کہ بمقتضاے زبان قلم اسکے شروع کرنے مین بامداد غیبی جرائت کی مین نے اور جس طرح پر کہ راے ناقص نے تقاضا کیا رقمزدہ کلک بیان ہوا اب امیدوار افاضل محاسن اطوار اور عمائد عالی مقدار اور صاحبان علم با وقار سے یہ ہون کہ اس بے مایہ کی عبارات ناسنجیدہ اور کلمات ناپسندیدہ پر دیدۂ اعتراض نہ کھولین اور از راہ ذرہ پروری و فقرا نوازی جو خطا کہ اس فقیر کی دیکھین بجز حرف صواب نہ بولین بلکہ بنظر اصلاح جو کہ مناسب حال دیکھین

اُسے بلا تامل درست فرمائین مصرع ع ہر کریمان کارہا دشوار نیست۔ پس شکر خداے عزوجل کا کہ ترجمہ انوار سہیلی کا چودھوین ذیقعدہ ۱۲۸۱ سنہ ہجری وقت صبح کے کہ ہنوز نیر اعظم نے علم نورانی افق مشرق سے بلند نہ کیا تھا مقام دار السلطنت لکھنؤ مین ختم ہوا الحمد للہ علی ذلک باطناً وظاہراً والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین رحمۃ اللعالمین وآلہ وصحبہ متوالیا ومتکاثرا اے کریم کارساز تیرے نام پاک سے ابتدا ان اوراق کی ہوئی تھی اس کے برکت سے خاتمہ اسکا بخوبی ہوا ورنہ اس بے بضاعت ناچیز کو کب ایسی لیاقت تھی کہ اِس عہدے کو سرانجام دیتا یہ محض تیری قدرت نمائی تھی کہ ایسے بے استطاعت ناچیز کے ہاتھ سے یہ دریا کوزے مین بند ہوا اب اُمیدوار ہون کہ ایسی مقبولیت اسے عنایت فرما کہ از وضیع تا شریف خریداری اِس کتاب کی بجان ودل کرین اور یادگار اس ذرۂ بیمقدار کی تا قیام قیامت رہے اور جو کوئی اسکا مطالعہ کرے حسبۃً للہ واسطے اس عاصی کے خداے وحدہ لاشریک سے دعاے مغفرت چاہے کہ خصائل کریمانہ سے بعید نہین ہے۔

تاریخ ناسخ

زہے نسخۂ حکمت آمیز نافع	کہ ہر باب وا کرد صد باب حکمت
مسمّی بہ بستان حکمت نمودند	براے تماشاے ارباب حکمت
گل و برگ ہر شاخ دُر جملہ حکمت	شدہ این باغ سرسبز با آب حکمت
بہ لطف سبب کز بہاست شکرش	فراہم شدہ جملہ اسباب حکمت
پے سال تاریخ اتمام ناسخ	خرد گفت بستان ہمراب حکمت

خاتمة الطبع

جس طرح حمد خداوند کون و مکان دشوار ہی ویسی ہی دشوار نعت سرور انس و جان
حضرت احمد مختار محبوب پروردگار ہی علیٰ ہذا مدحت اصحاب کرام اور منقبت
آل عظام اور عترت اطہار کچھ آسان کار نہین ہی سبحان ما اعظم شانہ منجملہ محامد
و فی کلِّ شیءٍ لَہٗ آیۃ تدلُّ علیٰ اِنّہٗ واحدٌ شان ایزدی ہی اور شفیع مطاع نبی کریم
قسیم جسیم نسیم وسیم من مناقب احمدی ہی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم وعلیہم اجمعین
اما بعد شایقین کتب حکمت واخلاق کو نوید تازہ اور مژدہ بے اندازہ
ہو کہ ان ایام فرخندہ فرجام فرخی التیام مین کتاب مستطاب بلاغت انتساب
فصاحت اکتساب عمدہ سرمایہ دانشمندی نیکو مطاع دانشوری ترجمۂ انوار سہیلی
سراپا پند و نصیحت اسم بامسمیٰ **بستان حکمت** مترجمۂ فارس مضمار سخندانی
یکہ تاز عرصۂ شیرین زبانی عمدۃ الشعرا سرخیل زبان آوران عالی جناب
فقیر محمد خان بہادر رسالہ دار سابق زمانہ شاہی المتخلص بہ گویا من عمائد ارکین
و اعیان سلطنت لکھنؤ تغمدہ اللہ بغفرانہ و اسکنہ اللہ تعالیٰ بحبوحۃ جنانہ۔
سبحان اللہ یہ ترجمہ ایسا فائق ہی کہ ہر خاص و عام جان و دل سے اس
گنج خوبی کا شایق ہی بلکہ عاشق ہی مناسبات فقرات چستی عبارت رنگینی
مضامین شگفتگی الفاظ سچ تو یہ ہی کہ دریا کوزہ مین بھرا ہی خدا کے فضل و کرم
سے جیسی یہ کتاب نایاب ویسا ہی یہ ترجمہ لاجواب ہی اور کیون نہو مترجم ممدوح الصدر
نے باتفاق مشورۂ چند استادان نامی و گرامی و زبان آوران لکھنؤ خاص مثل
شیخ امام بخش صاحب ناسخ و خواجہ وزیر صاحب وزیر کہ بڑے
زبردست شعرائے لکھنؤ سے تھے یہ ترجمہ فرمایا ہے اور نام بھی

بستان حکمت رکھا ہوا المختصر یہ ترجمہ مطبع منشی نول کشور واقع شہر لکھنؤ میں حسب ایمائے امیر باذل سخی دریا دل معلے القاب فی المجد والمحاسن عالیجناب منشی بشن نرائن صاحب دام اللہ اقبالہ واجلالہٗ باہزاران ہزار زیب وزینت وبہ تجدید درستی وصحت بار سیزدہم باہ جنوری ۱۹۲۴ء حلیہ طبع سے آراستہ ہوکر روشنی بخش چشم مشتاقان ہوا۔

تاریخ طبع سابق از سحر بیان مولنا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی محافظ عملۂ تصحیح

ازین بستان حکمت گوہر پند	بسان مہر انور گشت لائح
مضامینش چو بند بندی ہم	بتوضیحات گردو جملہ واضح
ہمہ فقرات گویا فی الحقیقت	پُر از حسن ست و خالی از قبائح
دلم گردید چون جویای تاریخ	دماغ جان معطر شد زرائح

لب حامد کشاد از بہر سالش
زہے مجموعۂ وعظ ونصائح
۱۳۳۵ھ

نام کتاب	قیمت
طوطا کہانی۔ تصنیف سید حیدر حسین۔	۴؍
قصۂ گل و صنوبر۔ مولفہ پریم چند	۲؍

کتب افسانہ نثر و نظم

نام کتاب	قیمت
فسانہ آزاد۔ ہر چہار جلد کامل نتیجہ طبع سخن سنج پنڈت رتن ناتھ در کشمیری۔	۸؍
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔	۰۶؍
ترجمان عصمت۔	۲؍
الف لیلہ منظوم۔ سہ جلد تصنیف مختلف	۶؍
۱ جلد۔ نظم دلکش مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی سخنور نامی۔	عہ
۳ جلد۔ از نتیجہ طبع شاعر نازک خیال طوطا رام شایان۔	۸؍
۴ جلد۔ از منشی شادی لال صاحب چمن شاگرد مرزا نسیم دہلوی۔	عہ
مجموعۂ قصص۔ مشمولہ پانچ قصہ۔ مؤلف مختلف۔	۰۲؍
۱۔ قصۂ سوداگر بچہ	
۲۔ قصۂ ماہی گیر	
۳۔ قصۂ جمجمہ	
۴۔ قصۂ منصور۔	
۵۔ قصۂ شاہ روم	
اور اسی مجموعہ کی ہر ایک کتاب علیحدہ علیحدہ بھی ہے۔	
سنگاسن بتیسی منظوم منشی رنگین لال۔	۵؍
گلزار ابراہیم۔ ابراہیم ادہم کا سچا فسانہ۔	۰۳؍
چشمۂ شیرین۔ فرہاد و شیرین کا قصہ۔	۲؍
ایجاد رنگین۔ سعادت یار خان صاحب رنگین دہلوی۔	۱؍
مجموعہ چوہے نامہ۔ بلی نامہ۔ افیونی نامہ۔ جوگن نامہ۔	۱؍
قصۂ مقتول جفا۔ معروف بہ اہم تاریخی فسانہ	۲؍
مثنوی گلزار نسیم۔ از دیا شنکر دہلوی	۰۳؍
فسانۂ عجائب منظوم۔ مؤلفہ منشی بھولا ناتھ۔	۰۱؍
ہدیۂ انتظار۔ از مولوی ممتاز حسین سنبھلوی	۰؍
مثنوی میر حسن	۰۲؍
شیرین خسرو۔ باتصویر از منشی گوبند پرشاد صاحب فضا۔	۴؍

نام کتاب	قیمت
کتب ناول مرغوب دل	
تسخیر۔	۱۰/
عیاروں کا عیار۔	عا/
مارگیرٹ۔	عہ۲/
خواب کلکتہ۔ حصۂ اول و دوم فی حصہ	۱۲/
خوش نصیب۔	عہ/
لال کپتان۔	۱۲/
ناشاد۔	عہ۴/
ہم خرما و ہم ثواب۔	۱۴/
نئی نویلی۔	۶/
حرمان خانم۔	۶/
طویلہ کی بلا بندر کے سر۔	۶/
فریب نیرنگ۔	۱۰/
طلسم نارنج۔	۱۲/
بنگالی دلہن۔ ناول دیوی چودھرانی بابو بنکم چندر چٹرجی کا ترجمہ مترجمۂ منشی جوالا پرشاد صاحب برق۔ بی۔ اے سب جج۔	۱۲/
التمش۔	عہ۸/
معشوقۂ فرنگ۔ مولفۂ بابو جوالا پرشاد صاحب۔	۸/

نام کتاب	قیمت
شام جوانی۔ دو حصہ یہ رینالڈ کے ایک نہایت نتیجہ خیز ناول کا ترجمہ ہے جسے منشی نوبت رائے نظر آنجہانی نے ترجمہ کیا تھا جو نہایت مقبول ہوا۔	
حصۂ اوّل۔	عا/
حصۂ دوم۔	عہ۴/
خلق مجسّم ناول۔	عہ۴/
سبز باغ۔	۸/
بوالہوس۔ قابل دید ہے۔	عہ/
پھول وتی۔ ناول منقسم بر چہار حصہ	
حصۂ اوّل۔	۱۲/
حصۂ دوم۔	۱۴/
حصۂ سوم۔	۱۴/
حصۂ چہارم۔	۱۴/
حجاب عظمت۔	۴/
مار آستین۔ مولفۂ بابو جوالا پرشاد صاحب برق۔ بی۔ اے۔ سب جج۔	۱۰/
پرتاب۔ مولفۂ بابو جوالا پرشاد صاحب برق	۱۲/
روہنی۔ مترجمۂ بابو جوالا پرشاد صاحب برق	۱۰ ر پ
جذبۂ عشق۔	۸/